بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

مشمولات

مسلک اعلیٰ حضرت مسلک اہلسنت کی سند

از: حضرت مولانا سید محمد حسینی اشرفی مصباحی ،چیف ایڈیٹر ماہنامہ ”سنی آواز“ناگپور۔

دین اسلام ومذہب اہلسنت کا سچا ومختصر خلاصہ مسلک اعلیٰ حضرت ہے یہی وہ مجمع البحار ہے ، جو آج حنفیت وشافعیت مالکیت وحنبلیت اور قادریت، چشتیت وسہر وردیت ونقشبندیت ومجددیت وبرکاتیت واشرفیت وغیرہم سب سمندروں کا سنگم ہے۔ (ارشاد مظہر اعلیٰ حضرت شیر بیشۂ اہلسنت علیہ الرحمہ)

امام المناظرین مظہر اعلیٰ حضرت شیر بیشۂ اہل سنت حضرت علامہ مفتی حشمت علی خان صاحب قادری رضوی علیہ الرحمہ نے جو ارشاد فرمایا وہ بالکل صحیح اور حق ہے اب اسکے بعد میرا مضمون شیر بیشۂ اہلسنت علیہ الرحمہ کے مذکورہ بالا ارشاد گرامی کی تفصیل وتشریح ہے۔ بریلوی مسلک یا مسلک اعلیٰ حضرت کی اصطلاح گمراہ مرتد فرقوں اور ان کے نام نہاد ادعائے حنفیت وسنیت سے ممتاز کرنے کیلئے ایک سو پچیس سال سے زائد عرصے سے رائج ہے اب تک ہزاروں عرب وعجم کے اکابر ومعتمد ومستند ،مرجع عالم علمائے کرام اور کروڑوں عوام وخواص اہلسنت میں رائج ہے سبھوں نے اسکو حق جانا اور سنیت وحنفیت بلکہ صحیح اسلام ودین حق کی پہچان کیلئے اسی مسلک کو مانا اور جانا اور وہ اسی پر قائم ہیں۔

حنفیت کے نام پر مسلک وہابیت ودیوبندیت اور اسی حنفیت کے نام پر قادیانیت ونیچریت وصلح کلیت جیسے مرتد وبے دین مسالک وجود میں آچکے تھے،حنفیت وسنیت کے خدوخال کو مٹاکر رکھ دیا تھا بنام حنفیت سیلاب کفر وارتداد اتنا تیز تھا کہ حقیقی حنفیت وسنیت کو ختم کرکے رکھ دیا تھا، اور اپنے خود ساختہ عقائد ونظریات کو جاری کردیا تھا ڈر تھا کہ مسلک حنفیت بلکہ چاروں برحق مسلک کوہی یہ کافر ومرتد ختم نہ کردیں۔ اعلیٰ حضرت مجدد اعظم سیدنا امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کا احسان ہے کہ عقائد اسلام اور چاروں مسلک پر کفر والحاد وبے دینیت کی تیز آندھی کے ذریعہ بگاڑپیدا کرنے کی جو کوشش کی گئی تھی جو غبار اڑایا گیا تھا اُسے صاف کرکے کھرا نکھرا،چمک دار دین اور مسلک حنفیت وسنیت کو پیش کیا، اسی لئے زمانۂ دراز سے نہ صرف ہند بلکہ دنیا کے مرجع ومعتمد اکابر علمائے اہلسنت نے گمراہ مرتد مسلکوں کے مقابل چاروں برحق مسلکوں اور اہلسنت کے تشخص کو برقرار رکھنے کیلئے اسے مسلک اعلیٰ حضرت سے معروف کردیا، اب یہاں چاروں مسلکوں کا تشخص مسلک اعلیٰ حضرت برقرار ہے حنفیت شافعیت مالکیت حنبلیت کے نام پر جتنے گمراہ مرتد فرقہ اُٹھے تھے بریلوی مسلک یا مسلک اعلیٰ حضرت کہنے سے وہ فنا ہوگئے اور اسی نام سے مسلک حق کی شناخت ہوگئی۔

اگر کوئی یہ کہے کے حنفی ہوں تو یہ سوال باقی رہتا ہے یہ کونسا مدعی حنفیت ہے دیوبندی حنفی یا قادیانی حنفی مودودی ، صلح کلی ونیچری وغیرہ مدعیان حنفیت وسنیت خارج ہوگئے۔ دین ومذہب میں فتنے کے زمانے میں جن ائمہ علما نے خدمت دین انجام دیکر دین ومذہب کو صیقل کیا، دین ومذہب ان کے نام سے معروف ہوا، انہیں امام کہہ کر پکارا گیا، جیسے امام غزالی، امام رازی، وغیرہما ۔ ان حضرات کو امام یا ان کے دین ومذہب کی طرف اشارہ کرکے اہل سنت کے تشخص کو برقرار رکھنے کے لئے اپنے آپ کو ان کے مسلک کا حامل قرار دے لیناہی عین دین اسلام ہے،آپ نے اپنی حنفیت وسنیت کی حفاظت کرلی۔اسی لئے شہزادۂ محدث اعظم ہند حضرت شیخ الاسلام علامہ مدنی میاں صاحب نے فرمایا۔“اب کوئی اشاعرہ سے ہویا ماتریدیہ حنفی ہو یا شافعی مالکی ہو یا حنبلی وہ صحیح طور پر مسلک اہلسنت کی روشنی میں بریلوی ہی”(ماہنامہ سنی آواز ۱۹۹۷)

آپ قرون اول سے لیکر آج تک تاریخ اسلام کا مطالعہ کیجئے تو یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوجاتی ہے کہ ہر دور میں عقائد باطلہ کے حاملین وعاملین کے خلاف دین ومذہب اصول وعقائد میں حفاظت اور اپنے ایمان وعقیدے

کی سلامتی کیلئے اپنے آپ کو کسی ذات سے یا کسی شہر کی طرف منسوب کیا گیا،جو زمانے میں دین وایمان کی حفاظت کے ضامن کہلائے ،ورنہ عام مسلمان ان مدعیان اسلام کے دعویٔ ایمان واسلام اور ان کی ظاہری چمک دمک کی وجہ سے گمراہیت و کفر وارتداد میں مبتلا ہوجاتے ۔ اگر یہ ضروری نہ ہوتا تو چاروں مسلک اور عقائد میں دو مسلک مسلک ماتریدی اور مسلک اشعری وجود میں نہ آتے حالانکہ اس وقت اجلہ سادات کرام واہل بیت اطہار موجود تھے حضرت سید نا علی بن موسیٰ رضا ۲۰۳ھ سیدنا امام موسیٰ رضا بن حضرت جعفر کاظم رضا ۱۸۳ھ حضور سیدنا امام جعفر صادق ۱۴۸ھ حضور سیدنا امام باقر وحضور سیدنا امام زین العابدین ۹۴ھ سے بڑھ کر اہل بیت میں کون ہو سکتا تھا۔ان حضرات کی موجودگی میں غیر اہل بیت ائمہ کا مسلک کیسے رائج ہوا؟ مذکورہ حضرات کے مراتب سے امت اچھی طرح واقف ہے ہدایت ورہنمائی کے لئے مذکورہ حضرات کی ذوات مقدسہ کافی نہیں ہیں،انہیں مذکورہ اور اولوالعزم حضرات ہر طرح کی عظمت کے حامل اہل بیت اطہار کی اولاد طیبات بعد میں مسلک حنفیت کی مقلد کہلائی بلکہ ان حضرات نے فخر فرمایا۔اگر کوئی مسلک علی بن موسیٰ رضا یا مسلک کاظمی یا مسلک جعفری، یا مسلک باقری،یا مسلک عابدی یا مسلک حسینی کا مقلد کہلائے ،تو کیا یہ نجات کیلئے کافی نہیں تھا؟یقینا ان حضرات کی طرف نسبت کرنا نجات کیلئے کافی ہے پھر کیوں سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ سیدنا امام شافعی سیدنا امام احمد بن حنبل وسیدنا امام مالک وسید نا امام ابو منصور ماتریدی وسیدنا ابو الحسن اشعری کی طرف منسوب کرتے ہوئے مسلک حنفی مسلک شافعی مسلک مالکی حنبلی مسلک ماتریدی ومسلک اشعری ،وجود میں آئے کہ جن مسلکوں اور مذہبوں پر امت کے بڑے بڑے اولیاء کرام،اغواث واقطاب بدلا ونجبا وفقہا ومشائخ علماء عامۃ المسلمین قائم ہیں اور ان مذہبوں اور مسلکوں پر فخر کرتے ہیں۔کوئی کہہ سکتا ہے کہ مسلک جعفری وباقری وغیرہ مسالک حق پر نہیں ہیں،یقینا یہ مسلک حق ہیں اور مدار نجات ہیں لیکن انہیں حضرات کا نام لیکر گمراہ مرتد فرقے پیدا ہوئے ہمارے ائمہ اربعہ وائمہ فقہا اور علماء کا احسان عظیم ہے کہ صحیح خدوخال کو پیش کرنے کیلئے اور عقائد کی درستگی اور نجات آخرت کیلئے خوب محنتیں کیں،امت کو حنفی ،مالکی ،شافعی حنبلی ماتریدی ،واشعری ،مسالک پر اجماع ہوگیا،جس پر امت کے اکابر اولیا کرام سمیت بڑے بڑے فقہاء ،اغواث ،ابدال اقطاب ائمہ وعلماء انہیں کے مسلکوں پر قائم رہے ،اور خود اس پر چلے اور امت کو انہیں پر چلنے کی تلقین وتاکید فرماتے رہے ،حالانکہ ہمارے ائمہ اربعہ اور حضرت امام ابو منصور ماتریدی اور حضرت ابو الحسن اشعری وہی فرماتے جو حضور سیدنا امام حسین وسیدنا امام زین العابدین وسیدنا امام باقر وسیدنا امام جعفر صادق وسیدنا امام زید مظلوم ارشاد فرما چکے ہیں اس کے باوجود حسینی مسلک عابدی مسلک ،باقری مسلک، زیدی مسلک وجعفری مسلک کا نام امت میں رائج نہیں ہے کیا مذکورہ مسالک نجات کیلئے کافی نہیں ہیں؟۔

چونکہ ان مسالک کے نام لے کر گمراہ وبد مذہبوں اور مرتدوں نے دین کے اندر عقائد اسلامیہ کے خلاف نئے نئے فتنے پیدا کئے اس لئے ان سے اپنے آپ کو ممتاز کرنے کے لئے تقلید ائمہ اربعہ کو واجب قرار دیا گیا اسی طرح جب حنفیت ومالکیت وحنبلیت وشافعیت وماتریدیت اور اشعریت نے عقائد باطلہ کو چھانٹ کر گمراہیت وبے دینیت سے ممتاز کردیا جس ذات نے یہ فریضہ انجام دیا اس ذات کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرنا حنفیت وشافعیت مالکیت حنبلیت ماتریدیت واشعریت پر قائم رہنے کیلئے ضروری ہوگیا۔

اس سلسلہ کی ایک کڑی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی ہیں تاریخ کا قاری جانتا ہے کہ اکبری دور الحاد میں جب سنیت وحنفیت کے نام پر دین الٰہی قائم کر کے دین متین میں فتنہ برپا کیا۔اس وقت اصل مذہب پر قائم رہنے کے لئے اپنے آپ کو مسلک مجدد کا حامل کہلانا یا صرف مجددی ہونے کا یقین دلانا کافی تھا اس وقت کسی نے یہ نہیں کہا کہ یہ پانچواں مسلک ہے،یا مجدد الف ثانی امام ہیں یا میں مسلک اعتدال پر قائم ہوں،جس طرح جامعہ نظامیہ حیدرآباد کے علماء کا مسلک ہے۔

مسلک مجددی سے مراد اس زمانے میں مذہب اہل سنت حنفی وماتریدی ہی مسلک مراد لیا جاتا تھا،اس سے کوئی نیا دین نیا مذہب مراد نہیں لیا جاتا تھا۔اسی طرح پھر جب مسلک

حنفیت وسنیت کے نام پر دین حنفیت کے خلاف فتنہ برپا کئے گئے ،یہاں تک کہ ملک ہند میں انگریزوں کا تسلط ہوا ، اور اس میں وہابی، دیوبندی، نیچری قادیانی وغیرہ مسالک وجود میں آئے اور سب نے حنفی بن کر اپنے من گھڑت باطل وکفری عقائد سے دین میں فتنہ برپا کئے، ان کے عقائد باطلہ سے بچنے عقائد اسلامیہ پر کار بند رہنے اور نجات آخرت کیلئے مذکورہ گمراہ مرتد بے دین فرقوں اور مسلکوں سے الگ رہنے کیلئے عرب وعجم کے اکابر ائمہ ومستند علماء وفقہاء کرام نے مسلک اعلیٰ حضرت یا مسلک بریلویت جیسے الفاظ صحیح اوراسلامی تشخص کو بر قرار رکھ کر مسلک حنفیت کو معروف کیا اور اسی کو مدار نجات جانا اب یہ الفاظ دین وسنیت وحنفیت،وشافعیت ومالکیت ، وحنبلیت وماتریدیت واشعریت ، کیلئے علامتی نشان بن گئے ایک مرتبہ پھر حضرت علامہ مدنی میاں کے اسی قول کو تفصیلاً ملاحظہ کیجئے۔

اب کوئی اشاعرہ سے ہو یا ماتریدیہ سے ، حنفی ہو یا شافعی مالکی ہو یا حنبلی، وہ صحیح طور پر مسلک اہلسنت کی روشنی میں بریلوی ہے۔

اب بریلوی ہونے کیلئے فاضل بریلوی کی ذات گرامی تک کسی سلسلۂ بیعت وارادت کا پہنچنا یا شہر بریلی میں مقیم رہنا ضروری نہیں رہ گیا ہے،اس لئے ایسوں کو بھی بریلوی کہا جاتا ہے جس نے عمر بھر کبھی بریلی شریف کو خواب میں بھی نہیں دیکھا ،نیز جس کا علمی یا نسبی یا کسی دوسری طرح کا کوئی سلسلہ فاضل بریلوی تک نہیں پہنچتا بلکہ جہاں فاضل بریلوی کی آواز تک نہیں پہنچتی اس اصطلاح نے ”بریلویت “ کو وہاں تک پہنچا دیا، اب اس دنیا کا ہر فرد ”بریلوی“ ہے جو مسلک اہلسنت پر گامزن ہے۔

علامہ مدنی میاں صاحب نے پورے انشراح صدر کے ساتھ تمام عالم اسلام کے اہلسنت کو بریلوی قرار دیا۔اسی اصطلاح کو ایک سوپچیس سال سے زائد عرصہ سے ہزاروں عرب وعجم کے معتقد ومستند علمائے اہلسنت حقیقی دین اسلام اور سنیت وحنفیت جانتے اور مانتے رہے ،اور مسلک اعلیٰ حضرت کہنے پر فخر فرماتے رہے۔

اب اہلسنت کے چند اکابر واساطین کے مسلک اعلیٰ حضرت پر تاثرات اور اقرار حق ملاحظہ کیجئے۔تاجدار کچھوچھہ شریف حضرت شیخ المشائخ سید شاہ علی حسین صاحب اشرفی میاں علیہ الرحمہ امام اہلسنت اعلیٰ حضرت کے عہد مبارک میں جب ریل گاڑی سے بریلی شریف ریلوے اسٹیشن سے گزرتے تو احتراماً دست بستہ کھڑے ہوجاتے اور جب ٹرین بریلی شریف کی حدود سے گزرتی تو بیٹھتے ،کسی نے عرض کیا حضور آپ بریلی شریف کے حدود میں سے گزرتے ہوئے کھڑے کیوں ہو جاتے ہیں؟۔

”حضرت شیخ المشائخ علیہ الرحمہ نے فرمایا جب ایک نائب رسول ایک آل رسول کی تعظیم کیلئے کھڑا ہے تو آل رسول کیوں نہ نائب رسول کی تعظیم کیلئے کھڑاہو،نیز فرمایا ، میرا مسلک شریعت وطریقت میں وہی ہے جو حضور پرنور اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی کا ہے“۔(سنی آواز ناگپور)

حضور محدث اعظم ہند کچھوچھوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

”جب تکمیل درس نظامی ودرس حدیث کے بعد میرے مربّیوں نے کار افتاء کیلئے اعلیٰ حضرت کے حوالے کیا،زندگی کی یہی گھڑیاں میرے لئے سرمایۂ حیات ہو گئیں اور محسوس کرنے لگا کہ آج تک جو کچھ پڑھا تھا، وہ کچھ نہ تھا ،اور اب دریائے علم کے ساحل کو پالیا ہے۔ علم کو راسخ کرنا اور ایمان کو رگ وپے میں اُتار نا اور صحیح علم دیکر نفس کا تزکیہ فرما دینا اعلیٰ حضرت کی وہ کرامت تھی جو ہر منٹ ہر لمحہ صادر ہوتی رہتی تھی“۔

ہم کو ہمارے ساتھ سارے علماء عرب وعجم کو اعتراف ہے کہ حضرت شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی یا حضرت بحر العلوم فرنگی محلی یا پھر اعلیٰ حضرت کی زبان وقلم نقطہ برابر خطا کرے اس کو نا ممکن فرمادیا۔اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی ذات اور آپ کے مسلک حق پر حضرت محدث اعظم ہند علیہ الرحمہ کا عظیم اعتراف حق حضرت صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین صاحب مراد آبادی علیہ الرحمہ ذات کے بارے میں ہفت روزہ سواد اعظم لاہور حیات صدر الافاضل میں ہے بلاشبہ مسلک سیدنا امام اہلسنت مجدد دین وملت کی ترویج واشاعت میں جو حصہ حضرت صدر الافاضل علیہ الرحمہ کو

حاصل ہے وہ آپ کی تالیفات و تصنیفات سے ظاہر ہے ہمیں باوثوق و معتمد علیہ روایات پہنچی ہے کہ ”حضرت صدر الافاضل نے بار بار فرمایا ہمیں مجدد اعظم سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے آستانہ قدسیہ سے حقیقت میں ایمان ملا سیدنا اعلیٰ حضرت کا ملک وملت وسواد اعظم پر احسان عظیم ہے کہ آپ نے ہمیں ایمان وکلمے کی چاشنی سے روشناس فرمایا۔یہ نہایت آبدیدہ ہو کر ارشاد فرماتے“۔تحقیقات سید نا اعلیٰ حضرت قدس سرہ پر صدر الافاضل علیہ الرحمہ کو آپ کے ارشاد پر اس قدر اعتماد وثوق تھا ارشاد فرماتے ہیں ”ایک بار سیدنا مجدد اعظم اعلیٰ حضرت نے فرمایا فقہ مجھے علامہ ابن عابدین سے حاصل ہوئی تو ہم نے اسے تواضع پر محمول کیا اسلئے کہ ہماری نگاہ میں سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی تحقیقات عالیہ علامہ شامی کی تحقیقات سے عالی وبلند تر ہیں“۔

سنی کی تعریف میں مسلک اعلیٰ حضرت کی شرط سنی کانفرنس میں قراداد کی منظوری :

تقسیم ملک سے قبل جب آل انڈیا سنی کانفرنس کا قیام عمل میں آیا جس میں، صدرالشریعہ مولانا محمد امجد علی اعظمی رضوی صاحب مصنف بہار شریعت، مفتی اعظم ہند مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خاں صاحب بریلوی،صدرالافاضل مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی، رئیس المتکلمین مولانا سید ابوالحامد سید محمد صاب محدث اعظم ہند،امیرملت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب علی پوری، مبلغ اسلام مولانا عبدالعلیم صاحب میرٹھی، محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد صاحب، علامہ ابوالحسنات سیدمحمد احمد قادری، مولانا ابوالبرکات سید احمد قادری، افتخار العلما مفتی محمد عمر صاحب نعیمی مرادآبادی جیسے کثیر تعداد میں مشائخ طریقت شامل تھے آل انڈیا سنی کانفرنس کے جلیل القدر اکابر نے سنی کی تعریف اس طرح کی تھی۔

”سنی وہ ہے جو ما اناعلیہ و اصحابی کا مصداق ہو۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ائمہ دین خلفائے راشدین مسلم مشائخ طریقت اور متاخرین علما میں سے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی حضرت بحرالعلوم فرنگی محل حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی حضرت مولانا شاہ فضل رسول بدایونی حضرت مولانا مفتی ارشاد حسین رامپور اعلیٰ حضرت مولانا مفتی شاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمہم اللہ تعالیٰ عنہم کے مسلک پر ہو۔ ملاحظہ ہو اس میں نہ صرف مسلک اعلیٰ حضرت بلکہ مسلک شیخ عبدالحق محدث دہلوی و مسلک مولانا بحرالعلوم فرنگی لکھنوی مسلک مولانا فضل رسول بدایونی وغیرھم کا بھی ذکر ہے یہ تمام اکابر اہل سنت کا متفقہ کا اقرارمرتبہ قرطاس رکنیت ہے۔

مبلغ اسلام مولاناشاہ عبدالعلیم صاحب میرٹھی

خلیفۂ اعلیٰ حضرت مبلغ یورپ و ایشیاء و افریقہ حضرت مولانا الشاہ عبدالعلیم صاحب میرٹھی علیہ الرحمہ کے متعلق انکے فرزند مولانا شاہ احمد نورانی میاں نے ۱۳۹۷ھ کے عرس امجدی کے موقع پر دارالعلوم امجدیہ کراچی کے جلسۂ عام میں بتایا کہ میرے والد گرامی مبلغ اسلام مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی کی ایک نصیحت میرے پاس موجود ہے فرمایا ”الحمدللہ میں مسلک اہل سنت پر زندہ رہا اور مسلک اہل سنت وہی ہے جو مسلک اعلیٰ حضرت ہے اور وہ اعلیٰ حضرت کی کتابوں میں مرقوم ہے اور الحمدللہ اسی پر میری عمر گزری اور الحمدللہ آخری وقت اسی مسلک اعلیٰ حضرت پر حضور پرنور کے قدم مبارک میں خاتمہ بالخیر ہو“۔

امیر ملت ونبیرہ امیر ملت

نبیرۂ امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری حضرت مولانا صاحبزادہ پیر سید اختر حسین علی پوری ایک مرتبہ حضرت مولانا مفتی ظفر علی صاحب نعمانی رضوی مہتمم دارالعلوم امجدیہ کراچی کی سانگلہ ہل کے قیام گاہ پر تشریف فرما تھے اور مولانامحمد حسن علی رضوی بریلوی سے گفتگو کے دوران فرمایا ”میرے یعنی پیر سید اختر حسین صاحب علی پوری جد محترم حضرت محدث علی پوری علیہ الرحمہ کا مسلک وہی ہے جو اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی کا ہے“۔

حضرت محدث اعظم پاکستان :

فخرالاماثل حضرت علامہ مولانا محمد حسن علی صاحب میلسی مدظلہ العالی تحریر فرماتے ہیں حضرت علامہ ابوالفضل مولانا شاہ محمدسردار صاحب قادری چشتی رضوی محدث اعظم پاکستان قدس سرہ نے مولانا محمد حسن علی الرضوی کے نام کو پیشتر مکاتیب میں مسلک اعلیٰ حضرت مذہب اہل سنت

پر مضبوطی سے قائم رہنے کی تلقین فرمائی حضرت ممدوح کے ایک(۱۰۰)سو کے قریب اہم خطوط مولانا محمد حسن علی کے پاس محفوظ ہیں، جن میں مذہب اہل سنت مسلک اعلیٰ حضرت پر مضبوطی سے قائم رہنے کی دعا فرمائی گئی ہے حضرت سیدی محدث اعظم پاکستان قدس سرہ نے اپنے شجرۂ قادریہ رضویہ چشتیہ صابریہ میں ضروری ہدایات کے ذیل میں فرمایا ”اہل سنت مجددین و ملت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا شاہ احمد رضا قدس سرہ العزیز کے مسلک پر مضبوطی سے قائم رہیں انکا مسلک اہل سنت وجماعت ہے“۔

مفتی اعظم دہلی :حضرت علامہ الحاج مفتی محمد مظہر اللہ صاحب نقشبندی شاہی امام و خطیب جامع مسجد فتح پوری دہلی علیہ الرحمہ مولانامحمد حسن علی الرضوی غفرلہ کے نام اپنے ایک اہم مکتوب گرامی میں ارقام فرماتے ہیں ”اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے مسلک و تحقیقات میں کس کا زہرہ ہے کہ جرأت لب کشائی کر سکے“۔

مفتی ابوالبرکات :مولانا سید احمد قادری اور(علامہ حسن علی صاحب میلسی) کے ایک جواب میں ارشاد فرماتے ہیں ”تعجب ہے کہ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت بریلوی قدس سرہ کے فتویٰ ہوتے ہوئے فقیر سے استفسار کیا جارہاہے، فقیر کا اور فقیر کے آباو اجداد کا وہی مسلک ہے جو اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا ہے“۔

شیخ المشائخ شعیب الاولیاء :حضرت علامہ صوفی شاہ محمد یار علی صاحب قدس سرہ برائوں شریف مدت العمر مسلک اعلیٰ حضرت امام اہل سنت پر قائم تھے تیس سال سے زائد آپ کے آستانۂ پاک عالیہ اور دارالعلوم فیض الرسول برائوں شریف ضلع سدھارتھ نگر یوپی سے رسالہ فیض الرسول جاری ہے جن کی پیشانی پر لکھا ہوتا ہے ”مذہب اہلسنت کاترجمان مسلک اعلیٰ حضرت کا نقیب“۔

حضرت محدث امروہوی کاظمی :

علامہ قاری سید محمد خلیل کاظمی امروہی پیر و مرشد و استاد محترم حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی انوارالعلوم ملتان شریف فرماتے ہیں ” فقیر کا مسلک ان دونوں مسئلوں میں یعنی ریڈیو کے اعلان کواور لائوڈاسپیکر پر نماز نہ ہونے میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے مسلک کے بالکل موافق ہے، طوالت کی ضرورت نہیں ملخصا“۔

صدرالافاضل و شیر بیشۂ اہل سنت :

حضرت صدرالافاضل مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی اور حضرت شیر بیشۂ اہل سنت مولانا محمد حشمت علی خاں صاحب قدس سرہما نے دارالعلوم حزب الاحناف لاہور میں مندرجہ ذیل تحریر و دستخط فرما کے مسلک اعلیٰ حضرت کی تائید و حمایت فرمائی وہ تحریر یہ ہے کہ ”اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ، سنی وہ ہے جو ماانا علیہ واصحابی کا مصداق ہو یہ وہ لوگ ہیں جو ائمہ دین خلفائے راشدین مسلم مشائخ طریقت اور متاخرین علماء میں سے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی حضرت ملک العلماء مولانا بحر العلوم لکھنوی حضرت مولانا فضل حق خیر آبادی مولانا فضل رسول بدایونی، شیخ الاسلام والمسلمین حجتہ اللہ فی الارضین حضور پرنور سیدنا اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام اہل سنت مجددین و ملت مولانا شاہ عبدالمصطفیٰ احمدرضا خاں قادری برکاتی بریلوی کے مسلک حق پر ہو“۔ ملخصا۔

فقیہ اعظم محدث کوٹلوی :کے متعلق ماہ نامہ ”ماہ طیبہ“ میں آخری وصیت میں مسلک اعلیٰ حضرت سے وابستگی ظاہر کی گئی ہے اور حضرت مولانا امام الدین صاحب کوٹلوی علیہ الرحمہ کے متعلق یہ الفاظ ہیں فرمایا: ”بشیر مجھ سے مصافحہ کرلو میں اب جانے والا ہوں اور میری تمہارے لئے دعا ہے، دیکھو تمہارے والد فقیہ اعظم علیہ الرحمہ اور تمہارے تایاحضرت مولانا محمد عبداللہ قادری رضوی اور میں عمر بھر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے مسلک کی تبلیغ کرتے رہے تم بھی اسی مسلک (اعلیٰ حضرت) پر قائم رہنا خدا تمہاری مدد فرمائے گا۔ مذکورہ بالا مسلم اکابر علمائے اہل سنت کے علاوہ اور بہت سے اکابر علمائے کرام نے مسلک اعلیٰ حضرت امام اہل سنت سے اتفاق فرمایا اور مسلک اعلیٰ حضرت کی اصطلاح کوئی بچوں کی رائج کی ہوئی نہیں ہے۔ بحمدہٖ تعالیٰ اکابراہل سنت کی اکثریت کا اتفاق مسلک اعلیٰ حضرت ہے۔“ (ہفت روزہ سواداعظم لاہور۔ماخوذسہ ماہی افکار رضا ممبئی)

سرقہ کامل جس میں خیرالاذکیا بھی شامل

از: شہزادۂ صدرالعلماء حضرت مولانا سید محمد یزدانی صاحب، سرپرست وبانی جیلانی عربک کالج سنبھل

بعض صاحبان کو شارح و محشی بننے کا شوق ہوگیا ہے، خود میں اتنی صلاحیت نہیں کہ کسی درسی کتاب خصوصاً علم نحو کی شرح کرسکیں ،لہذا انہوں نے آسان راستہ یہ اختیار کیا کہ دوسروں کی تصنیف کو اپنے نام منسوب کرلیا جائے، چنانچہ ایک مولوی صاحب نے سستی شہرت اور جھوٹے وقار کو حاصل کرنے کی غرض سے والدِ گرامی صدرالعلماء استاذالاساتذہ حضرت علامہ مولانا سید غلام جیلانی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ کی شہرۂ آفاق کتاب "البشیر الکامل بحل شرح مأتہ عامل" کو جدید نام دے کر اپنا حاشیہ قرار دے دیا، چنانچہ اس کتاب کے ٹائٹل پیج پر جلی قلم سے تحریر ہے:

اردو حاشیہ بنام تاریخ

"البشیر الکافل لشرح مائۃ عامل" ۱۴۳۰ھ

اس کتاب میں مصنف کی گرہ کا کچھ بھی نہیں بلکہ اوّل تا آخر سرقہ وغصب ہے، لوگ سالہا سال محنت و مشقت اور کتب بینی کرکے مصنف بنتے ہیں، اور یہ مولوی صاحب راتوں رات سرقہ کرکے شارح و محشی بن گئے،

نہ ہلدی لگی نہ پھٹکری رنگ چوکھا

اس سازش میں تین صاحبان شریک ہیں، ایک اُستاذِ محترم اور دوان کے فیض یافتہ شاگردِ رشید جیسا کہ مذکورہ کتاب سے ظاہر ہے۔

شاگردِ اول مولوی محمد مسعود احمد صاحب برکاتی مصباحی استاذالجامعۃ الاشرفیہ مبارکپورہیں، آپ ہی اس مسروقہ کتاب کے مصنف ہیں، آپ ہی نے دُنیوی ناموری کی خاطر یہ کارنامہ انجام دیا کہ "البشیر الکامل" کی شرح وترکیب کی عبارتوں کو بلفظہٖ نقل کرکے اپنی تحقیق وتصنیف قرار دیا اور یہ بھی خیال نہ کیا کہ اس سے ادارے کا وقار مجروح ہوگا، نیز موصوف کا یہ عمل شرعاً بھی جرم ہے اور قانوناً بھی، شرعاً تو ظاہر اور قانوناً اس لئے کہ حضرت صدرالعماء کی جملہ شروح کاپی رائٹ ایکٹ کے تحت رجسٹرڈ ہیں لہذااس کے نام کی کاپی کرنا،یا اس کے کسی بھی قسم کے مواد کی نقل کرکے اپنے نام منسوب کرنا قانونی طورپر جرم ہے، نظر براں آپ کے خلاف قانونی کاروائی کرنے کا ہمیں حق حاصل ہے، لیکن بعض حضرات کے مشورے پر ہم خاموش ہیں، لہٰذااس کی طباعت بند کردیجئے ورنہ ہم آپ کی ضیافت کورٹ میں کریں گے اور جملہ خسارے کے آپ ذمہ دار ہوں گے۔

بہر حال آپ نے مذکورہ کتاب میں اپنی فریب کاری پر پردہ ڈالنے کے لئے اور حقیقت کی آنکھ میں دھول جھونکنے کے لئے مندرجہ ذیل جعل سازی کی ہے:

(۱) آپ نے مسرقہ کتاب میں "البشیر الکامل" کی عبارتوں کو ان ہی الفاظ کے ساتھ کہیں مقدم کیا اور کہیں مؤخر۔

(۲) کہیں شرح اور حاشیہ کی عبارتوں کو ان ہی الفاظ کے ساتھ خلط ملط کیا۔

(۳) کہیں ایسا کیا کہ حضرت صدرالعلماء نے کسی چیز کے اقسام جس ترتیب سے بیان فرمائے ہیں، آپ نے ان ہی الفاظ کے ساتھ اس کی ترتیب بدل دی۔

(۴) کہیں ایسا کیا کہ کسی لفظ کی شرح ان ہی الفاظ کے ساتھ آدھی نقل کی اور بقیہ گول کردی۔ اور پھر اس کے بعد تحریر کردیا کہ اس کی مزید تفصیل "البشیر الکامل" میں ملاحظہ کریں۔

(۵) کہیں ایسا کیا کہ حضرت صدرالعلماء نے متن کے جس لفظ پر شرح کا نشان لگاکر اس کی شرح بیان فرمائی آپ نے وہ نشان اس کے متصل لفظ پر لگا کر ان ہی الفاظ میں وہ شرح نقل کردی۔

(۶) جابجا حضرت نے اضافی فوائد بیان فرمائے اور دورانِ تشریح وترکیب سوال وجواب قائم فرماکر ان کے تحت وہ معانی ومطالب جو پردۂ خفا میں تھے، ان کی وضاحت فرمائی، آپ نے انہیں بھی اپنی ذہنی کاوش قراردیدیا۔

(۷) اسی طرح حضرت صدرالعلماء نے شرح وترکیب میں کسی نحوی کے مسلک کو ترجیح دی اور اس پر مزید احتمالات ذکر

فرمائے یا کسی نحوی کے موقف پر اعتراض وارد کرکے اپنا موقف پیش کرنے سے قبل "فقیر کی نظر قاصر" یا فقیر کی کوتاہ نظر میں "جیسے کلمات رقم فرماکر اپنا موقف مع وجوہ بیان فرمایا جو حضرت کی ذاتی تحقیق اور تدقیق نظر کا نتیجہ ہے، آپ نے ان کلمات کو اپنی فریب کاری کی قینچی سے کترکر اس کی جگہ ایسا لفظ رکھدیا جس سے یہ معلوم ہوا کہ یہ تدقیق نظر آنجناب کی خود کی تحقیق ہے۔

(۸) اسی طرح حضرت صدرالعلماء نے ترکیب میں ہر ہر لفظ کی ہندی کی چندی اس لئے کی تاکہ نحومیر میں پڑھے ہوئے مسائل کا اجراہوجائے اور وہ مسائل طالب علم کو مستحضر ہوجائیں کہ فلاں لفظ معرب ومبنی کی فلاں قسم سے ہے ،اور اس کا اعراب لفظی ہے یا تقدیری یا محلی وغیرہ تاکہ عربی عبارت پڑھنے میں طالب علم سے خطاواقع نہ ہو، آپ نے ترکیب میں بیان کردہ اقسام واعراب اور اقسامِ ضمائر اور ان کے مرجع وغیرہ کے ذکر کو اُڑا کر بقیہ ترکیب ان ہی الفاظ میں نقل کردی۔

عرضکہ : یہ تمام ہیراپھیری آپ نے اس لئے کی تاکہ ناظرین آپ کی فریب کاری اور مکاری سے واقف نہ ہوسکیں، لیکن آپ یہ بھول گئے کہ۔

تاڑنے والے قیامت کی نظر رکھتے ہیں

ہم نے یہ بات اس لئے کہی ہے کہ ہم نے آپ کی مسروقہ کتاب "البشیر الکافل" کا البشیر الکامل" سے بالاستیعاب تقابلی جائزہ لیا ہے، بندہ پرور! آپ نے جھوٹے وقار کو حاصل کرنے کی غرض سے جو کارنامہ انجام دیا ہے اس کے بارے میں تصنیفی بددیانتی، اسلامی دیانتداری کی خلاف ورزی جیسے الفاظ آپ کے حق میں بہت ہلکے ہیں، معاف فرمایئے،اگر آپ کو "سارقِ ملت "یا "غاصبِ ملت" جیسے القاب سے نوازا جائے تو بیجانہ ہوگا۔

ہیں کو اکب کچھ ، نظر آتے ہیں کچھ
دیتے ہیں دھوکہ یہ بازیگر کھلا

اب ہم آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ مذکورہ مسروقہ کتاب میں خواہ شرح ہو یا ترکیب ،آپ کی خود کی جیب کا کیا ہے؟ آپ نے اس میں کونسا تیرمارایا کونسی نئی بات پیش کی ہے جو "البشیر الکامل" میں نہیں ہے؟ اور وہ آپ کا خود کا علمی کمال ہے۔ وہ کونسے اضافہ کردہ مسائل ہیں جن کو آپ نے مسروقہ کتاب میں بیان فرمایا جیسا کہ بعض احباب کے استار پر آپ نے یہ کہہ کر جان چھڑائی کہ میں نے مذکورہ کتاب میں مزید مسائل کا اضافہ کیا ہے جو "البشیر الکامل" میں نہیں ہیں، اگر آپ اپنے اس قول میں سچے ہیں تو ان کی نشاندہی فرمادیجئے۔

اور جب اس کے مندرجاتشرح وترکیب ،معانی ومطالب اور اضافی فوائد وغیرہ حتیٰ کہ اس کے الفاظ بھی آپ کی علمی کاوش،خود کی تحقیق نہیں بلکہ سرقہ وغصب ہے تو پھر اس کو خود کی تصنیف ،خود کا حاشیہ ،خود کی شرح، خود کی تحقیق کہتے آپ کو شرم وحیا کیوں نہیں آئی؟ یا اسے بھی فروخت کردیا ہے؟

ایک رہزن بھی رہزنی کو ڈاکہ ہی تصور کرتا ہے اور اس فعل کو اپنے ضمیر کی عدالت میں جرم ہی سمجھتا ہے، اور آپ دین کے رہبر ہوکر اس سرقہ وغصب جیسے جرم عظیم کا بدنماداغ ہے جو کسی کیمیکل سے بھی صاف نہیں ہوگا، شارح اور محشی بننے کے شوق نے آپ کو اربابِ علم کی نظروں میں رُسواکردیا ہے، اگر فرصت مل جائے تو تنہائی میں بیٹھ کر سوچئے گا کہ کیا کہہ کے پکاریں گے محشی کل کے۔

جھوٹ بولا ہے تو قائم بھی رہواس پر ظفرؔ
آدمی کو صاحب کردار ہونا چاہیئے

شاگردِ دوم مولوی نفیس احمد صاحب مصباحی استاذ جامعہ اشرفیہ مبارکپور ہیں، آپ نے مذکورہ کتاب کے مصنف مذکور کے حق میں جس دیدہ دلیری کے ساتھ جھوٹی شہادت دی ہے، شاید ہی اس کی مثال ایسے شخص کی تحریر میں نہیں مل سکتی جس کے دل میں خوفِ خدا یا کم از کم شرم وحیا کا مادہ ہو، چنانچہ مسروقہ کتاب" البشیر الکافل" کے صفحہ:۱۵۶(ایک سو چھپن)پر آپ کی تقریظ ہے جس کی سرخی " صاحب البشیر الکافل" ہے ،اس کے تحت آپ نے مصنف مذکور کی تاریخ ولادت باسعادت، تعلیم وتربیت اور آپ کی تدریسی ،تبلیغی، تعمیری خدمات اور جن اساتذۂ کرام سے فیض حاصل کیا ہے، ان کے اسماء گرامی ذکر فرمائے، خصوصاً اپنے استاذِ محترم کو مخصوص لقب سے یاد فرمایا، پھر اس کے بعد موصوف کی تصنیفی خدمات یعنی "مقالات" کو شمار کراتے ہوئے نمبر ۸ پر فرماتے ہیں: "یعنی صاحب البشیر الکافل حضرت مولانا محمد مسعود احمد صاحب برکاتی استاذ الجامعۃ الاشرفیہ

مبارکپور نے مذکورہ مقالات کے علاوہ درسِ نظامی کی مشہور کتاب شرح مأتہ عامل پر اردو زبان میں حاشیہ بھی لکھا ہے، اس میں آپ نے عربی عبارت کی نحو ترکیب اور تشریح طلب الفاظ کے معانی ،نحوی اصطلاحات کی تعریفات اور عوامل کے تعلق سے ضروری باتیں بیان کی ہیں ،جن کا ذکر " شرح مأتہ عامل" میں نہیں ہے۔۔۔استاذِ معظم۔۔۔۔نے اس کا تاریخی نام " البشیر الکافل لشرح مأتہ عامل"تجویز فرمایا جس کے ۱۴۳۰ھ اعداد نکلتے ہیں"۔

برا ہو جھوٹے وقار اور جھوٹی ناموری کا جو انسان کو اتنا اندھا کردے کہ وہ حق کو حق نہ کہہ سکے اور سستی شہرت کے حصول کے لئے دروغ گوئی کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنالے ایسے اُستاذ سے طلبہ کیا خاک فیض پائیں گے، جناب کا ذب صاحب! اگر آپ کا مذکورہ بالا بیان صداقت پر مبنی ہے، غیرت وحمیت باقی ہے تو بتائیں کہ وہ کونسی نحوی اصطلاحات ہیں جن کی تعریفات آپ کے استاذبھائی مولوی مسعود احمد صاحب برکاتی نے مسروقہ شرح میں بیان فرمائی ہیں۔

وہ کونسی تشریح طلب الفاظ ہیں جن کے معانی انہوں نے بیان کئے ہیں اور عوامل کے تعلق سے وہ کونسی ضروری باتیں ہیں جن کو مصنف مذکورہ نے بیان کیاہے اور کیامتن کی نحوی ترکیب ان کی ذہنی کاوش کا نتیجہ ہے؟ سبحان اللہ! یہ منہ اور مسور کی دال۔

بندۂ خدا! اگر اتنی لیاقت وصلاحیت ہوتی تو سرقہ کیوں کرتے؟ یہ تمام باتیں وہ ہیں جن کو حضرت صدرالعلما نے اپنے جامع الفاظ میں نقل کردیں اور آپ اس کو ان کا اردو حاشیہ اور ان کا علمی کارنامہ قرار دے رہے ہیں، ایک دنیادار بھی جھوٹے کے حق میں شہادت دینے سے گریز کرتا ہے اور آپ دیندارہوکر سارق وغاصب کے حق میں بلاتکلف جھوٹی شہادت دے رہے ہیں، کیا آپ بھی ضمیر کا سودا کرچکے ہیں؟

نظر برآں آپ کی یہ شہادت ایسی ہی ہے جیسے کوئی جھوٹا اپنی صفائی میں کسی جھوٹے کو پیش کردے جو قانوناً بھی نامقبول اور شرعاً بھی مردود بلکہ معذرت کے ساتھ آپ کے حق میں یہ کہنا برمحل ہوگا کہ گویا آپ نے یہ شہادت دے کر چور کا بھائی گرہ کٹ کا کردارادا کیا ہے۔ علاوہ ازیں آپ نے انھیں مولوی مسعود احمد صاحب برکاتی کے طریقے پر عمل کرتے ہوئے یہ کارنامہ بھی انجام دیا۔ کہ انھوں نے (البشیر الکامل) کو نقل کرکے اپنی تصنیف قراردیا۔ اور آپ نے حضرت علامہ شیخ مصطفیٰ غلائینی مصری قدس سرہٗ کی مشہور تصنیف "جامع الدرود العربیہ)شائع کردہ بیروت، لبنان، کو نقل کرکے اپنی تصنیف قراردیا۔ اور اس کا نام کافتہ النحورکھا جو الجامعۃ الاشرفیہ کے نصاب تعلیم میں داخل ہے۔

خداراانصاف کیجئے کیا نام بدلنے سے حقیقت پر پردہ پڑگیا اور وہ آپ کی تصنیف ہوگی۔ اور جب ایسا نہیں اور ہرگز نہیں کیونکہ مذکورہ کتاب میں آپ کی گرہ کا کچھ بھی نہیں تو پھرآپ نے اسے اپنے نام کیوں منسوب کیا توکیا یہ غلط بیانی اور سرقہ نہیں ہے؟تو پھر اور کیا ہے۔ یہ فریب کاری نہیں ہے تو پھراور کیا ہے؟ کیا اس سے الجامعۃ الاشرفیہ کا وقار مجروح نہ ہو گا اور حضور حافظ ملت قدس سرہٗ کی روح کو تکلیف نہ ہوگی۔

آہ! افسوس ۔ یہ کام غیرکیا کرتے تھے اور کرتے ہیں اور اب آپ نے بھی شروع کردیا جو بدترین خیانت ہے۔ ہمیں امید ہیکہ حضور سربراہ اعلیٰ مدظلہٗ العالی اس کا ضرور نوٹس لیں گے۔ تاکہ غیروں کو انگشت نمائی کا موقع نہ ملے۔سچ فرمایا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے 'اذالم تستحی فاصنع ماشئت'شرم وحیاُرخصت کرکے آدمی جو چاہے کرے۔

منصفی دُنیا سے ساری اُٹھ گئی
اے بتو! ایمانداری اُٹھ گئی

دوم یہ کہ آپ اپنے استاذِ محترم کے حق میں کتنے فراخِ دل واقع ہوئے کہ آپ اپنی تقریظ میں ان کے نام سے قبل لقب " صدرالعما" کا پیوند لگا یا جبکہ وہ اس کے اہل نہیں اور حضرت صدرالعلما کے حق میں اتنے تنگ نظر واقع ہوئے کہ مذکورہ تقریظ میں چند سطر کے بعد آپ نے ان کا ذکر فرمایا مگر ان کے اسم گرامی کے ساتھ لقب " صدرالعلماء" لگانا بھی گوارا نہ کیا ،جبکہ یہ لقب حضرت کو آپ جیسے مولویوں نے نہیں دیا بلکہ اکابر اہل سنت نے آپ کی جلالت علمی اور دینی خدمات کی بنا پر عطا فرمایا جیسے حافظ ملت، جلالۃ العلم ،مجاہد ملت اور شمس العلماء وغیرہ القاب تفویض ہوئے لیکن آپ نے اس لقب کو بھی اپنے استاذ کی خالی جھولی ڈال دیا لائق اور سعادت مند شاگرد ایسے ہی ہوتے ہیں اور جب آپ نے اس لقب

سے نواز ہی دیا ہے تو اب ذہن کو حاضر کرکے جواب دیجئے۔
کیا آپ کے استاذ محترم لقب حافظ ملت یا جلالۃ العلم کے اہل ہیں یا نہیں ؟ اگر ہیں تو آپ نے اپنی تقریظ میں بجائے " صدرالعلماء" حافظ ملت یا جلالۃ العلم حضرت علامہ مولانا محمد احمد مصباحی صاحب دام ظلہ' تحریر کیوں نہیں کیا؟ کیا آپ کو تحریر کرتے شرم آتی تھی یا کوئی خطرہ درپیش تھا؟ اگر اس کے اہل نہیں اور ہرگز نہیں تو پھر لقب "صدرالعلماء" کے اہل کیسے ہوگئے؟
اگر اللہ تبارک وتعالیٰ القاب کو یہ اختیار اور اجازت دیدے کہ جو بھی تمہارا بیجااستعمال کرے تو تم اس کی گردن ماردو ،تو ہر روز سننے میں آتا کہ آج فلاں کی گردن ماردی گئی، آج فلاں کا قتل ہوگیا،جنابِ والا ! شکر کیجیئے کہ اجازت نہیں ملی ورنہ کب کی اخبار میں سرخی لگ گئی ہوتی کہ آج استا ذِ محترم کا بھی چراغ گل ہو گیا ، القاب ضرور دیجئے مگر سوچ سمجھ کر کہ اس طرح تفویض کرنے سے نہ صرف ان کی بے توقیری ہوتی ہے بلکہ ان عظمت مجروح ہوتی ہے ، آئندہ رااحتیاط !
ان دونوں صاحبان استاذِمحترم حضرت علامہ مولانا محمد احمد مصباحی صاحب ہیں جو الجامعۃ الاشرفیہ میں اعلی منصب پر فائز ہیں، آپ ہی کی سرپرستی میں یہ کارنامہ انجام دیا گیا اور آپ ہی نے اس مسروقہ کتاب کا تاریخی نام "البشیر الکافل لشرح مآتہ عامل "تجویز فرما کر شاگردِ رشید کے لے سرقہ وغصب جیسے جرم عظیم کا جواز فراہم کیا جس کے ۱۴۳۰ہجری کے اعداد نکلتے ہیں اور مذکورہ نام بھی صرف بہ تبدیل "فا" تجویز فرمایا جو اس بات کی جانب مشیر ہے کہ جب نام میں اتنا فریب ہے تو کتاب کے اندر کتنا فریب ہوگا جس کو ہم ماقبل میں ذکر کر آئے ہیں۔
بزرگوں پر تنقید کرنا آپ کی عادت کریمہ ہے ، مواخذہ ہونے پر فرمادیا کرتے ہیں کہ میرا یہ مطلب نہیں تھا اور ہمہ دانی کا یہ عالم کہ آپ کو امام النحو حضرت صدر العلما کی تحقیق پر انگشت نمائی کرنے شرف بھی حاصل ہے اور وہ یہ کہ حضرت صدر العلما نے شرح مأتہ عامل کے خطبہ کی عبارت علیٰ نعمائہ الشاملۃ میں واقع لفظ نعمائہکواسم جمع فرمایا ، اور اس کی وضاحت بھی فرمادی مگر آپ فرماتے ہیں : نہیں ، یہ اسم جنس ہے ، اس کا جواب راقم الحروف کی جانب سے آئندہ ملاحظہ فرمائیں۔

بہر حال ہم حضرت والا کے ممنون ومتشکر ہیں کہ آپ نے مسروقہ کتاب کا تاریخی نام تجویز فرماکر شاگردِ رشید کے سرقہ وغضب کو تاریخی بنادیا کیونکہ تاریخ اپنی گرفت سے کسی کو چھوڑتی نہیں جب مؤرخ تاریخ رقم کرے گا تو اس دور کے اہل علم یہ جان لیں گے کہ یہ ڈاکہ ۱۴۳۰ھ میں ڈالا گیا تھا ، جس میں استاذ محترم بھی شریک تھے ۔
اب ہم استاذ محترم سے دریافت کرتے ہیں کہ آپ نے جس مسروقہ دُلہن کے ماتھے پر تاریخی نام کا جھومر سجا کر اسے شاگرد رشید کی منکوحہ ہونے کی سند عطا فرمائی ہے ، اس میں شاگرد رشید کی گرہ کا ہے کیا ؟ سب تو سرقہ وغضب ہے ، آخر آپ کو مذکورہ کتاب میں کونسی چیز ایسی نظر آئی جو شاگرد رشید کی خود کی کاوش یا ان کا خود کا کمال ہے جس سے متاثر ہو کر آپ نے مسروقہ کتاب کا تاریخی نام تجویز فرمایا ، کیا اس کے مندرجات شرح وترکیب یا بیان کردہ اضافی فوائد اور مذکورہ سوال وجواب وغیرہ ان کی خود کی تحقیق اور تدقیق نظر کا نتیجہ ہے اور جب ایسا نہیں تو آپ نے اس کا نام تجویز کیوں فرمایا اور اگر ان کی تحقیق ہے تو ثابت کیجئے ، ورنہ گونگے کاگڑ کھاکر گوشہ نشینی اختیار کیجئے ، یہ کتنے شرم کی بات ہے کہ دنیا دار دُنیوی امور میں غلط بیانی کرتے ہیں اور آپ دینی امور میں یہی سوالات ہم نے بذریعہ فون امریکہ سے کئے تھے تو آپ جواب دینے سے قاصر تھے اور بار بار فون کاٹ دیتے تھے۔
اور اگر جناب والا کو مسروقہ کتاب میں شاگرد رشید کا علمی کمال نظر آیا تھاتو جس طرح آپ نے نام تجویز فرمایا تھااسی طرح تصدیق بھی فرمادیتے کہ شاگرد کے حق میں استاذ کی شہادت سند کا درجہ رکھتی ہے ، یہ شاگرد دوم مولوی نفیس احمد صاحب مصباحی سے تصدیق کرانے کی ضرورت کیوں پیش آئی ؟ کیا تصدیق کے دو لفظ تحریر کرتے آپ کے پر جلتے تھے ، کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے اور وہ یہ کہ کام بھی ہو جائے اور تقدس بھی باقی رہے ۔

میں سمجھتا ہوں تری عشق گری کو ساقی
کام کرتی ہے نظر نام ہے پیمانے کا

جناب عالی ! اگر مسروقہ شرح آپ کے شاگرد رشید کی خود کی تصنیف ہوتی تو آپ صرف نام تجویز کرنے پر اکتفا

نہ فرماتے بلکہ تصدیق بھی کرتے اور آپ ہی نہیں بلکہ الجامعۃ الاشرفیہ کے دیگر اساتذۂ کرام بھی ان کی حوصلہ افزائی کرتے اور تصدیق وتائید بھی ، بلکہ کچھ بعید نہیں کہ مولوی مسعود احمد صاحب برکاتی کو چاندی کے سکوں سے تول دیا جاتا کہ موجودہ دور میں جبکہ علمی زوال ترقی پر ہے ، موصوف کا یہ علمی کارنامہ اور وہ بھی فن نحو میں قابل ستائش اور لائق تحسین ہے مگر چونکہ پوری کتاب فریب کاری سے لبریز تھی ، اسی لئے کسی نے تصدیق وتائید نہیں فرمائی کیونکہ تصدیق وتائید اس کتاب کی کی جاتی ہے جو مصنف کا خود کا کمال ہو اور جو شرح از اول تا آخر سرقہ وغصب پر مبنی ہو ایسی کتاب کی تصدیق نہ کر کے محتاط علمائے کرام اپنے قلم کی شرافت اور اس کے بھرم کو برقرار رکھتے ہیں ، چونکہ آپ مسروقہ کتاب کا نام تجویز فرما کر اور مولوی نفیس احمد صاحب مصباحی جھوٹی شہادت دے کر اپنا وقار اور بھرم کھو چکے ہیں، نظر برآں آپ دونوں صاحبان محتاط علمائے کرام میں داخل نہیں۔

جناب والا ! آپ کو اس گھنونی سازش میں شریک نہیں ہونا چاہئے تھا تاکہ آپ کا دامن تقدس داغدار نہ ہوتا بلکہ مولوی مسعود احمد برکاتی کو تنبیہ کرنی چاہئے تھی کہ خبردار! اس جرم عظیم سے باز رہو ، لیکن افسوس کہ آپ نے ان کی سرپرستی بھی فرمائی اور اس فریب کاری کا حصہ بھی بن گئے ۔

ذرا سوچئے ! اہل علم آپ کے بارے میں کیا رائے قائم کریں گے ؟ آپ کو خیرالاذکیا لکھا اور کہا جاتا ہے ، ایمانداری سے بتایئے کہ آپ نے مسروقہ کتاب کا نام تجویز فرما کر خیر کا کام کیا یا شر کا؟ چور کی اعانت کی یا ہدایت ؟ ذمہ داری کا ثبوت دیا یا غیر ذمہ داری کا ؟ کسی کی کتاب کو غصب کر کے اسے اپنا حاشیہ اور تحقیق قرار دینا اور اس کا تاریخی نام تجویز کرنا اور اسے شائع کر کے روزی روٹی کمانا ، کیا شرعاً جائز ودرست ہے ؟ اگر مسائل جدیدہ کی تحقیق سے فرصت مل جائے تو اس کی بھی تحقیق کیجئے ، ہو سکتا ہے کہ آپ کو کوئی جزئیہ مل جائے ، تاکہ دوسروں کو بھی نام کمانے کا موقع ملے کیونکہ ہیچوں قسم مسائل کو حل کرنے میں آپ کو ملکۂ تامہ حاصل ہے۔

نہ خوف خدا، نہ شرم رسول ، غاصبوں کا راج ہے ،
حضرت خیرالاذکیاء ساتھ ہیں ، پھر تو سات خون معاف ہیں

، کامل غضب کیجئے یا ناقص ؟ نہ یہاں سوال ، نہ وہاں حساب ۔ کیونکہ آپ کے نزدیک یہ سرقہ بھی اسی قبیل سے ہے کہ ع

حالات بدلنے سے بدل جاتے ہیں احکام

اگر کبھی موقع میسر آئے تو خلوت میں بیٹھ کر سوچئے گا کہ آپ حضرات تو سستی شہرت اور جھوٹی مرکزیت کو حاصل کرنے کے لئے یہ سب کچھ کر رہے ہیں مگر آپ نے یہ نہیں سوچا کہ آپ حضرات کے اس مکروہ عمل سے حضور حافظ ملت کی روح کو کتنی تکلیف ہوئی ہوگی اور وہ کیا سوچتی ہوگی؟ کہ کمبخت کتنے ناکارہ نکلے کہ میرے ہی رفیق درس کی شہرۂ آفاق کتاب "البشیر الکامل" کو نقل کر کے اسے اپنی شرح اور حاشیہ قرار دیدیا اور غضب بالائے غضب یہ کہ ادارے کی مسند اعلیٰ کے مسند نشین نے اس کا تاریخی نام تجویز کر کے شاگرد رشید کو شارح یا محشی ہونے کی سند بھی دیدی ۔ ارے نکمّو! جب اتنی صلاحیت نہیں تھی تو شارح ومحشی بننے کا شوق کیوں ہوا؟ اور مرکزیت کا خواب کیوں دیکھا ؟ ارے بریلی شریف کو جو مرکزیت حاصل ہے ، وہ امام اہل سنت کی ذاتِ گرامی اور آپ کے تجدیدی کارناموں کی وجہ سے حاصل ہے ، اسی لئے دنیائے سنیت ادھر متوجہ ہے ، تم میں ان جیسا ہے کون؟ تم ٹھہرے چراغی ، اور وہ ہیں سراجی ، اور سراج کے سامنے چراغ کے اجالے کی وہی حیثیت ہے جو ذرہ کو آفتاب سے یا قطرے کو سمندر سے ، اگر مرکزیت درکار ہے تو پہلے تجدیدی کارنامے انجام دیجئے، پھر مجدد عصر ہونے کے نعرے لگوایئے ،قوم خود بخود مبارکپور کو مرکز تسلیم کر لے گی ، لیکن یہ سرقہ وغصب کر کے مرکزیت تو کجا، شارح ومحشی کہلانے کے بھی اہل نہیں۔

اگر میری گفتگو قلب نازک پر شاق گذرے تو راقم الحروف کو مت کوسیئے ،کیونکہ اس کے ذمہ دار آپ خود ہیں، نہ اس جعل سازی میں آپ شریک ہوتے ، اور نہ ہی ترقیم کی نوبت آتی ع

نہ تم صدمے ہمیں دیتے ، نہ ہم فریاد یوں کرتے۔
نہ کھلتے راز سربستہ ، نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

کہتے ہیں کہ سوال اگر برمحل ہو تو مجیب لاجواب ہوجاتا ہے ،لہٰذا موقع بھی ہے اور محل بھی، بلکہ دستور بھی، میرا بھی جی چاہتا ہے کہ آپ تینوں صاحبان سے سوال کرلوں ، فرض کیجئے ،اگر "البشیر الکامل" حضور حافظ ملت کی تصنیف ہوتی تو کیا مولانا محمد

مسعود احمد صاحب برکاتی کی یہ جرأت ہوتی کہ وہ اسے اپنے نام منسوب کرتے، اور مولانا نفیس احمد صاحب مصباحی ان کے حق میں جھوٹی شہادت دیتے اور حضرت علامہ مولانا محمد احمد ساحب مصباحی اس کا تاریخی نام تجویز فرماتے ، ہرگز ،ہرگز ،ہرگز نہیں ، کیوں؟ اس لئے کہ اگر آپ حضرات ایسا کرتے تو جس منصب پر ہیں اس سے اتاردیئے جاتے اور رسوا کر کے نکال بھی دیئے جاتے اور ہمیشہ کے لئے الجامعۃ الاشرفیہ میں داخلہ ممنوع قرار پاتا جو کہ درست ہوتا۔ اب آپ حضرات ہی بتائیں کہ جب حضور حافظ ملت کی تصنیف کے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے تھے تو حضرت صدر العلما کی تصنیف کے ساتھ آپ حضرات نے ایسا سلوک کیوں کیا؟ آخر ان کے ساتھ یہ تعصب وتنگ نظری کیوں؟

ارے آپ حضرات تو کیا کرتے اگر کوئی دوسرا یہ خباثت کرتا تو نہ صرف آپ حضرات کا اس پر قہر برستا بلکہ آپ کے قلم کی تلواریں نکل آتیں ، اس مردود کی جرأت کیسے ہوئی کہ اس نے حضور حافظ ملت کی شرح وتحقیق کو اپنا علمی کارنامہ قرار دیدیا، اگر اس کو رسوانہ کیا گیا تو آئندہ دوسری شروح کو بھی اپنے نام منسوب کرلے گا ، یہ ان کی یادگار کو مٹانا چاہتا ہے ، یہ ان کی ذات گرامی کو اندھیروں میں قید کرنا چاہتا ہے ، یہ علمی دنیا سے ان کی چمک دمک کو ختم کرنا چاہتا ہے ، یہ ڈاکو ہے ، یہ لٹیرا ہے ، یہ غاصب ہے ، یہ خائن ہے ، نہ جانے کن کن القاب سے اسے نوازا جاتا اور وہ دنیا زمانہ میں منہ دکھانے کے لائق نہ رہتا ، لیکن افسوس یہی ڈکیتی ، یہی چوری ، یہی فریب کاری ، یہی مکاری ، یہی خیانت آپ کریں تو آپ شارح کہلائیں ، محشی کہلائیں ، استاذ محترم کہلائیں ، خیرالاذکیاء کہلائیں ، کیا یہی انصاف ہے ؟ کیا آپ حضرات کو سات خون معاف ہیں؟ یا آپ کو کھلی چھٹی دیدی گئی ہے کہ جس کی چیز کو چاہیں غصب کرلیں اور اس پر اپنا نام درج کرلیں ، نہ یہاں سوال ہوگا نہ وہاں حساب۔ آپ بھی یہ سوچتے ہوں گے کہ میں نے کیسی بحث چھیڑدی لیجئے اب سلسلہ کی آخری بات کہہ کر اس باب کو بند کررہا ہوں۔

سودا خدا کے واسطے کر قصہ مختصر
اپنی تو نیند اڑ گئی تیرے فسانے میں

اچھا اس کو بھی جانے دیجئے ،فرض کیجئے ، آپ کے یہی شاگرد رشید یعنی مولوی نفیس احمد صاحب مصباحی "نزہۃ القاری شرح بخاری" کے ساتھ وہی سب کچھ کریں جو مولوی مسعود احمد صاحب برکاتی نے "البشر الکامل" کے ساتھ کیا اور پھر اس کے بعد آپ کی بارگاہ میں آکر عرض کریں حضور! آپ کے اس دیرینہ شاگرد نے سالہا سال کی عرق ریزی اور کتب احادیث کی چھان بین اور ورق گردانی کے بعد یہ شرح تصنیف کی ہے ،بار خاطر نہ ہوتو حصول برکت کے لئے "نزہۃ القاری" کے وزن پر اس کا بھی تاریخی نام تجویز فرمادیں جیسے "البشر الکامل" کے وزن پر "البشر الکافل" تجویز فرمایا تھا، تاکہ مجھے بھی شارح بخاری ہونے کی سند مل جائے۔

اب استاذ محترم ارشاد فرمائیں کہ شاگرد رشید کی اس درخواست کو شرف قبولیت بخشیں گے یا نہیں ؟ اگر نام تجویز فرمایا تو روزی روٹی بھی گئی اور مجلس برکات کی نظامت بھی اور جس مسند پر جلوہ افروز ہیں وہ بھی رخصت ، اور حضرت والا الجامعۃ الاشرفیہ کے صدر گیٹ کے باہر نظر آئیں گے۔

اب لامحالہ وہی حق بات ارشاد فرمائیں گے جو بوجہ فسادنیت "البشیر الکامل" کے حق میں نہ فرماچکے اور وہ یہ کہ مردود جس شرح کو تم اپنا علمی کارنامہ قرار دے رہے ہو، یہ شارح بخاری حضرت علامہ مفتی شریف الحق صاحب امجدی علیہ الرحمہ کی سالہا سال کی عرق ریزی کا نتیجہ ہے ، علمی دنیا میں آپ کی شخصیت اسی کی بدولت جانی اور پہچانی جاتی ہے ، "نزہۃ القاری" کی صورت میں آپ نے قوم کو اپنا یادگاری تحفہ دیا ہے اور قوم نے خوش ہو کر انہیں چاندی کے سکوں سے تولا ہے اور تم نے اس کی عبارتوں کو ادھر ادھر کر کے نقل کر دیا اور اسے اپنی شرح قرار دے رہے ہو، بتاؤ اس میں تمہاری گرہ کا ہے کیا؟ تم نے اس میں کونسا تیر مارا اور کونسی نئی بات بیان کی جو "نزہۃ القاری" میں نہیں ہے ، الفاظ بھی تمہارے اپنے نہیں، حتیٰ کہ اسے تلخیص کا نام دیا جاسکے، وہ بھی غصب کردہ ہے ، اس مسروقہ کتاب کو اپنی شرح اور اپنی تحقیق کہتے تمہیں شرم نہیں آتی۔

خباثت بالائے خباثت یہ کہ اس مسروقہ کتاب کا تاریخی نام اور وہ بھی "نزہۃ القاری" کے وزن پر تجویز کرانے کی درخواست کررہے ہو، تم سارقِ نزہۃ القاری ہو، تم غاصب نزہۃ القاری ہو، تم خائن ، ہو تم فریب دہندہ ہو، ہٹ جاؤ میری

نظروں کے سامنے سے ، اور آئندہ اپنی صورت مت دکھانا۔
واہ محترما واہ! آپ کے منہ میں گھی شکر، حق بات بول گئے اور بولنا بھی چاہئے ، لیکن اے کاش ! یہی حق بات آپ اس وقت بھی کہتے جب مولوی مسعود احمد صاحب برکاتی مسروقہ کتاب کا نام تجویز کرانے آئے تھے اور آپ ان کی فریب کاری سے واقف بھی تھے،مگر کہتے کیسے؟ آپ تو خود ان کی سرپرستی فرمارہے تھے اور اس فریب کاری کا حصہ تھے۔

لیکن

بات اسی پر ختم نہیں ہوجاتی بلکہ اگر مولانا نفیس احمد صاحب مصباحی مذکورہ بالا ارشاد گرامی کے جواب میں یوں عرض کریں کہ عالی جاہ !جان کی امان ہوتو خدمت عالیہ میں عرض ہے کہ یہی فریب کاری اور یہی سرقہ وخیانت آپ کے محبوب نظر مولوی مسعود احمد صاحب برکاتی نے "البشیر الکامل" کے تعلق سے کی اور بحکم حضور والا خادم نے اپنی تقریظ میں مسروقہ شرح کو ان کا اردو حاشیہ تحریر کیا اور حضور والا نے بھی خوش ہو کر بطور منہ دکھائی تاریخی نام کا ٹیکہ عطا فرمایا بلکہ اس کی تمام رسمیں حضور ہی کی سرپرستی میں ادا کی گئیں تو ان پر یہ مہربانیاں اور میرے اوپر یہ قہر افشانیاں، کیا یہ کھلا ہوا تضاد نہیں ہے؟
ذرا سوچئے !یہی سرقہ وغصب مولوی مسعود احمد صاحب برکاتی کریں تو وہ صاحب البشیر الکافل کہلائیں، اور آپ اس مسروقہ دُلہن کانام تجویز فرمائیں تو خیرالازکیا کہلائیں اور یہی کام نیاز مند نے کیا تو میں سارق نزہۃ القاری ، غاصب نزہۃ القاری ، خائن ، فریب دہندہ سب کچھ ہو گیا آخر میرے ساتھ یہ سوتیلا پن کیوں؟کیا اسی کانام انصاف ہے َحضور ! یہ تو وہی بات ہوئی۔

ہر وقت ہے چتون تری اے شعبدہ گر اور
اک دم میں مزاج اور ہے اک پل میں نظر اور

حضور والا ! اگر "نزہۃ القاری" کے ساتھ میرا یہ عمل غلط ہے اور یقیناً غلط ہے تو مولوی مسعود احمد صاحب برکاتی کا "البشیر الکامل"کو نقل کر کے اپنی شرح قرار دینا بھی غلط ہے ،وہ درست کیونکر ہوگیا؟ اور آپ کا اس مسروقہ کتاب کا تاریخی نام "البشیر الکافل لشرح مائۃ عامل"تجویز فرمانا مہاغلط جو نہ صرف فریب کاری پر مبنی ہے بلکہ از قبیل اعانت علی المعصیت ہے ،کب تک آپ امانت ودیانت کا گلا گھونٹیں گے ؟ کب تک آپ سچی حقیقت کا خون کریں گے ؟ بس اب اعتراف کر لیجئے کہ اعتراف موجب ترقی ہوتا ہے ۔ اب استاذ محترم ارشاد فرمائیں کہ ندامت وشرمندگی کے سوا اس کا کیا جواب ہے؟ اگر میرے الفاظ قلب نازک پر نشتر کاکام کریں توکبیدہ خاطر نہ ہوں بلکہ "خود کردہ علاجے نیست"پڑھ کردم کریں، شاید شفا مل جائے ،سچ پوچھئے تو آپ حضرات سے سارا شکوہ اسی خیانت وغصب کاری اور تعصب وتنگ نظری کا ہے ، نہ آپ حضرات ایسا کرتے ، نہ ہم تحریر کرتے۔

لفظ "نعماء"اسم جمع ہے ، اسم جنس نہیں؟

اب آخر میں اختصار کے ساتھ حضرت مولانا محمد احمد صاحب مصباحی کی تنقید کا جواب بھی عرض کردوں تاکہ غزل مکمل ہو جائے اور یہ بھی معلوم ہو جائے کہ مولانا موصوف کو حضرت صدر العلما کی تحقیق پر تنقید کرنے کا شوق تو ہے مگر ابتدائی کتب مستحضر نہیں اگر ہوتیں تو لفظ (نعماء)کو اسم جنس نہ فرماتے ، اس کی قدرے تفصیل یہ ہے کہ شرح ماۂ عامل کے خطبے کی عبارت (الحمد للہ علیٰ نعمائہ الشاملۃ والآئہ الکاملۃ)میں واقع لفظ (نعماء)کے متعلق حضرت صدر العلما قدس سرہٗ نے اس کی شرح میں فرمایا کہ لفظ (نعماء)بفتح نون اور مد کے ساتھ ہے بروزن فعلاء بمعنی نعمت اسم جمع ہے جمع نہیں کہ اس وزن پر جمع نہیں آتی (نعماء)بتقدیر مضاف ہے یعنی (انعام نعمائہٖ) اسی طرح (الآئہ)میں مضاف مقدر ہے یعنی (اعطاء الآئہ)کیونکہ دونوں محمود علیہ واقع ہیں اور محمود علیہ محمود کے افعال سے ہوتا ہے ۔خود(نعماء)اور(آلآء)افعال سے نہیں بلکہ اس کا انعام واعطاء محمود (اللہ تعالیٰ)کے افعال سے ہے اور نعمائے شاملۃ سے مراد فواضل عالیہ ہیں اور اُلائے کاملہ سے فضائل مختصہ اور اس میں تمام مخلوق بر تفصیل انسان کی طرف اس آیت کریمہ کے بموجب اشارہ ہے "وفضلناھم علیٰ کثیر ممّن خلقنا تفصیلاً"

لیکن

مولانا موصوف کو کتب لغات کی ورق گردانی اور محاورات زبانی کی چھان بین کے بعد یہ معلوم ہوا کہ لفظ (نعماء)کا اطلاق صرف جمع پر نہیں ہوتا حتیٰ کہ اسے اسم جمع قرار دیا جائے بلکہ اس

کا اطلاق واحد وجمع دونوں پر ہوتا ہے لہٰذا (نعماء)اسم جمع نہیں بلکہ اسم جنس ہے چنانچہ موصوف نے اپنی ہمہ دانی کا اظہار یوں فرمایا:

(نعماء) بفتح نون اور مد کے ساتھ بروزن فعلاء بمعنی نعمت ، کتب لغات اور قرآن کریم اور محاورات زبان سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا اطلاق واحد وجمع پر ہوتا ہے اور اسم جمع کا اطلاق واحد پر نہیں ہوتا اس لئے یہ لفظ (نعماء) نعمت کی طرح اسم جنس ہے جس کا اطلاق قلیل وکثیر سب پر ہوتا ہے ، چنانچہ لسان العرب میں ہے: قال الجوهری النُّعمی کالنعمة فان فتحت النون مددت فقلت النعماء والنعیم مثله اھاور قرآن کریم میں ہے:ولئن اذقناہ نعماءبعد ضرّآءمسته لیقولنّ ذهب السیات عنّی(سورۂ ہود)

اقول لفظ (نعماء)اس جمع ہے اسم جنس نہیں کیونکہ اس کے اسم جمع ہونے کی تصریح ابتدائی کتابوں میں بھی موجود ہے اور اس سے مراد وہ نعمتیں ہیں جن کا اثر دوسرے تک پہنچے ، اسی لئے حضرت صدر العلماء نے اسے اسم جمع فرمایا اور تحقیق بھی یہی ہے لہٰذا اسے اسم جنس قرار دینا بچندوجوہ غلط ہے۔

اول اس لئے کہ آپ کے مذکورہ بالا بیان سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عربی لغات معتبرہ میں لفظ (نعماء)کے اسم جنس ہونے کی تصریح موجود نہیں ورنہ آپ (معلوم ہوتا ہے الخ) نہ فرماتے بلکہ اس کے اسم جنس ہونے کے حوالے پیش فرماتے ، آپ نے محاورات بصیغہ جمع فرمایا مگر بطور شہادت ایک بھی محاورہ پیش نہ کیا جس سے یہ ثابت ہوتا کہ لفظ (نعماء)کا اطلاق بحیثیت اسم جنس واحد وجمع پر ہوتا ہے اس لئے وہ اسم جنس ہے اسی طرح پیش کردہ لسان العرب کی عبارت سے بھی ثابت نہیں ہوتا بلکہ آپ نے کتب لغات ومحاورات زبان کی دھونس دے کر اپنے غلط موقف کو درست ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ نظر برآں(نعماء)کو اسم جنس فرمانا آپ کی خود کی رائے ہوئی نہ علمائے لغات کی نہ شارح ومحشی حضرات کی ، لہٰذا اسے اسم جنس فرمانا درست نہیں کہ دعویٰ بغیر دلیل ہے

دوم یہ کہ آپ نے (نعماء)کے اسم جنس ہونے کی صرف یہ علت بیان فرمائی کہ اس کا اطلاق واحد و جمع پر ہوتا ہے اس لئے وہ اسم جنس ہے ، یہ درست نہیں کیونکہ اس سے لازم آتا ہے کہ جس لفظ کا اطلاق واحد وجمع پر ہو وہ اسم جنس ہو حالانکہ بہت سے الفاظ ایسے ہیں جن کا اطلاق واحد وجمع پر ہوتا ہے مگر وہ اسم جنس نہیں ہوتے۔

مثلاً لفظ (فلک)اس کا اطلاق واحد وجمع پر ہوتا ہے کمافی نحو میر مگر یہ اسم جنس نہیں، لفظ (امشاج)بروزن افعال جمع ہے مگر کبھی اس کا اطلاق واحد پر ہوتا ہے جیسے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا :(من نطفة امشاج)کہ یہاں پر (امشاج) واحد ہے نہ جمع ورنہ، موصوف وصفت میں مطابقت نہ ہوگی۔ لفظ (انصار)ناصر یا نصیر کی جمع ہے چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد فرمایا: قال من انصاری الی الله قال الحواریّون نحن انصار الله کہ اس میں(انصار)دونوں جگہ معنی جمعت پر دال ہے اور اگر اس کو کسی کا لقب قرار دیا جائے تو اس کا اطلاق مفرد پر ہوگا کیونکہ لقب از قسم مفرد ہے جیسے حضرت عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ اس میں لفظ (انصار)قبیلہ اوس وخزرج کا اسلامی لقب ہے اسی لئے اس کے ساتھ یائے نسبت لاحق ہوئی ورنہ جمع کے ساتھ یائے نسبت کا لحوق درست نہیں تو اس کا اطلاق بھی واحد وجمع پر ہوا۔ اسی طرح لفظ (اسماء) کہ اس کا اطلاق واحد پر بھی ہوتا ہے جب کہ یہ کسی کا علم ہو جیسےھٰذہ اسماء بنت فلاں اوراور جمع پر بھی جیسے (ھٰذہ الاسماءالاشارات) نظر برآں اس کا اطلاق بھی دونوں پر ہوا۔اب حضرت والا ارشاد فرمائیں کہ مذکورہ اطلاق کی وجہ سے یہ اسماء اسم جنس ہوجائیں گے؟ ہرگز نہیں ! اس لئے کہ ان کا اطلاق بحثیت اسم جنس نہ ہوا، اس لئے یہ اسماء اسم جنس نہ ہوئے اور اسم جنس کا اطلاق بحثیت اسم جنس ہوتا ہے، اسی لئے وہ اسم جنس کہلاتا ہے، جیسے ’تمر شجر ‘وغیرہ نہ کہ جس اسم کا اطلاق واحد وجمع پر ہو و ہ اسم جنس ہوجیسا کہ آپ نے فرمایا ورنہ وہ مثل صادق آجائے گی کہ جتنے کالے سب اس کے باپ کے سالے۔

دیکھئے! مثنیٰ وہ ہوتا ہے جس کا اطلاق دوپر ہواور اس کا مفرد بھی ہو جیسے ’رجلان‘نہ یہ کہ جس کا اطلاق دو پر ہواور وہ مثنیٰ ہوورنہ لفظ ’اثنان‘مثنیٰ ہوجائے گا حالانکہ وہ مثنیٰ نہیں کہ اس کا کفرد نہیں آتا ،اسی طرح اسم جنس وہ اسم ہے جس کا اطلاق بحیثیت اسم جنس واحد وجمع پر ہو ،اوراس کا مفرد لفظاً ہو جیسے ’تمر‘اسم جنس ہے اور اس کا مفرد ’تمرۃ‘ ہے اور شجر کا شجرۃ، چونکہ لفظ ’نعماء‘کا مفرد آتا نہیں اس لئے وہ اسم جنس نہیں ‘ ’نظر برآں ‘ ’آپ کا یہ فرمان کہ (نعماء) کا اطلاق

واحد وجمع پر ہوتا ہے اس لئے وہ اسم جنس ہے باطل ٹھہرا۔

اسی لئے صراح، قاموس، المنجد، لسان العرب، منتہی الارب، مفردات راغب وغیرہ لغات معتبرہ میں اس کے معنی بیان فرمائے ہیں مگر کسی نے یہ بیان نہیں فرمایا کہ لفظ 'نعماء' اسم جنس ہے اور اس کا اطلاق بحیثیت اسم جنس واحد و جمع پر ہوتا ہے۔ شاید آپ نے لغت (چراغ ہدایت) کا مطالعہ فرمایا ہے اس میں لکھا ہے کہ بعض نے یہ گمان کیا کہ 'نعماء' بروزن فعلاء بمعنی لغت اسم جنس بصیغۂ جمع ہے لیکن یہ آپ کے لئے مفید نہیں کیونکہ آپ کے نزدیک 'نعماء' کا اطلاق واحد وجمع پر ہوتا ہے اور اُن بعض کے نزدیک صرف جمع پر جیسے لفظ 'کلم' کہ اس کا اطلاق مافوق الاثنین ہوتا ہے، نہ واحد وتثنیہ پر، اسی لئے انہوں نے صیغۂ جمع کے ساتھ مقید کیا، لہٰذا یہ قول بعض آپ کے لئے فائدہ مند نہ ہوا، بلکہ یہ قولِ بعض بھی درست نہیں کیونکہ جو اسم جنس معنی جمعی میں مستغرق ہوتی ہے اس کا مفرد 'تا' کے ساتھ آتا ہے جیسے یہی لفظ 'کلم' کہ اس کا مفرد 'کلمہ' ہے اور 'نعماء' کا مفرد آتا نہیں لہٰذا بعض کا گمان کرنا کہ (نعماء) اسم جنس بصیغۂ جمع ہے درست نہ رہا۔

اور اگر یہ بھی تسلیم کر لیا جائے کہ ان بعض کے نزدیک اس کا اطلاق واحد وجمع دونوں پر ہوتا ہے تو یہ قول شاذ ہے اور قول شاذ جواز کے لئے علّت نہیں بنتا، نیز اس تقدیر پر بھی اس کا مفرد (تا) کے ساتھ آتا ہے اور (نعماء) کا آتا نہیں نظر برآں (نعماء) اسم جنس نہیں۔

دوم یہ کہ اسم جنس اسے کہتے ہیں جس کا اطلاق واحد وجمع پر وضعاً ہواور اس کے مفرد کے آخر میں (تا) ہو جبکہ وہ غیر ذوالعقول کے لئے ہو جیسے تمر سے تمرۃ، شجر سے شجرۃ اور نخلٌ نخلۃ، کہ اول کا اطلاق واحد وجمع پر ہوتا ہے اور ثانی کا صرف واحد پر، غرض کہ صیغۂ جنس اکثر مذکر اور اس کا مفرد مؤنث ہوتا ہے نہ دونوں مذکر اور نہ دونوں مؤنث بلکہ ایک مذکر اور دوسرا مؤنث کمافی الجامی وغیرہ۔ بقول آپ کے جب (نعماء) اسم جنس ہے تو اس کا مفرد یا تو (نعمائۃ) ہوگا یا (نعمت) اور دونوں نہیں۔

اول اس لئے نہیں کہ اب کلمۂ واحدہ میں دوالٰہ تانیث کا اجتماع لازم آئے گا اور وہ یہ کہ اس میں ایک علامت تانیث الف ممدودہ ہے جو کلمہ کو وضعاً لازم ہے اور دوسری تائے تانیث جو کلمہ سے منفک ہوجاتی ہے اور کلمۂ واحدہ میں دو اٰلہ تانیث کا اجتماع شریعت نحو میں جائز نہیں۔ نظر برآں اس کا مفرد (نعمائۃ) نہیں اور نہ یہ کلام عرب سے مسموع ہوا، اور اس لئے بھی نہیں کہ اب صیغۂ مفرد اور صیغۂ جنس دونوں مؤنث ہو گئے جبکہ ایک مذکر اور دوسرا مؤنث ہوتا ہے اور یہی اسم جنس اور اس کے مفرد کے درمیان خط امتیاز ہے۔

دوم اس لئے نہیں کہ اگر لفظ (نعمت) اس کا مفرد ہے تو اب (نعمت) اسم جنس نہ رہا کیونکہ یہ (نعماء) کا مفرد ہے اور مفرد کا اطلاق صرف واحد پر ہوتا ہے نہ جمع پر جیسے (تمرۃ) کا، اور چونکہ آپ نے اپنے مذکورہ بالا بیان میں (نعمت) اسم جنس نہ رہا تو مشبہ بہ او(نعماء) کو مشبہ قرار دیا ہے مشبہ بہ حکم میں متحد ہوتے ہیں تو جب بوجہ مذکور مشبہ بہ (نعمت) اسم جنس نہ رہا تو مشبہ (نعماء) بھی اسم جنس نہ رہا، لیجئے وہ شاخ ہی نہ رہی جس پہ آشیانہ تھا۔

لہٰذا ذات شریف کا یہ فرمانا کہ کتب لغات ومحاورات زبان سے معلوم ہوتا ہے کہ (نعماء) اسم جنس ہے باطل ہوگیا، غرض کہ کسی طرح چول ٹھیک نہیں بیٹھتی نظر برآں (نعمت) بھی اس کا مفرد نہیں۔

سوم یہ کہ لسان العرب کی مذکورہ عبارت کو اپنے دعوے کے ثبوت میں پیش کرنا درست نہیں اس لئے کہ اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ لفظ (نعماء) اسم جنس ہے کیونکہ لغت کا موضوع کلمات کے معانی بیان کرنا نہ ان کے احکام ۔ اسی لئے علامہ جوہری کی مندرجہ ذیل عبارت میں وجہ شبہہ معنی ہیں۔ چنانچہ فرمایا: النّعمی کالنعمۃ فان فتحت النون مددت فقلت النعماء والنّعیم مثلہ فلان واسع النعمۃ ای واسع المال۔

علامہ جوہری یہ فرمارہے ہیں کہ مشبہ بہ (نعمت) کے معنی (واسع المال) ہیں اور یہی معنی مشبہ نعمیٰ، نعماء، اور نعیم کے ہیں اس عبارت سے یہ کہاں ثابت ہوا کہ (نعماء) کا اطلاق بحیثیت اسم جنس واحد وجمع پر ہوتا ہے اس لئے وہ (نعمت) کی طرح اسم جنس ہے ۔ نظر برآں علامہ جوہری کی عبارت آپ کے مذکورہ دعوے کی تائید نہیں کرتی بلکہ دعویٰ کچھ اور دلیل کچھ کا مضمون ہے کسی نے سچ کہا

ترچھی نظروں سے نہ دیکھو عاشق دل گیر کو

کیسے تیر انداز ہو سیدھا تو کر لو تیر کو

جب یہ ثابت ہو گیا کہ لفظ (نعماء) اسم جنس نہیں تو لا محالہ اسم جمع ہوا کیونکہ اسم جنس اور اسم جمع دونوں متنافی ہیں کہ اس جنس کا اطلاق بحیثیت اسم جنس واحد وجمع پر ہوتا ہے اور اسم جمع کا صرف جمع پر نہ واحد پر نہ واحد وتثنیہ پر، اور دو متنافی چیزوں میں سے ایک کا ارتفاع دوسرے کے تحقق کو مستلزم ہوتا ہے۔ تو جب (نعماء) کا اسم جنس ہونا باطل ٹھہرا تو اس کا اسم جمع ہونا ثابت ہو گیا۔

اب آیئے ہم آپ کو (نعماء) کے اسم جمع ہونے کی تصریحات دکھائے دیتے ہیں تاکہ آپ کو کامل یقین ہو جائے اور (معلوم ہوتا ہے) کے شبہہ میں نہ رہیں اور یہ بھی معلوم ہو جائے کہ آپ کو ابتدائی کتابیں مستحضر نہیں ہیں۔ چنانچہ فراموش کردہ مندرجہ ذیل عبارتیں پکار پکار کر کہہ رہی ہیں کہ جناب والا لفظ (نعماء) اسم جمع ہے اسم جنس نہیں۔

(۱) یہ دیکھئے حضرت علامہ سید شریف قدس سرہٗ شرح قطبی میں کیا ارشاد فرمارہے ہیں : والاٰلآء والنّعماء مترادفان الّا انّ الاٰلآء جمع الی والنعماء اسم وقد یخص الاٰلآء بالنّعم الظاہرۃ والنّعماء بالنّعم الباطنۃ اور پھر اس کے بعد حاشیہ میں فرمایا: النعماء اسم جمع لا جمع نعمۃ وکذاالنعم لا نھما لیس من الفاظ الجمع۔

(۲) اور علم الصیغہ میں فرمایا چوں اشیاء اسم جمع شئ مثل نعماء اسم جمع نعمت۔

(۳) اور شرح عبدالرسول میں فرمایا: نعماء بفتح نون ومد ونعیم ہر دو اسم جمع بمعنی نعمت است نہ جمع زیر کہ فعلاء وفعیلاز اوزان جمع نیستند وانکہ جمع گفتہ جمعیت معنوی مراد گرفتہ باشد۔

(۴) اور نوادر الاصول میں فعلاء کے وزن کو اسم جمع کے اوزان میں شمار فرمایا جیسے قضباء بروزن فعلاء۔

(۵) اور غیاث اللغات میں ہے کہ بعضے شراح ومحشیاں نوشتہ اند کہ ایں اسم جمع بمعنی نعمت است واسم جمع آنرا گویند کہ معنی جمع دارد واز او زان جمع نباشد۔

نوٹ: اسی غیاث اللغات میں بعض کا یہ قول نقل کیا کہ انہوں نے (نعماء) کو بصیغہ جمع اسم جنس گمان کیا اور لغت صراح کا حوالہ پیش کیا جو درست نہیں، اس لئے راقم الحروف کے پاس صراح کا قدیم نسخہ موجود ہے ، اس میں مذکورہ قول کا ذکر نہیں بلکہ یہ قول بعض غیر مستند نعت (چراغ ہدایت) میں ہے جس کو ہم ماقبل میں ذکر کر آئے ہیں۔

(۶) حضرت صدر العلماء قدس سرہٗ نے بشیر الناجیہ میں بحوالہ رضی ارشاد فرمایا کہ اسم جمع دو قسم پر ہے ایک وہ جو واجب التانیث ہوتی ہے جیسے لفظ (نساء) وغیرہ اس کا حکم یہ ہے کہ اس کی جانب ضمیر واحد مؤنث اور ضمیر جمع مؤنث دونوں راجع ہوتی ہیں جبکہ یہ اسم مضمر واقع ہو جیسے النسآء جاءت اورالنسآء جئن۔

اسی قبیل سے لفظ (نعماء) ہے کہ اس کی جانب ضمیر واحد مؤنث راجع ہوئی جیسے مذکورہ عبارت (علیٰ نعمائہ الشاملۃ) میں کہ (الشاملۃ) میں واقع ضمیر (ھی) راجع بسوائے نعماء باعتبار لفظ ہے اور ضمیر جمع مؤنث بھی راجع ہو سکتی ہے چنانچہ (علیٰ نعمائہ الشاملات) بھی کہہ سکتے ہیں کہ اس تقدیر پر ضمیر (ھن) راجع بسوائے نعماء باعتبار معنی ہے بہر تقدیر معنی جمعیت مراد ہیں۔ یعنی نعمتیں۔

اور اسم جنس کی جانب باعتبار لفظ ضمیر واحد مذکر راجع ہوتی ہے اور باعتبار معنی ضمیر واحد مؤنث جیسے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا: اعجاز نخل منقعر اوراعجاز نخل خاویۃ کہ اول میں باعتبار لفظ ضمیر واحد مذکر (ھو) راجع بسوئے اسم جنس (نخل) ہے اور ثانی میں باعتبار معنی ضمیر واحد مؤنث (ھی) راجع بسوئے (نخل) ہے۔

اگر (نعماء) اسم جنس ہے تو اس کی جانب ضمیر واحد مذکور راجع نہیں ہو سکتی کہ وہ فی نفسہٖ مونث ہے اور نہ ہی ضمیر جمع مؤنث راجع ہو سکتی ہے کہ اسم جنس جمع نہیں ہوتی لہٰذا پیش کردہ عبارتوں اور مذکورہ وجوہ کی بنا پر یہ بات اظہر من الشمس ہوگی کہ لفظ (نعماء) اسم جمع ہے اسم جنس نہیں جناب والا مقام تحقیق میں صرف (معلوم ہوتا ہے) سے کام نہیں چلتا بلکہ تصریح کی ضرورت ہوتی ہے جو آپ پیش نہ کر سکے بفضلہٖ تعالیٰ ہم نے اس کے اسم جمع ہونے کی تصریحات پیش کردیں۔ اب آپ ہی بتائیں کہ مذکورہ تصریحات کی روشنی میں آپ کے (معلوم ہوتاہے) کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے؟ اگر اس سے اتفاق ہو تو ان تصریحات کو غلط ثابت کریں۔

ہم بھی دیکھیں کہ تری گود میں رکھا کیا ہے
وہ بھی دیکھیں جسے پہلو میں چھپا رکھا ہے

دوموہ اسم جمع جو واجب التانیث ہوتی ہے جیسے لفظ (قوم) اس کا حکم یہ ہے کہ اس کی جانب ضمیر واحد مذکر راجع ہوتی ہے جیسے قرآن کریم میں ارشاد ہوا(وما قوم لوط منکم ببعید) میں(ببعید)صفت مشبہ ہے جس میں ضمیر واحد مذکر (ھو) راجع بسوئے(قوم)ہے اور ضمیر جمع مذکر بھی راجع ہوتی ہے جیسے ارشاد فرمایا: (انّھم قوم لاّیعقلون) کہ اس میں ضمیر جمع مذکر (واوٗ)راجع بسوئے (قوم)ہے اور (کذّبت قوم لوط ن المرسلین) میں (کذ بت)فعل موٴنث کی اسناد بجانب (قوم)سے معلوم ہوا کہ اس کی جانب ضمیر واحد موٴنث بھی راجع ہو سکتی ہے۔

اوراسی قبیل سے لفظ (اٰل)اسم جمع ہے اور اس کا اطلاق بھی جمع پر ہوتا ہے نہ واحد پر، اسی لئے اس کی جانب باعتبار لفظ ضمیر واحد مذکر(ھو)راجع ہوئی جیسے وآلہ المجتبیٰ میں(المجتبیٰ) کہ اس میں ضمیر واحد مذکر(ھو)راجع بسوئے (اٰل) ہے اور ضمیر جمع مذکر باعتبار معنی راجع ہوتی ہے جیسے ارشاد فرمایا: (کدأب اٰل فرعون والّذین من قبلھم)میں ضمیر جمع مذکر (ھم)راجع بسوئے (اٰل)ہے اسی لئے حضرت صدر العلماء قدس سرہٗ نے (واٰلہ المتجبیٰ)کی ترکیب میں فرمایا کہ (اٰل) اسم جمع ہے لہٰذا (المجتبیٰ) کا اس کی صفت بننا درست ہے۔ لیکن آپ کے شاگرد رشید مسروقہ کتاب کے مصنف مذکور نے آپ کی اتباع کرتے ہوئے اپنی ہمہ دانی کا یہ ثبوت دیا کہ آپ نے (نعماء)کے اسم جمع ہونے کا انکار کیا اور انہوں نے لفظ (اٰل)کے اسم جمع ہونے کا، ہمیں نہیں معلوم کہ آپ دونوں صاحبان کو اسم جمع سے اتنی نفرت کیوں ہے اور اسم جنس سے اتنی رغبت کیوں؟ کہ آپ نے اچھے خاصے (نعماء) اسم جمع کو اسم جنس بنا دیا اور شاگرد رشید نے بیچارے اسم جمع (اٰل)کو جمع ہونے سے خارج کردیا یہ تو آپ ہی جانیں کہ ایسا کیوں کیا؟ چنانچہ شاگرد رشید نے فرمایا: (اٰل)جمع نہیں بلکہ اس کا اطلاق وکثیر واحد وجمع سب پر ہوتا ہے لہٰذا (المجتبیٰ)کا صفت ہونا صحیح ہے۔ کوئی عقل کل سے پوچھے جب (اٰل)جمع نہیں بلکہ اس کا اطلاق قلیل وکثیر واحد وجمع سب پر ہوتا ہے تو (کدأب اٰل فرعون والّذین من قبلھم)میں ضمیر جمع مذکر مضاف الیہ(اٰل)کی جانب راجع کیوں ہوئی ؟بندۂ خدا جس اسم کا اطلاق ایک ہی حیثیت سے واحد وجمع پر ہوتا ہے اس کی جانب ضمیر جمع راجع نہیں ہوتی۔ افسوس کہ الجامعۃ الاشرفیہ میں برسوں درس دینے کے باوجود اسم جنس اور اسم جمع کے جوہری فرق کو نہ سمجھ سکے تو دقیق مسائل جیسے چلتی ٹرین میں پڑھی جانے والی نماز واجب الاعادۃ ہے اس کو کیا سمجھئے گا؟

ساقی کا احترام تو لازم تھا اے صبا
ہر ہر قدم پہ لغزش بیجا نہ کیجئے

اگر فرصت مل جائے تو سوچئے گا کہ آپ کو یہ ٹھوکر کیوں لگی اس لئے کہ آپ بے سوچے سمجھے تنقید کر بیٹھے ،استاد کامل کے حضور میں مگر آپ خود کو سقراط وبقراط سے کم نہیں سمجھتے اور ہمہ دانی کا بھوت سوار ہے۔ اے کاش کہ آپ آبروئے اشرفیہ حضرت علامہ حافظ عبد الروٴف صاحب علیہ الرحمہ کی نصیحت پر عمل کرتے جو انہوں نے الجامعۃ الاشرفیہ کے طالب علم مولانا عبدالرحمٰن صاحب کو فرمائی تھی کہ چھوٹوں کو اکابرین کی تحقیق پر انگشت نمائی سے اجتناب کرنا چاہیے،جس کا مفصل ذکر ماقبل میں گزرگیا تو ترقیم کی نوبت نہ آتی، لہٰذا تنقید کرنے سے پہلے اپنے بڑوں سے رجوع کر لیا کیجئے تاکہ شرمندگی نہ ہو۔ اب آخر میں عرض ہے کہ اگر آپ کا علم زیادہ موجیں ماررہا ہے اور شارح ومحشی بننے کا شوق دامن گیر ہے تو لیجئے میدان حاضر ہے اور اپنی ہمہ دانی کاثبوت دیجئے اور وہ یہ کہ حضرت صدر العلماء نے کافیہ کی شرح وترکیب بحث مجرورات تک فرمائی تھی پھر اس کے بعد بحث اسم فاعل تک کی ترکیب اور توابع کی جتنی شرح فرما چکے تھے ہم نے اسے بشیر الناجیہ جلد سوم کے جدید ایڈیشن میں نقل کردیا ہے تاکہ طلبہ اس سے استفادہ کرسکیں ، آپ بحث عطف سے شرح اور بحث اسم مفعول سے آخر تک ترکیب اسی انداز میں فرمادیں تو سب مونڈے مانڈے سامنے آجائیں تاکہ یہ بھی معلوم ہوجائے گا کہ کسی کتاب کا سرقہ کرنا اور اس کا تاریخی نام تجویز کرنا بہت آسان کام ہے مگر شرح وترکیب کرنا بڑا مشکل کام ہے ۔

(نوٹ): مذکورہ مضمون میں جن اشخاص پر تنقید کی گئی ہے اگر ان کے پاس جوبات ہوں تو ارسال کریں ادار ان کو بھی شائع کریگا۔فقط اگلے ماہ تک انتظار رہیگا۔ورنہ ادارہ جو تنقید ہوگی وہ ضرور کریگا۔(ادارہ)

دشمن احمد پہ شدت کیجئے

از: سید محمد عزیزاللہ حسینی عرف سید طاہر اشرف اشرفی معاون ایڈیٹر ماہنامہ سنی آواز ناگپور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی انجانا من کید الکائدین والصلوٰۃ والسلام علیٰ من رد فساد المفسدین وعلی اٰلہ وصحبہٖ والمجتھدین ومقلدیھم الیٰ یوم الدین۔اللھم ھدایۃ الحق والصواب۔

(نوٹ: یہ خصوصی مضمون عرفان مذہب ومسلک نامی بد نام زمانہ کتاب کے رد میں لکھا گیا ہے، مولوی یسین اختر ندوی مصباحی بہت خوبصورت انداز میں صلح کلیت کا جام پلانے کی ناپاک کوشش میں لگے ہیں، اسکے رد میں یہ مضمون لکھا گیا ہے)۔

سونا پاس ہے سونا بن ہے سونا زہر ہے اُٹھ پیارے
تو کہتا ہے میٹھی نیند ہے تیری مت ہی نرالی ہے

قرب قیامت ایمان بچانا سخت دشوار ہوگا، اسلام وایمان کے نام پر نئے نئے فتنے برپاہوں گے، ہر گمراہ مرتد فرقہ اسلام کے خلاف سازش کریگا ایسی ایسی باتیں پیش کریگا کہ جنکو قبول کرنے میں بظاہر ہر کسی کو تامل نہ ہوگا اپنی حسین اور خوبصورت اندازِ گفتگو سے اسلام سے دور کردے گا، جیسا کہ حدیث پاک میں آیا ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَكُوْنُ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ یَاْتُوْنَكُمْ مِّنَ الْاَحَادِیْثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوْا اَنْتُمْ وَلَا اٰبَآءُكُمْ فَاِیَّاكُمْ وَاِیَّاهُمْ لَا یُضِلُّوْنَكُمْ وَلَا یَفْتِنُوْنَ (ترجمہ) اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آخر زمانے میں جھوٹے دجال پیدا ہوں گے۔جو تمہارے سامنے ایسی حدیثیں لائیں گے۔ جو نہ تم نے سنی ہوں گی نہ تمہارے آباؤ اجداد نے۔ تو ایسے لوگوں سے اپنے آپ کو دور رکھنا اور انہیں اپنے سے دوررکھنا تاکہ وہ تمہیں گمراہ نہ کردیں اور تم کو فتنے میں مبتلا نہ کردیں۔(مشکوٰۃ شریف)

اس حدیث کی شرح میں شیخ محقق حضرت علامہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔۔۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا” آخر زمانے میں جھوٹے دجال پیدا ہوں گے“۔ یعنی ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو مکروتلبیس کی نیت سے علماء ومشائخ صلحاء اور اہل نصیحت وصلاح کی صورت میں سامنے آئیں گے۔ تاکہ اپنے جھوٹ کو رواج دیں اور باطل مذہب اور غلط آرائی کی طرف دعوت دیں گے۔ دَجَّال دَجَل سے مشتق ہے۔ بمعنی خلط ملط کرنا اور شبہ ڈالنامکر وفریب میں مبتلا کرنا۔”تمہارے سامنے ایسی حدیثیں لائیں گے جو نہ تم نے سنی ہوں گی نہ تمہارے آباؤاجداد نے“۔یعنی بہتان وافتراء کے طور پر اور احادیث سے یا تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مراد ہیں یا عام باتیں جو لوگوں کے حالات و اخبار پر بھی مشتمل ہوں گے۔”تاکہ وہ تمہیں گمراہ اور فتنے میں مبتلا نہ کردیں“۔مقصود یہ ہے کہ دین کو تھامے رکھنے میں پوری حفاظت واحتیاط سے کام لیناہوگا اور ارباب بدعت اور ان کے ساتھ میل جول سے کامل پرہیز کرناہوگا خصوصاً ان سے جو ان کے مبلغ اور اپنے مذہب باطل کی نشرواشاعت کے لیے مکر وتلبیس سے کام لیتے ہیں ان سے دور و نفور رہنا ہوگا۔(اشعۃ اللمعات جلد اول)

اور اسی میں مثنوی شریف کے حوالے سے ہیں:۔۔۔۔۔

چوں بسے ابلیس آدم روے بست پس بہر دستے نشاید دادِ دست
حرفِ درویشاں بدوزد مردِدون تاخواند بر سلیمے آں مرغ گیر
زانکہ صیاد آور روشنی دگرمی است کارِدونان حیلہ وبے شرمی است

(ترجمہ) بہت سے ابلیس ،آدمی کی صورت میں ہوتے ہیں۔ اس لئے ہر ایک کے ہاتھ میں ہاتھ نہ دینا چاہیئے۔

کمینہ انسان درویشوں کی باتیں چرالیتا ہے

تاکہ اسے فتنے اور گمراہی سے محفوظ انسان پر اپنا منتر چلاسکے۔

شکاری شکار کی سی آواز نکالتا ہے۔

تاکہ وہ مرغ گیر (شکاری) پرندے کو فریب دے سکے۔

مردوں کا کام روشنی اور گرمی پہنچاناہوتا ہے۔

کمینوں کا شیوہ حیلہ اور بے شرمی ہوتا ہے۔

قارائین کرام جیسے جیسے قیامت قریب ہوتی جارہی ہے ویسے ویسے امت میں فتنہ و فساد بڑھتا جارہا ہے۔ایک طرف کفار و مرتدین کا حملہ ہے دوسری طرف بنام سنیت روز نئے نئے فتنہ جنم لیتے جارہے ہیں اور ہر فتنہ مسلک اعلیٰ حضرت کا نام لے کر فرقے وجود میں آرہے ہیں۔ اور ہر کوئی صوم وصلوٰۃ کا نام لیکر امت میں گمراہی کا بازار گرم کررہا ہے۔ اور ہر کوئی یہ دعویٰ کررہا ہے کہ ہم سنت کو زندہ کررہے ہیں، ہم لوگوں کو عشق نبی ﷺ کا جام پلارہے ہیں۔لیکن حقیقت اسکے برعکس ہے۔ لوگوں کو نیکی کی دعوت تو دے رہے ہیں پر انکے عقائد کی حفاظت کا سامان مہیا نہیں کروا رہے ہیں۔ اگر کسی بد مذہب کی بات آئے تو خاموشی اختیار کرلی جاتی ہے۔ آج کے دور میں وہابی، دیوبندی، غیرمقلد، جماعت غیر اسلامی، وغیرہ کا بھی زور بڑھتا جارہا ہے کہ اعمال کی آڑ میں لوگوں کے ایمان کو لوٹنا۔ ان بد مذہبوں نے لوگوں کو بد عقیدہ بنانے کے لئے عوام کا ذہن اعمال کی طرف موڑ دیا ہے اور خاموشی سے ایمان لوٹ رہے ہیں۔

جبکہ اہلسنت وجماعت کی طرف سے ہوناتو یہ چاہیے کہ ان ایمان کے لوٹیروں کے خلاف جہاد کریں بھولے بھالے سنیوں کو انکے مکروفریب سے آگاہ کریں، انکے ایمان وعقیدہ کی حفاظت کریں۔پر افسوس ایسی کوئی تنظیم یا تحریک نظر نہیں آتی، جو ایمان و عقیدہ پر کام کرے ۔ لوگ مسلک اعلیٰ حضرت کا نام لیکر مسلک کو بدنام کرنے کی ناپاک سعی میں مصروف ہیں۔اللہ تبارک و تعالیٰ ایسوں کے شر سے سنیوں کو محفوظ رکھے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ،انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شرع کے احکام تین قسم کے ہیں ،ایک وہ جن کا نیک ہونا ظاہر وواضح ہے ان کی پیروی کریں۔دوسرے وہ جن کا گناہ اور ناجائز ہونا واضح ہے ان سے بچنا اور دور رہنا ضروری ہے۔ تیسرے وہ جن کے جائز اور ناجائز ہونے میں شبہ ہے انہیں خدا کے سپرد کریں اور ان میں توقف کریں اور ان میں خدا سے رشد وہدایت طلب کریں۔(اشعۃ اللمعات ،ص ۴۷۴ حدیث نمبر ۱۷۱)

بے شک حکم شریعت یہی ہے کہ جس چیز سے شریعت روکے مسلمان اس سے رک جائیں ،جس کام کو کرنے کا حکم ہو اسے کریں۔ اوراگر کسی کام میں اختلاف ہوتو اس کو ترک کرنا ہی افضل ہے ۔ مگرآج کل حالات اسکے برعکس ہیں ،لوگوں کا یہ نظریہ ہوچلا ہے کہ کسی کام کو رائج کرنا ہواس وقت وہ شریعت کو ملحوظ نہیں رکھتے ہیں بلکہ وہ نفسانی خواہشات پر عمل کرتے ہیں،حالانکہ پچھلوں نے اس فعل سے منع فرمایا لیکن کچھ عقل مند اپنے نفس کی اتباع کے لئے اس کا جائز قرار دیتے ہیں اور امت میں فتنا و فساد برپا کرتے ہیں اور اس پر تہمت یہ کہ یہ تو اختلافی مسئلہ ہے۔ جبکہ ہونا یہ چاہئے کہ کسی بھی اختلافی مسئلہ کو ترک کرنا ہی افضل ہے۔مگر لوگ برائی سے باز نہیں آتے ۔

"وَعَنْ زِيَادٍ قَالَ قَالَ لِيْ عُمَرُ هَلْ تَعرِفُ مَا لَيَدِمُ الْعَالِم وَجِدَالُ الْمنَافِقِ بِلْكِتَابِ وَحُكمِ الْائمهِ الْمُضِلّين۔"حضرت زیاد سے روایت ہے انہوں نے کہا مجھ سے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تجھے پتہ ہے کہ اسلام کوکونسی چیز گراتی ہے۔ عرض کی نہیں۔فرمایا عالم دین کی لغزش،کتاب اللہ کے ساتھ منافق کا جھگڑا، گمراہ کرنے والے امراء اور حکام کے اپنی خواہشات کے مطابق احکام اور فیصلے۔

شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ اس حدیث پاک کی تشریح میں یوں فرماتے ہیں:۔۔۔عالم کی لغزش حرام کھانا اور گناہوں کا مرتکب ہوناہے، کتاب اللہ کے ذریعہ منافق کا جدال و نزاع دین اسلام میں فساد برپاکرنے کی غرض سے ہوتا ہے اور منافقین کے جدال میں ہی شامل ہے، اہل بدعت اور بدعقیدہ لوگوں کا جدال ونزاع جو باطل شبہات اور غلط تاویلات کی صورت میں ہوتا ہے یہ لوگ بھی دین میں شک ڈالتے اور شک میں مبتلا کرتے ہیں، جو وہ ہویٰ اور خواہش نفس کے مطابق جاری کرتے اور لوگوں کو جبرواکراہ کے ساتھ قبول کرنے اور اطاعت اختیار کرنے پر آمادہ کرتے ہیں۔ (اشعۃ اللمعاۃ، جلد ۱)

ایمان مقدم یا عمل:۔ آج کل یہ فتنہ بھی کالرا کے جراثیم سے کچھ کم مہلک نہیں کہ بھائیو! ہم کو عقیدہ سے بحث نہیں ہم تو کلمہ اور نماز پڑھانے آئے ہیں۔ اپنے ایمان کی حفاظت کریں سارے نمازی ہوشیار رہیں، کچھ شیاطین ہیں مسجد میں خضر کی صورت میں ہماری آنکھوں نے دیکھا کہ جب سادہ لوح مسلمان ان کے دام تزویر میں پھنس جاتے ہیں۔ تو ان کے ذہن وفکر ،انداز گفتگو پر ابلیسی توحیدوالوں کا مکمل قبضہ ہوجاتا ہے۔ ان کے متاع ایمان سرمایہ عشق رسول ﷺ پر خوبصورت انداز میں ڈاکہ ڈالا جاتا ہے۔

ہر کہ در کان نمک رفت نمک شد

کی مثل رنگ وہابیت میں ایسا رنگ جاتے ہیں کہ ان کا منہ بھی شرک وکفر کاتوپ خانہ بن جاتا ہے۔ ان کے منہ سے بھی وہی شرک وکفر کی بمباری شروع ہوجاتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے فدائیو! مصطفیٰ ﷺ کے شیدائیو! پھونک کر قدم رکھوان کی ناپاک صحبت بلکہ شیطانی سایہ سے دور رہو، ایمان اصل ہے نماز روزہ تمام اعمال اس کی فرع اور اس کا ثمرہ۔ اگر کوئی کہے کہ اعمال کو تقدم حاصل ہوتاہے بغیر ایمان کے یہ فریب ہے کفر تک پہنچائے گا، اگر عمل کی کوئی قیمت ہوتی تو منافقین جو کلمہ گو بھی تھے نمازی بھی تھے مسلمانوں کے دوش بدوش رہتے تھے۔ مگر ان کو مسجد نبوی میں بھی پناہ نہ دی گئی۔ قرآن مجید میں ہے۔ **عاملةناصبةتصلی نارا حامیة** عمل کریں گے مشقتیں بھریں گے مگر بھڑکتی ہوئی آگ میں جھونک دیئے جائیں گے۔

آئمہ ملت کا اتفاق ہے کہ ایمان مقدم ہے اگر درخت کی جڑیں کاٹ دی جائیں تو وہ کبھی بارآور یا سرسبز وشاداب نہیں رہ سکتا بلکہ ایندھن بناکر آگ میں جھونک دیا جائے گا۔ اسی طرح انسان اگرایمان کی تصدیق سے خالی ہوکر عملی مجسمہ بن جائے جہنم ہی کا سزاوار ہو گا۔

امام نسفی نے شرح عقائد میں فرمایا:۔ **وورد الکتاب ایضاجعل الایمان بشرط صحةالاعمال کمافی قولہ تعالیٰ ومن یعمل من الصلحت وھو مؤمن** جملہ ''**وھو مومن**'' حال اور حال بمنزلہ، شرط ہوتا ہے۔ آیت پاک نے وضاحت فرمادی کہ صاحب ایمان ہی کا عمل صالح مقبول ہے۔ اور ایمان ہی منجی اور ضامن نجات ہے۔ سورہ عصر میں فرمایا گیا۔ **والعصر ان الانسان لفی خسر الا الذین اٰمنوا وعملوا الصلحت**''اس سے بھی صاف ظاہر ہے کہ ایمان کو عمل پر تقدم حاصل ہے پھر قرآن عظیم میں کہیں بھی کفار ومشرکین سے اعمال کا مطالبہ نہیں بلکہ ایمان سے ہے۔

''یا ایھاالذین اٰمنو کتب علیکم القصاص''اسی طرح کثیر آیات جن سے آفتاب نصف النہار کی طرح روشن کہ ایمان عمل پر مقدم ہے۔ ''**واللّٰہ الھادی وھو تعالیٰ اعلم**''۔(حضرت مفتی محمد شریف الحق علیہ الرحمہ، بحوالہ ،عقائد اہلسنت)

حدیث شریف میں آیا کہ :۔۔۔''**وَعَن اَبِی ثعْلَبَةَ الخُشَنِی قَالَ قَالَ رسُولُ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اَنِ اللّٰہ فرَضَ فَرَ ائِضَ فَلَا تُضِیعُوھَا وَحَرَّمَ حُرُمَاتٍ فلاتَنۡتَہِکوھا وَحَدَّ حُدُودَاً خَلاَ تعۡتَدُوۡ ھَا وَسَکَتَ عَنۡ اَشۡیَاءٍ مِّن غَیۡرِ نِسۡیَانً فَلَا تَجۡثُوۡ اعَنۡھَا**۔ حضرت ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ نے کچھ کام فرض کئے ہیں انہیں ضائع نہ کرو اور کچھ چیزیں حرام کی ہیں ان کی حرمت کو نہ توڑنا اور کچھ حدیں مقرر کی ہیں ان سے تجاوز نہ کرنا اور بھولے بغیر کچھ چیزوں کے بیان سے خاموشی اختیار کی ہے تم ان سے بحث نہ کرنا۔

آج ضرورت ہے کہ ہم اپنے ایمان و عقیدہ کا جائزہ لیں۔کہ ہم کتنے سچے پکے مسلک اعلیٰ حضرت کے ماننے والے یا مسلک اعلیٰ حضرت کے مبلغ ہیں۔مجدّدِ دین وملت، امام اہلسنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری ،رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں(۱)**فی صحیح مسلم عن ابی ھریرة رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ایاکم وایاھم لایضلونکم ولایفتنونکم**۔ صحیح مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان سے الگ رہو انہیں اپنے سے دور رکھو کہیں وہ تمہیں بہکانہ دیں وہ تمہیں فتنے میں نہ ڈال دیں ۔(۲) **ولابی داؤد عن ابن عمر رضی اللّٰہ عنھما عن النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم وان مرضوا فلاتعودوھم وان ماتوا فلاتشھدوھم**۔ ابو داؤد کی حدیث میں عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ،وہ بیمار پڑیں تو پوچھنے نہ جاؤ،مرجائیں تو جنازے پر نہ جاؤ۔(۳)**زادا بن ماجة عن جابر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم وان لقیتموھم فلاتسلموا علیھم** ۔ابن ماجہ نے بروایت جابر رضی اللہ عنہ اس قدر اور بڑھایا جب انہیں ملو تو سلام نہ

کرو۔(۴)وعندالعقیلی عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لاتجالسوھم ولاتشاربوھم ولاتواکلوھم ولاتنا کحوھم۔ عقیلی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کے پاس نہ بیٹھو، ساتھ پانی نہ پیو، ساتھ کھانا نہ کھاؤ شادی بیاہ نہ کرو۔(۵)زادابن حبان عنہ لاتصلوا علیھم ولاتصلوا معھم۔ ابن حبان نے انہیں کی روایت سے زاید کیا ان کے جنازے کی نماز نہ پڑھو، ان کے ساتھ نماز نہ پڑھو۔(۶)وللدیلمی عن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انی بریٔ منھم وھم براء منی جھادھم کجھاد الرک والدیلم ویلمی۔ ویلمی نے معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں ان سے بیزار ہوں وہ مجھ سے بے علاقہ ہیں ان پر جہاد ایسا ہے جیسا کافران ترک ودیلم پر ،(۷) ولابن وساکر عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ اذا رأیتم صاحب بدعۃ فاکفہروا فی وجھہ فان اللہ یبغض کل مبتدع ولایجوز احدمنھم علی الصراط لکن یتھافتون فی النار مثل الجراد والذباب۔ ابن عساکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب کسی بد مذہب کو دیکھو تو اس سے ترش روئی کرو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ہر بد مذہب کو دشمن رکھتا ہے ان میں کوئی پل صراط پر گزر نہ پائے گا بلکہ ٹکڑے ٹکڑے ہوکر آگ میں گر پڑیں گے جیسے ٹیری اور مکھیاں گرتی ہیں۔(۸)وللطبرانی وغیرہ عن عبداللہ بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من وقرصاحب بدعۃ اعان علی ھدی الاسلام۔ جو کسی بد مذہب کی توقیر کرے اس نے اسلام کے ڈھانے پر مدد دی، (۹) ولہ فی الکبیر ولابی نعیم فی الحلیۃ عن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من مشی الی صاحب بدعۃ لیوقرہ فقداعان علی ھدم الاسلام وغیرہ من الاحادیث۔ نیز طبرانی معجم کبیر اور ابو نعیم نے حلیہ میں معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو کسی بد مذہب کی طرف اس کی توقیر کرنے کو چلے اس نے اسلام کے ڈھانے میں اعانت کی اور اس کے سوا اور حدیثیں ہیں، (۱۰)قال العلماء فی کتب العاقائد کشرح المقاصد وغیرہ ان حکم المبتدع البغض والاھانۃ والرد والطرد۔ علماء کتب عقائد مثل شرح مقاصد وغیرہ میں فرماتے ہیں کہ بد مذہب کا حکم اس سے بغض رکھنا اسے ذلت دینا اس کا رد کرنا اسے دور ہانکنا ہے۔ (۱۱)وفی غنیۃ الطالبین قال فضیل بن عیاض من احب صاحب بدعۃ احبط اللہ عملہ واخرج نور الایمان من قلبہ واذاعلم اللہ عزوجل من رجل انہ مبغض صاحب بدعۃ رجوت اللہ تعالیٰ ان یغفر ذنوبہ وان قل عملہ واذا رأیت مبتدعا فی طریق فخذ طریقاً آخراھ۔ غنیۃ الطالبین شریف میں ہے حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جو کسی بد مذہب سے محبت رکھے اس کے عمل حبط ہوجائیں گے اور ایمان کانور اس کے دل سے نکل جائے گااور جب اللہ تعالیٰ کے لئے دشمنان دین سے دور ہوجائے اور وہ کسی بد مذہب سے بغض رکھتا ہے تو مجھے امید ہے کہ مولی سبحانہ وتعالیٰ اس کے گناہ بخش دے اگرچہ اس کے عمل سے تھوڑے ہوں جو کسی بد مذہب کو راہ میں آتا دیکھو تو تم دوسری راہ لو۔ انتھیٰ بقدر الضرورۃ۔

جب شرع مطہر نے ایسے لوگوں سے اس درجہ نفرت دلائی اور اس قدر برائی بیان فرمائی تو کیا مسلمانوں کا فرض مذہبی نہیں کہ ان کو مسجدوں میں آنے سے رنوکیں ان سے ہر قسم کا قطع تعلق کرلیں، علی الخصوص وہ شخص جس کے ہاتھ میں مسلمانوں کا کام ہو اور مسلمان اس کو مانتے ہوں عزت و وقار کی نظر سے دیکھتے ہوں خواہ بباعث علم یا بجہت پیری مریدی یا بخیال تونگری وغیرہ اس پر سخت ضروری ہے کہ ان کود خول مسجد سے حتی الوسع روکے اور ان کے ساتھ میل جول سے مسلمانوں کو باز رکھے جو شخص ان مولوی صاحب و حکیم صاحب کے خیالات باطلہ وحالات فاسدہ پر مطلع ہوکر ان دونوں کو امام بنائے اور ان کے پیچھے نماز پڑھے اور کہے یہ مولویوں کے جھگڑے ہیں ہمیں ان سے کیا سروکار آخر یہ دونوں عالم تو ہیں ، کیا وہ شخص زیاں کار اور انھیں مفسدین فی الدین سے نہیں اور وہ نماز اس کی باطل ومردود نہیں۔

اور آگے فرماتے ہیں:۔۔۔۔۔

وبالجملۃ ھؤلاء الطوائف کلھم کفار مرتدون خارجون عن الاسلام باجماع المسلین وقد قال فی البزازیۃ والدرر والغرو الفتاوی الخیریۃ ومجمع الانھر والدر المختار وغیرھا من معتمدات الاسفار فی مثل ھؤلاء الکفار من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر اھ وقال فی الشفاء الشریف ونکفر من لم یکن من دان بغیر ملۃ الاسلام اووقف فیھم اوشک اھ وقال

فی بحر الرائق وغیرہ من حسن کلام اھل الاھواء اوقال معنوی اوکلام لہ معنی صحیح ان کان ذالک کفر امن القائل کفر المحسن اھ وقال الامام ابن حجر فی الاعلام فی فصل الکفر المتفق علیہ بین ائمتنا الاعلام من تلفظ بلفظ الکفر یکفرو کل من استحسنہ اورضی بہ یکفر اھ، خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہ طائفے سب کے سب (اسماعلیہ، نذیریہ، امیریہ، قاسمیہ، مرزاۂ، رشیدیہ ،اشرفعلیہ) مرتد ہیں باجماع امت اسلام سے خارج ہیں اور بیشک بزازیہ اور دررو غرر اور فتاوی خیریہ اور مجمع الانہر اور درمختار وغیرہا معتمد کتابوں میں ایسے کافروں کے حق میں فرمایا کہ جو ان کے کفر وعذاب میں شک کرے خود کافر اور شفا شریف میں فرمایا ہم اسے کافر کہتے ہیں جو ایسے کو کافر نہ کہے جس نے ملت اسلام کے سوا کسی اورملت کا اعتقاد کیا یا ان کے بارے میں توقف کرے یا شک لائے اور بحر الرائق وغیرہ میں فرمایا جو بددینوں کی بات کی تحسین کرے یا کہے کچھ معنی رکھتی ہے یا اس کلام کے کوئی صحیح معنی ہیں اگر اس کہنے والے کی وہ بات کفر تھی تو یہ جو اس کی تحسین کرتا ہے یہ بھی کافر ہوجائے گا اور امام ابن حجر نے کتاب الاعلام کی اس فصل میں جس میں وہ باتیں گنائی ہیں جن کے کفر ہونے پر ہمارے ائمۂ اعلام کا اتفاق ہے فرمایا جو کفر کی بات کہے وہ کافر ہے اور جو اس بات کو اچھا بتائے یا اس پر راضی ہو وہ بھی کافر ہے، انتہیٰ تو موافق ارشاد وعلمائے مکہ ومدینہ ومطابق حکم معتمد المستند نذیر حسین دہلوی وامیر احمد سہسوانی وامیر حسن سہسوانی وقاسم نانوتوی ومرزا غلام احمد قادیانی ورشید احمد گنگوہی واشرفعلی تھانوی اورخلیل احمد انبیٹھوی سرسید علی گڑھی ان سب کے مقلدین متبعین وپیرکار اوران کے مدح خوں باتفاق علمائے اعلام کافر ہوئے اور جوان کو کافر نہ جانے ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی بلاشبہ کافر ہے چہ جائیکہ پیشوا وسردار جانیں ،(والعیاذ باللہ الکریم وھو یھدی من یشاء الی صراط مستقیم)ہم کو چونکہ اختصار منظور تھا لہذا ان گمراہوں گمراہ گروں کافروں کے وہ اقوال ملعونہ ومردودہ جن پر حکم لگایا گیا بالکل نقل نہیں کئے اور ان اقوال پر علمائے حرمین نے جس قدر احکام صادر کئے ہیں ان میں صرف دس پانچ تحریر ہوئے، جو صاحب ان فرق باطلہ کے اقوال عقوبت مآل اور ان پر احکام علمائے اہل کمال پر اطلاع چاہیں وہ فتاوی الحرمین وحسام الحرمین مطالعہ فرمائیں۔ (فتاوی رضویہ ، جلد ششم ، صفحہ ۱۰۳، ۱۰۶)

آخر میں خلاصہ کلام کے طور پر سیدی اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ ہی کا ایک اور فتویٰ مبارک ملاحظہ فرمائیں:۔۔۔۔

’’جب کوئی گمراہ بددین رافضی ہو یا مرزائی وہابی ہو یا دیوبندی وغیرہم خذلہم اللہ تعالیٰ اجمعین مسلمانوں کو بہکائے فتنہ وفساد پیدا کریں تو اس کا دفع اور قلوب مسلمین سے شبہات شیاطین کا رفع فرض اعظم ہے جو اس سے روکتا ہے ’یصدون عن سبیل اللہ یبغونھا عوجاء‘ میں داخل ہے کہ اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اس میں کجی چاہتے ہیں اور خلافت کمیٹی (جس میں تمام بدمذہب شامل تھے۔۱۱) کا حیلہ اللہ کے فرض کو باطل نہیں کرتا نہ شیطان کے مکر کو دفع کرنے سے روکنا شیطان کے سوا کسی مسلمان کا کام ہوسکتا ہے جو ایسا کہتے ہیں اللہ عزوجل اور شریعت مطہرہ پر افترا کرتے ہیں مستحق عذاب ناروغضب جبار ہوتے ہیں اور ہندو سے ودادواتحاد منایا ادھر روافض ومرزائیہ وغیرہم ملاعنہ کے سد فتنہ ناجائز ٹھہرایا غرض یہ ہے کہ ہر طرف سے ہر طرح سے اسلام کو بے چھری حلال کردیں اور خود مسلمان بلکہ لیڈر بنے رہیں ’واللہ لایھدی القوم الظلمین‘ مسلمانوں پر فرض ہے کہ ایسے گمراہوں گمراہ گروں بے دینوں کی بات پر کان نہ رکھیں ان پر فرض ہے کہ روافض ومرزائی اور خود ان بے دینوں یا جس کا فتنہ اٹھتا دیکھیں سد باب کریں وعظ علما کی ضرورت ہو تووعظ کہلوائیں اشاعت رسائل کی حاجت ہوتو اشاعت کرائیں حسب اطاعت اس فرض عظیم میں روپیہ صرف کرنا مسلمانوں پر فرض ہے حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔ ’اماطھرت العتق اوقال البدی فلیظھر العالم علمہ ومن لم یفعل ذلک فعلیہ لعنۃ اللہ والملئکۃ والناس اجمعین لایقبل اللہ منہ صرفا ولاعدلا‘ جب ظاہر ہوں فتنے یا فساد یا بد مذہبیاں اور عالم اپنا علم اس وقت ظاہر نہ کرے تو اس پر اللہ اور فرشتوں اور آدمیوں سب کی لعنت ہے اللہ نہ اس کا فرض قبول کرے نہ نفل جب بدمذہبوں کے دفع نہ کرنے والے پر یہ لعنتیاں ہیں تو جو خبیث ان کے دفع کرنے سے روکے اس پر کس قدر اشد غضب ولعنت اکبر ہوگی۔ ’وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون‘ واللہ تعالیٰ اعلم۔‘ (فتاویٰ رضویہ ، جلد ، نہم)

محبوبانِ خدا کا ذکر کیا ذکر خدا نہیں ؟

از : مولانا فیض رضا ہلالی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

قارئین حضرات ! آپ کو بخوبی معلوم ہو گا کہ ایک دور وہ تھا کہ مولانا تطہیر احمد صاحب دھونروی، ردّ وہابیہ بڑے شدومد کے ساتھ کرتے تھے اس میں سخت لب ولہجہ میں کہ لوگ اپنی انگلیاں کاٹتے تھے اور جب لہرا لہرا کر نعت ومنقبت سنا یا کرتے تھے تو میں جھوم جھوم جاتا تھا اور جب انبیاء کرام اور اولیاء عظام کے فضائل ومناقب سنا نے پر آجاتے تھے تو مجمع عش عش کر اٹھتا تھا مگر پتہ نہیں اچانک کس کی نظر بد لگ گئی کہ اب وہ اس بات پر آگئے ہیں کہ ”محبوبان خدا کا ذکر کم ہونا چاہیئے کہ اس سے ذکر خدا مٹنے لگا ہے“ (العیاذ باللہ) لہٰذا اب ان کی تقریروں اور تحریروں میں وہ بات نہیں بلکہ اہل سنت کی ہتک ہے اس لئے وہابی ان سے بہت خوش ہیں۔ان کی کیسٹیں مسجدوں میں لگاتے اور خود سب سنتے ہیں اور سنیوں کو سب سناتے پھرتے ہیں اور پھر خوب چڑاتے ہیں کہ دیکھو یہ تمہاری ہی تو مولانا ہے۔ ناچارہ سنیوں کو شرمندہ ہونا پڑتا ہے اور وہابی خوب خوب کھلّی اڑاتے ہیں۔ اس کا نام انہوں اصلاح رکھدیا کہ وہ خود بھی سنی علماء عوام کی کھلی اڑائیں اور دوسروں کو بھی موقع دیں۔ اصلاح کا یہ انداز کسی بھی عالم اہل سنت کا نہیں ۔یہ اپنی ڈیڑھ اینٹ کی الگ ہی چنے ہوئے ہیں۔ یہ اصلاح کے کام پر کس حد تک پہنچ گئے ہیں عموماً لوگوں کو اس کا اندازہ نہیں۔ مولائے کریم جزائے خیر عطافرمائے ۔

مفتی عبدالرحمٰن صاحب قادری کو کہ انہوں نے (متاہات تطہیر) پر حق کشا مضمون تحریر فرما کر لوگوں کی آنکھیں کھولنے کاکام کیا ورنہ اس حد تک ان کے گمراہ کن خیالات سے نا آشنا تھے لوگ تو انہیں دین اور قوم کا سچا ہمدرد اور بہی خواہ سمجھتے تھے اور ان کے ظاہری تقویٰ سے متاَ ثر بلکہ خوش تھے اور ان کی زبان کی تیزی کو قوم کی بداعمالیوں پر ایک عالم و مصلح کا درد تصور کر کے نظر انداز کر دیتے تھی۔ انہیں صحیح طور پر معلوم ہی نہ ہو سکا کہ قوم کی بداعمالیوں پر آنسو بہانے والے اور انہیں حد سے نہ بڑھنے کا سبق دینے والے مصلح قوم وملت خود ہی حد سے بڑھ گئے ہیں۔یہاں تک کہ وہابیوں جیسی بولی بولنے لگے ہیں ۔ ان کی بعض کتابوں کے مطالعہ کرنے سے یہی کچھ معلوم ہوا۔ ملاحظہ کریں ،آنجناب فرماتے ہیں:

(۱) ”آج کل کی بہت سارے محفلوں ، مجلسوں ،خانقاہی جلسوں میں، میں نے دیکھا کہ اگر کوئی اللہ کا نام لے ، اس کا ذکر کرے ، اس کی قدرتیں، حکمتیں شمار کرائے ، اس کی حمد وستائش بیان کرے، شان الوہیت میں وارد آیات قرآنیہ کی تلاوت کر کے اس کے ذکر و شکر ، اس کی تہلیل وتحمید، تکبیر وتسبیح کرے ، اس کے محبوب مصطفٰے جان رحمت (صلی اللہ علیہ وسلم)کی شان بیان کرے، ان کی نعت پڑھے تو خاموش تماشائی سے بنے بیٹھے دکھائی دیتے ہیں، انہیں اس سے سری نہیں ہوتی اور لگتا ہے کہ انہیں اس میں کوئی لذت اور دلچسپی نہیں اور جب خود ان کا یا ان کے بزرگوں ، پیروں کا ذکر ہوتا ہے ،ان کی کرامات بیان کی جاتی ہیں ،ان کے نعرے لگتے ہیں تو اچھلتے کودتے اور خوب واہ واہ کرتے اور داد وتحسین سے نوازتے ہیں۔ انہیں اور ان کا یہ حال دکھ کر مجھ کو قرآن کریم کی یہ آیت یاد آتی ہے :

”وَاِذَا ذُکِرَاللّٰہُ وَحدَہ اشمَأَزَّت قُلُوبُ الَّذِینَ لَا یُؤمِنُونَ بِالاٰخِرَۃِ وَاِذَا ذُکِرَالَّذِینَ مِن دُونِہٖ اِذَا ھُم یَستَبشِرُونَ“(ترجمہ)اور جب ایک اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو دل سمٹ جاتے ہیں ، ان کے جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے اور جب اس کے سوا اوروں کا ذکر ہوتا ہے جبھی وہ خوشیاں مناتے ہیں۔(پارہ ۲۴رکوع ۲)

قرآن کی اس آیت کا ترجمہ میں نے امام احمد رضا کے ترجمۂ قرآن ”کنزالایمان “سے ہی نقل کیا ہے “(ذکر خدا اور امام احمد رضا صفحہ ۴۵،۴۶مطبوعہ ۱۴۳۱ھ)

تفاسیر گواہ ہیں بلکہ خود اسی آیت کریمہ یعنی ”لا

یُؤمِنُونَ بِالاٰخِرَۃِ" سے ظاہر ہے کہ جن کے دل ،اللہ وحدہ لاشریک کے ذکر سے سمٹ جاتے ہیں، تنگ ہو جاتے ہیں اور اس کی توحید سے نفرت کرنے لگتے ہیں وہ کفار ومشرکین ہیں بالخصوص ، ابو جہل ، ولید بن عتبہ، صفوان اور ابی بن حلف ہیں اور "مِن دُونِ اللہ" سے مراد ان کے بت (لات وعزیٰ) ہیں مگر ڈر نہیں لگا آنجناب کو کہ انہوں نے آیت کریمہ میں ذکر خدا سے تنگ دل ہونے والوں سے مراد مسلمانوں کو لیا اور "مِن دُونِ اللہ" سے مراد بزرگان دین کو کو لیا۔

غضب ہے غضب ! یہ تو وہابیوں کی بولی ہے ، انہوں نے بھی تو وہ آیات کریمہ جو کافروں اور بتوں کے تعلق سے ہیں انہیں مسلمانوں اور بزرگان دین پر چسپاں کیا ہے دیکھئے وہابیوں کی کتاب "تقویۃ الایمان" کا صفحہ نمبر ۶،۷وغیرہ اور اس طرح اس بے دین،امام الوہابیہ نے معانی قرآن میں تحریف کر کے نہ جانے کیتنوں کو گمراہ کیا۔ ایسوں ہی کے بارے میں یہ حدیث شریف آتی ہے :

متن حدیث: "**کان ابن عمر یراھم شوار خلق اللہ وقال انھم انطلقوا الی اٰیات نزلت فی الکفار فجعلوھا علی المسلمین**"(بخاری شریف ج۹ص۱۶باب قتل الخوار ج)

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان لوگوں (خارجیوں)کو بدترین خلق سمجھتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ جو آیتیں ، کافروں کے حق میں اتریں یہ ان آیتوں کو مسلمانوں پر چسپاں کرنے لگے ۔

اب ایسوں کا حکم سب سن لیں :حدیث : "**من قال فی القرآن برائہ فلیتبوأ مقعدہ من النار**"(مرعاۃ المفاتیح حدیث نمبر ۲۳۶)ترجمہ : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو قرآن پاک میں اپنی رائے سے معنٰی بیان کرے ،اسے چاہئے کہ وہ اپنا ٹھکا نا جہنم میں بنالے۔

آنجناب کو معلوم تھا کہ آیت کا وہ لطف نہیں جو میں نے بیان کیا ہے اس لئے بطور تنبیہہ لکھ دیا کہ یہ ترجمہ میں نے "کنزالایمان" سے ہی نقل کیا ہے۔ خزائن العرفان بھی دیکھ لیتے تو غلط فہمی نہیں ہوتی مگر جان بوجھ کر کوئی غلطی کرے تو اس کا کیا علاج ۔

(۲) وہابیہ ، خاصان خدا اور ان کے فضائل ومناقب اور معجزات وکرامت کا تذکرہ سن کر تنگ دل ہوتے ہیں اور ان کا ذکر حیلے بہانے کر کے روکتے ہیں اور عوام کو یہ کہہ کر گمراہ کرتے ہیں کہ یہ بریلوی لوگ ، رب کا ذکر نہیں کرتے ، اور سب کام کرتے ہیں۔ کرتے بھی ہیں توبس یوں ہی برائے نام۔وہابیوں کا یہ اعتراض کتنا باوزن ہے یہ تو آگے معلوم ہو گا مگر اسے مولانا دھونروی صاحب نے قبول کرلیا ہے وہ بھی انہیں کی ہاں میں ہاں ملانے لگے ہیں۔ ان کی کتب سے کچھ عبارتیں بیان کرتا ہوں ملاحظہ کریں:

(ا) "اللہ ورسول کا ذکر کم ہورہا ہے اور اپنے اپنے بزرگوں ، پیروں ، ولیوں کا ذکر جتنا ہونا چاہیئے اس سے کچھ زیادہ ہونے لگا ہے کچھ لوگ تو جہاں بیٹھیں گے نہ اللہ کا نام لیں گے نہ اس کے رسول کا نہ کوئی دین کی بات کریں گے بس کسی بزرگ کی کرامت سنانا شروع کر دیں گے حالانکہ سچی کرامات کا ذکر کرنا اچھی بات ہے لیکن عام طور سے پبلک پلیس پر عادتاً چلتے پھرتے ہر وقت خاص طور سے اسٹیجوں وغیر سے زیادہ ذکر، اللہ تعالیٰ کا ہونا چاہیئے اور اس کے نبی پر درود پڑھنے کا خراج بنانا چاہیئے"۔(بارہویں شریف جلسے اور جلوس ص۶۷)

(۲) "لوگ اپنے اپنے بزرگوں ، پیروں اور مشائخ کا ذکر حد سے زیادہ کرنے لگے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اس کی عبادت کی طرف سے دھیرے دھیرے ہٹتے اور اس سے دور ہوتے جارہے ہیں مقررین اور شاعروں میں بھی آج کل ایک بڑی تعداد ان لوگوں کی ہے جنہیں سوائے بزرگوں پیروں کی کرامتوں کے مذہب اسلام کی اور کوئی بات یاد نہیں رہ گئی ہے ۔میرا مشورہ ہے کہ عام طور سے پبلک پلیس پر عادتاً چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے زیادہ ذکر، اللہ تعالیٰ کا ہونا چاہیئے اور اس کے محبوب پردرود شریف پڑھنا چاہیئے" (امام اور مقتدی صفحہ ۴۳)

(۳)"بزرگوں کا ذکر بھی کیا جائے۔یہ لطف نہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر چھوڑ دیا جائے ار کیا بھی جائے تو بس ایک رسم ادا کی جائے ...اگر بزرگوں کا ذکر اس حد کو پہنچ جائے کہ اس کے ذریعہ ذکر خدا مٹنے لگے ....تو یہ خالص بدعت سیئہ ہے "(ذکر خدا اور امام احمد رضا صفحہ ۴۷)

آنجناب پیر ولیوں کے ذکر سے کافی دکھی ہیں اور اسے مٹانے کے لئے یہ بہانا بتا رہے ہیں کہ اس کے ذریعہ

ذکر خدا مٹنے لگا ہے۔ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم
آخر ذکر اولیاء کس طرح کیا جائے کیونکہ جہاں بھی کوئی زبان کھولے گا آنجناب حد سے بڑھنے کا الزام لگا دیں گے۔

(۴)"پیروں بزرگوں کا ذکر ایک دائرے میں محدود طریقے سے ہونا چاہیئے مسلمان کو چاہیئے کہ ہر وقت زیادہ سے زیادہ اللہ کا ذکر کرے ......اور مخصوص اوقات میں محدود طریقے پر بزرگوں کا ذکر کیا جائے ، انہیں یاد رکھا جائے "(امام اور مقتدی ص۴۳،۴۴)

اس کی حد اور وقت کیا ہے یہ بات تو پوشیدہ ہی رہی ۔شاید اس کی حد اورخاص وقت یہ ہے کہ جس وقت جناب نہ ہوں اس وقت کیا جائے ورنہ وہ مخصوص دائرے اور محدود طریقے سے نکل جائے گا اور ان کی نگاہ غضب سے نہیں بچ پائے گا۔قرآن وحدیث اور طریقہ سلف کے خلاف بولنے والوں کا یہی حشر ہوتا ہے کہ ان کی زبان سے کوئی قاعدے کی بات نہیں نکلتی بلکہ جو منہ میں آتا کہہ دیا یہ انہیں کا کام ہے جوطریقہ سلف کو اہمیت نہیں دیتے ۔

(۳) قارئین حضرات ! آنجناب بزرگوں اور ان کے نیاز مندوں، مزارات اور ان کے زائرین ، خانقاہوں اور ان کے حاضرین سے کس قدر نالاں ہیں اس کا اندازہ ان عبارتوں سے لگایا جاسکتا ہے :

(۱)"میں دیکھ رہا ہوں کہ جب سے مزارات کو چھونے ، چومنے اور سجدے کرنے کا رواج بڑھاہے تب سے وہاں حاضری دینے والوں میں غیر مسلموں کی تعداد بڑھتی جارہی ہے کیونکہ آج کل خانقاہوں اور درگاہوں میں انہیں بظاہروہ دیکھنے کو مل رہا ہے جو کچھ ان کے پوجا سکھوں ،مندروں اور گردواروں میں ہوتا ہے۔"(ذکر خدا اور امام احمد رضا صفحہ ۹۴)

شاید آنجناب نے قسم کھا رکھی ہے کہ اس تعلق سے کوئی بات ڈھنگ سے نہیں کہنا ہے۔

قارئین حضرات !یہاں تو آنجناب نے غیر مسلموں کو مسلمانوں سے اور مندروں کو درگاہوں سے ملادیا ہے اور اگلے صفحہ پر خود مسلمانوں کو غیر مسلموں اور درگاہوں کو مندروں سے ملا دیا ہے ۔استغفر اللہ ۔ملاحظہ کریں :

(۲)"اور یہ بھی دور نہیں کہ درگاہیں ، مندروں اور گردواروں کی شکل اختیار کرلیں ....آج کل کافی خانقاہ پیرومرید اور پیر پرستی میں حد سے آگے بڑھے ہوئے ہیں اور پیروں کی عقیدت میں خدا ورسول کو بھول جانے والے ، مشرکوں ، غیر مسلموں بُت پرستوں سے میل کھاتے جارہے ہیں اور ان کی شکل وصورت اور طور طریقے، رسوم ورواج اپنائے چلے جارہے ہیں ۔

حدیث پاک میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"**لاتقوم السّاعة حتّىٰ تَلحقُ قبائل من امتی بالمشرکین وحتی تعبد قبائل من امتی الاوثان**"قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ میری امت کے کچھ گھرانے مشرکوں سے میل نہ کھاجائیں اور میری امت کے کچھ گھرانے بت پرستی نہ کرنے لگیں (مشکوٰۃ ،کتاب الفتن ، فصل ۲ص۴۶۵)(ذکر خدا اور امام احمد رضا ۹۵)

یہ ابو داؤد شریف کی حدیث ہے جو جناب نے بحوالہ مشکوٰۃ شریف پیش کی ہے ۔ اس پر گفتگو آگے آرہی ہے۔

"دور نہیں" کا اندیشہ یہاں آپ تو پہلے ہی فرما چکے ہیں:

(۳)"اللہ تعالیٰ کے ذکر پر دلوں کا سمٹ جانا۔ اس کے علاوہ اوروں کے ذکر پر خوشیاں منانا اُچھلنا کودنا، قرآن میں ان لوگوں کی پہچان بتائی گئی (ہے) کہ جن کا آخرت پر ایمان نہ ہو۔ تجربہ بھی ایسا ہی ہوا یہ حال میں نے انہیں لوگوں کا دیکھا ہے کہ جن کو آخرت ، قیامت ، دوزخ وجنت سے کوئی سروکار نہیں۔ پیری مریدی کو گروہ بندی دنیا داری اور ایک دھندہ بنا رکھا ہے......جو خداورسول کا ذکر کرانے چلے تھے وہ خود اپنی ہی منقبتیں اور تعریفیں سننے میں لگ گئے جو یاد الٰہی اور ذکر مصطفٰے کی لذت حاصل کرنے نکلے تھے وہ پیروں میں الجھ کر رہ گئے .....دیندار تو نہ رہے لیکن دین کے ٹھیکدار بہت ہو گئے ۔ خداوالے تو چلے گئے خدا کو بھلا کر اپنی پرستش اور پوجا پاٹ میں لگانے والے کیڑے مکوڑوں کی طرح جگہ جگہ پھیل گئے "(ذکر خدا اور امام احمد رضا صفحہ ۴۶،۴۷)

اس پر مفتی عبد الرحمٰن قادری صاحب نے معقول تبصرہ کردیا ہے یہاں میں اتنا کہوں گا کہ ایں وآں سب کو مشرک بتانے والے اور درگاہوں کا کافروں کے پوجا اور سکھوں سے مواز نہ کرنے والے اور مسلمانوں پر خدا کو بھلانے ......اور عقیدہ توحید الٰہی سے غافل ہونے کا (جیسا کہ آگے آرہا ہے)الزام لگانے والے مولانا صاحب یہ کیوں بھول گئے کہ جو تم بول رہے ہو اسی طرح کی بولی ، امام الوہابیہ بول چکا ہے ۔ مولانا سید نعیم الدین علیہ الرحمہ کی ''اطیب البیان'' کے حوالے سے حاضر کرتا ہوں:

''شرک لوگوں میں بہت پھیل رہا ہے اور اصل توحید نایاب لیکن اکثر لوگ شرک وتوحید کے معنیٰ نہیں سمجھتے اور ایمان کا دعویٰ رکھتے ہیں حالانکہ شرک میں گرفتار ہیں''(تقویۃ الایمان ۵)

مولوی اسماعیل صاحب نے شرک کو عام بھی کیا ، توحید کو نایاب بھی اور یہ بھی کہا کہ ایمان کا دعویٰ رکھنے والے ۔معاذ اللہ ۔شرک میں گرفتار ہیں۔(اطیب البیان رد تقویت الایمان ص۷)

اور سنئے ! یہ حدیث (لاتقوم الساعۃ الخ)جس کو دلیل بنا کر آپ نے مسلمانوں کو مشرک بنانے کا کارنامہ انجام دیا ہے اسی کو دلیل بنا کر مولوی اسماعیل دہلوی بھی ''تقویۃ الایمان'' میں مسلمانوں کو مشرک بنانے اور قبروں ، چلوں اور تعزیوں کو بُت بتانے کاکارنامہ انجام دے چکے ہیں۔ میں پوچھتا ہوں یہ اتفاقی بات ہے یا جان بوجھ کر آپ نے وہابیوں کی سڑی ہوئی بولی ، بولی ہے ؟ یا پھر یہ ماننا پڑے گا کہ آپ نے تقویۃ الایمان کا خالی الذہن ہو کر گہرائی سے مطالعہ کیا ہے طبیعت اخّاذ ہے اس کے طرز کو اپنا چکی ہے اور بہر صورت آپ مسلمانوں کو مشرک بنانے کے الزام سے بچ نہیں پا رہے ہیں خدارا خود پر اور سارے مسلمانوں پر رحم کھاؤ اور جلداز جلد اپنی غلطیوں کے تلافی کرلو کہ اسی میں دنیا وآخرت کی بھلائی ہے۔

نوٹ:۔ یہاں یہ بات بھی واضح کردی جائے تاکہ عوام دھوکے میں نہ پڑیں کیونکہ کوئی کہہ سکتا ہے کہ مولانا نے کہاں یہ کہا ہے کہ پیرولیوں کا ذکر نہیں ہونا چاہیئے انہوں نے تو کہا ہے کہ ہونا چاہیئے مگر کم ہونا چاہیئے اور زیادہ سے زیادہ اللہ رب العزت کا ذکر ہونا چاہیئے ۔ میں کہتا ہوں اس کم میں ہی تو راز ہے جو ان کے ذکر کو ختم کرنے کی طرف اشارہ کررہا ہے اور یہ راز بھی آنجناب نے وہابیوں سے ہی سیکھا ہے ملاحظہ کیجئے ''تقویۃ الایمان کا حوالہ، اطیب البیان '' کے حوالے کے ساتھ :

''حضور (صلی اللہ علیہ وسلم)کا مرتبہ گھٹاتے گھٹاتے بھائی کے درجے میں رکھا اب اس سے بھی آگے بڑھتا ہے اور لکھتا ہے ''جو بشر کی سی تعریف ہے ،سوہی کرو،سو اس میں بھی اختصار ہی کرو''(تقویۃ الایمان ص۱۷)

اس عناد کو دیکھئے کم کرتے کرتے بشر کی سی تعریف رکھی وہ بھی گوارا نہ ہوئی تو کہتا ہے اس میں بھی اختصار ہی کرو مطلب یہ ہے کہ تعریف بالکل نہ ہو''(اطیب البیان ص۲۴۸)

یہی مطلب آنجناب کے (کم اور محدود دائرے) کا ہے اور اس کی تصدیق خود انہیں کے قول سے ہوتی ہے ۔ لکھتے ہیں :

''کچھ لوگ کہتے ہیں کہ بزرگوں کا ذکر بھی اللہ ہی کا ذکر ہے تو یہ بات حق ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ صرف بزرگوں کا ذکر ہوتا رہے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کیا جائے ''(ذکر خدا اور امام احمد رضا صفحہ ۴۸،۴۹)

دیکھئے وہابیوں کی طرح کیسی ڈنڈی مار رہے ہیں۔یہ بھی فرمارہے ہیں کہ بزرگان دین کا ذکر اللہ ہی کا ذکر ہے اور یہ حق بات ہے مگر پھر پلٹ کر وہیں آگئے کہ صرف بزرگوں کا ذکر کیا جارہا ہے اور اللہ بزرگ وبرتر کا نہیں۔ اس کا صریح مطلب یہ ہے کہ ان کے نزدیک بزرگوں کا ذکر اللہ کا ذکر نہیں۔

اسی لئے اس سے روک رہے ہیں بلکہ در پردہ ذکر خدا سے روک رہے ہیں ۔ محبوبان خدا کے تذکرے میں یہی تو کہا جاتا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ یہ مرتبہ عطا فرمایا ،یا یوں کہا جاتا ہے کہ انہیں اللہ کی عطا سے یہ یہ مرتبہ ملا۔ پھر ان کا ذکر کم کرنے کا کیا مطلب ہے ؟ ورعجباہ !

نوٹ :۔ حدیث (لا تقوم الساعۃ الخ)کا وہ مطلب نہیں جو آنجناب نے مولوی اسماعیل دہلوی کی زبان میں بیان کیا ہے بلکہ اس حدیث پاک میں ''اوثان''سے بطور حقیقت

بُت مراد ہیں اور ''مشرکین سے مل جانے''کا مطلب یہ ہے جیسا کہ سرکار کے وصال شریف کے بعد خلافت صدیقی میں واقع ہوا کہ بعض قبائل مُرتد ہو کر مشرکین سے مل گئے۔ دیکھئے مرکلاۃ

(۴) یہاں اس بات کی وضاحت بھی بہت ضروری ہے کہ مولینا موصوف صرف بزرگوں کے ذکر کے خلاف نہیں بلکہ تمام مقربان الٰہی کے ذکر کے خلاف ہیں خواہ وہ انبیاء کرام ہوں یا اولیاء کرام اور وہابیوں کی طرح توحید الٰہی اور ذکر خدا کی آڑلے کر، مقربان الٰہی کے ذکر کو ختم کرانا چاہتے ہیں اور وہ اسے (کم کرنے اور محدود رکھنے)کا نام دیتے ہیں اور اس طرح وہ اپنی دبی زبان میں یہ کہنا چاہتے ہیں کہ حضرات انبیاء واولیاء کا ذکر بالکل نہیں ہونا چاہئے کہ کہیں مسلمان ذکر خدا سے اور عقیدہ توحید الٰہی سے دور نہ ہو جائیں۔ اس سلسلے میں ان کی صریح عبارتیں ملاحظہ کریں:

(۱)''موجودہ دور میں عوام کے حامدت کے پیش نظر میری نظر میں تقریرو بیان کا ایک حصہ عقیدہ توحید اللہ رب العزت کی ذات وصفات اس کی حمد وستائش ، اس کی قدرتوں حکمتوں کے ذکر میں ہونا ضروری ہے اور وہاں اللہ کا ذکر تو اللہ کا ذکر ہے (صفحہ ۷۶)مخلوق کی تعریف توصیف میں خود لگے رہنے والے اور دوسروں کو لگائے رکھنے والے خالق کی طرف سے غافل ہی لگتے ہیں اور دوسروں کو بھی کر سکتے ہیں۔''(ذکر خدااور امام احمد رضا صفحہ ۷۷)

یہ جناب کی عادت ہے کہ صحیح بات کے ساتھ غلط بات ضرور لاتے ہیں بلکہ صحیح کو بھی غلط انداز میں بیان کرتے ہیں۔

(۲)''آج کل کچھ ہمارے (واعظین)صرف انبیاء واولیاء کے فضائل ومناقب بیان کرتے ہیں لیکن توحید الٰہی اور ذکر خدا کی باتیں نہیں کرتے ....اور کہتے ہیں وہابیت بہت پھیل رہی ہے لہٰذا ان کا رد کرنے کے لئے ہم عظمت انبیاء اولیاء پر تقریریں کرتے ہیں تو یہ بات صحیح ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ عقیدہ توحید ، ایک اللہ پر جو ہر مسلمان کا ایمان ہے اس کی وضاحت وصراحت بھی خوب بار بار ہوتے رہنا چاہئے تاکہ اللہ کی یاد، ذکر خدا کی لذت سے لوگ غافل نہ ہو جائیں''۔(بارہویں شریف جلسے اور جلوس صفحہ ۹۳،۹۴)

عجیب عادت ہے کہ کسی بات کو صحیح بھی کہتے جائیں گے اور پوری طرح مانیں گے بھی نہیں ۔

(۳)''اگر کوئی فرقہ اللہ والوں کے نام سے چڑتا اور اس سے روکتا ہے اور اللہ کا نام لیتاہے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہم اس کی چڑ میں ، اللہ کا نام لینا، اس کی عبادت کرنا ، اس سے مدد اور دعا مانگنا چھوڑ بیٹھیں اور صرف بزرگوں کو پکارتے یا ان کا نام لیتے رہیں ''۔(ذکر خدا اور امام احمد رضا صفحہ ۴۸)

لیجئے ! یہ ایک اور نئی تحقیق سامنے آئی ۔ جناب کا مطلب یہ ہے کہ سنی حضرات جو ذکر خدا سے دور ہیں ، یہ وہابیوں سے چڑ کی وجہ ہے ۔اللہ اکبر ! زبان ہے کہ طوفان ، الزام پہ الزام لگائے جارہی ہے ۔

(۵) قارئین حضرات ! آپ نے پیش کردہ عبارتوں سے جان لیا ہوگا کہ مولانا تطہیر احمد صاحب کا بنیادی نقطہ یہ ہے کہ آج کل جلسوں وغیرہ میں ... مخلوق یعنی پیرولیوں اور نبیوں اور ان کے مناقب وفضائل اور کرامت ومعجزات کا ذکر زیادہ ہو رہا ہے اور ذکر خدا کم بلکہ بطور رسم برائے نام ہو رہا ہے ۔اس لئے وہ ایسی تمام مجالس اور جگہوں سے خوش نہیں اور ان کی تحریرات سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ وہ محبوبان خدا کے ذکر کو ذکر خدا سے جدا مانتے ہیں ورنہ کم اور زیادہ کا بار بار مسئلہ نہ اٹھاتے اور یہ نہ کہتے کہ خاصان خدا کا ذکر کم اور محدود دائرے میں ہونا چاہئے کہ اتنی غلط بات ہے کہ وہابیوں کے سوا کسی اور کی زبان سے نہیں سنی گئی اور نہ ہی قرآن وحدیث میں کہیں ایسا آیا ہے ۔

ہاں تو یہ جناب ایسی تمام مجالس سے کس قدر ناراض ہیں اس سلسلے میں بھی کچھ عبارات حاضر کرتا ہوں :

(۱) ''آج کل کے اکثر جلسے پوری دنیاداری بلکہ دوکانداری بن گئے ہیں لہٰذا میرا مشورہ تویہی ہے کہ صرف امام ہی نہیں بلکہ کسی بھی دیندار ، بھلے آدمی کو ان کے چکر میں نہیں پڑنا چاہئے بس نماز پڑھئے ،برائیوں سے بچئے''۔(امام اور مقتدی صفحہ ۴۸)

بلکہ ایسے تمام امور خیر کو بند کرانا چاہتے اس کی ایک وجہ تو وہی ہے کہ ان میں خاصان خدا کا ذکر زیادہ ہو رہا ہے جبکہ کم ہونا چاہیے او محدود دائرے میں ہونا

چاہیے۔دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ امور کوئی فرض وواجب یا سنت نہیں کوئی نہ کرے تو گنہگار نہ ہو گا ،صرف اور صرف مستحب ہیں اور تیسری وجہ یہ کہ ان میں ہر طرح کی خرابیاں پیدا ہوگئی ہیں ۔وہ لکھتے ہیں :

(۲)" خلاصہ یہ کہ آج کل جلسوں کا جو ماحول بنتا جارہاہے ، ان میں ہر طرف سے کئی قسم کی خامیاں ، خرابیاں پائی جاتی ہیں ۔ ان کے سدھار اور اصلاح کی ضرورت ہے اور یہ نہ ہو سکے تو بھلے دینداروں کو ان سے دور رہنے کی ضرورت ہے بس نماز پڑھئے اپنا کام کیجئے اور برائیوں سے بچئے زیادہ ہاتھ پاؤں مت پھیلایئے آدمی خود کو سنبھال لے یہ بھی بڑا کام ہے "۔(امام او مقتدی ص۴۹،۵۰)

(۳) "خلاصہ یہ ہے کہ جلسہ ایک اچھی چیز ہے ....لیکن ان میں بھی اب بہت ساری خرابیاں اور کمیاں پیدا ہو تی جارہی ہیں ان کو دور کرنے کی ضرورت ہے....اگر جلسے بے مقصد ہو جائیں ، خالص دنیاداری بن کر رہ جائیں تو ایسے جلسے نہ کئے جائیں ۔ دین وسنیت کی اشاعت وتبلیغ کے لئے اور طریقے اختیار کئے جائیں "۔(جلسے اور جلوس ص۷۶)

مگر جناب آپ کی نظر غضب سے وہ بھی نہیں بچ پائیں گے ان میں بھی بہت ساری خامیاں اورغلطیاں پیدا ہو جائیں گی ۔

(۴)اور تو اور یہ جناب آج کل کے جلسوں کو مجلس ذکر ووعظ ماننے کو تیار نہیں ، لکھتے ہیں :

"آج کل کے اکثر جلسوں کا حال یہ ہے کہ انہیں جلسہ یا ذکر ووعظ ، تبلیغ واصلاح کی محفل کہنا ہی غلط ہے بلکہ وہ مشاعرے ہیں" ۔(بارہویں شریف جلسے اور جلوس ۷۷)

چونکہ شعراء کرام عموماً نعت ومنقبت خوانی کرتے ہیں شاید اسی لئے مولانا ایسی مجالس کو محفل ذکر و وعظ ماننے کو تیار نہیں ۔ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

ذکر خدا کا مطلب اور اس کے مدخولات

آیئے اب اس چیز کا پتہ لگائیں کہ ذکر خدا کا مطلب کیا ہے ؟آیاکہ مروّجہ جیسے ، مجلس وعظ ہیں کہ نہیں؟ مجلس وعظ ، مجلس ذکر خدا ہے کہ نہیں ؟ نیز اللہ والوں کا ذکر ، ذکر خدا ہے کہ نہیں ؟ اگر کوئی دنیوی غرض سے ، ان میں شامل ہو تو کیا ان جلسوں کی خوبی ختم ہو جائے گی اور یہ بدعت سیئہ میں داخل ہو جائیں گے ؟ جیسا کہ مولانا تطہیر احمد صاحب کا خیال ہے اور جس کی جگہ جگہ بھرمار ہے ۔ اس سلسلے میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے والد ماجد علامہ مفتی نقی علی خاں کی کتاب "اِذَاقَۃُالآثام" سے چند اقتباسات نقل کرتا ہوں اور وہی ٹیڑھوں کو سیدھا کرنے کے لئے کافی ہیں۔

اقتباسات نافعہ

(۱)" یہ مجلس (یعنی مجلس میلاد رسول)در حقیقت مجلس ذکر خدا ہے "(صفحہ ۱۲۷)

(۲)"کوئی مسلمان صحیح العقیدہ ان احوال شریفہ ومحامد جلیلہ کو کہ (یعنی جو)مَولِد(میلاد النبی)میں مذکور ہوتے ہیں اور جن کے بیان کرنے اور سننے کے لئے محفل کرتے ہیں ۔حضرت رسول کریم (علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم) کے فعل وفلق سے نہیں جانتا، بلکہ طریق (طریقہ)بیان بھی یہی ہوتا ہے کہ پروردگار عالم (جل وعلا)نے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح پیدا کیا ، اس جہاں اور اُس جہان میں یہ یہ مرتبہ "یا"اور یہ طریقۂ ذکر الٰہی اور اس کی بڑائی بیان کرنے کا قرآن مجید میں جابجا ملحوظ رہا (مثلاً :)

(الف)"**ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ**"وہی ہے جس نے بھیجا اپنا رسول ، ہدایت کے ساتھ۔

(ب)"**سبحٰن الذی اسریٰ الخ**"پاکی ہے اسے جو لے گیا اپنے بندے کو رات میں حرمت والی مسجد سے، پرلے کنارے کی مسجد تک"۔

(ج)"**تبارک الذی نزل الفرقان الخ**"برکت والا ہے وہ جس نے اتارا قرآن اپنے بندے پر کہ سارے جہان کو ڈر سنانے والا ہو"۔

"**الحمدللہ الذی انزل الکتاب علی عبدہ الخ**"سب خوبیاں اللہ کو جس نے قرآن اتار ا اپنے بندے پر اور اس میں کچھ کجی نہ رکھی ۔(صفحہ ۱۲۷،۱۲۸)

(۳) "مجلس مَولِد (یعنی میلاد النبی)خواہ کچھ اور نام رکھنے سے حقیقت مسمّٰی کی نہیں بدلتی ، نہ اس حسن وخوبی کو ، جس پر قرآن وحدیث ناطق ، یہ تسمیہ کچھ منافی ، نہ سُرُورِ ولادت کا ملحوظ ہونا اسے مجلس ذکر الٰہی سے خارج کرتا ہے کہ (کیونکہ) یہ طریق (طریقہ) بھی مقصود وسراذ سے خارج نہیں "(صفحہ ۱۲۸)

(۴) ”صاف اعتراف کیا کہ قرآن وحدیث پڑھنا، وعظ ونصیحت و کلمہ ودرود ، یہ سب ذکر (اللہ) میں داخل ہیں۔ حالانکہ افعالِ مذکورہ نفسِ ذکر الٰہی کے علاوہ ، مقاصد رکھتے ہیں“ (صفحہ ۱۲۹)

(۵) ” بلکہ اسی لئے علی تصریح فرماتے ہیں کہ ہر طاعت ذکر الٰہی ہے “(صفحہ ۱۲۹)

(۶) ” ہاں ذکر الٰہی کو تضمن خواہ استلزام ضرور ہے ......اور بعض اشخاص کا بعض اوقات اس تضمن واستلزام پرمتنبہ نہ ہونا ، جس طرح تلاوت قرآن وقرأت حدیث وسماع وعظ و سائر طاعات کے حسن میں مخل نہیں ہوتا ، یوں ہی حسن مَولِد میں حرج نہیں کرتا ۔ یہاں تک کہ بعض حاضرین کا اغراض دنیوی کے لئے مجالس ذکر میں شریک ہونا، مجلس کی خوبی کو زائل نہیں کر سکتا بلکہ وہ لوگ بھی ، گوکمال ثواب واعلیٰ ثمراتِ ذکر خدا ورسول سے بے نصیب ہیں ، برکات مجلس سے محروم مطلق نہیں رہتے ، رحمت کہ (جو) ذاکرین پر اترتی ہے انہیں بھی اپنے دامن کرم میں لے لیتی ہے “(صفحہ ۱۳۰)

(۷) ”ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مِن حَیثُ ھُوَرَسُولُ اللّٰہصلی اللہ علیہ وسلم، بلا ریب ذکر الٰہی کے حکم میں ہے اور جو مجلس کہ اس نظر سے ، اس کے لئے منعقد ہو ۔ ذکر خدا ہے ....(صفحہ ۱۳۰)

(۸) ”بالجملہ امور مُختَصّہ الوہیت وعبدیت کے سوا ہر معاملہ خاصان خدا، خصوصاً حضور والا سے اس حیثیت اور اس کے امثال کے ساتھ بشہادت قرآن وحدیث ، بعینہٖ جناب اَحدیت وحضرت عِزّت (عزّجلالہ) کے ساتھ ہوتا ہے۔ پروردگار عالم جابجا قرآن مجید میں اپنے معاملات ،حضور کی طرف اور حضور کے معاملے اپنی جانب نسبت فرماتا ہے “ (اس کے بعد اکیس آیات پیش کی ہیں اصل کتاب ملاحظہ فرمائیں)(صفحہ ۱۳۰،۱۳۱)

(۹) (آیات کے بعد لکھتے ہیں)” دیکھو ! حضرت رسالت ودیگر خاصان بارگاہ اَحدیت کے معاملات ،باری عزوجل نے کیونکہ بعینہٖ اپنے ٹھہرائے “ (صفحہ ۱۳۳)

(۱۰) ” جرم ، ذکر ولادت شریفہ کہ خدا کی رضا اور اس کی خوشنودی ہی کے لئے کرتے ہیں اور حضرت رسالت کی تعظیم وتوقیر واظہار عقیدت وصدق محبت اور نعتِ ولادت کی شکر گزاری (کہ سب مطلوب خدائے قدیر میں) ملحوظ رکھتے ہیں۔ قطعاً اس نظر سے بھی ذکر الٰہی (تقدس وتعالیٰ) ہے اور یہ مجلس بعینہٖ ، مجلس ذکر خدا ہے “ (صفحہ ۱۳۸)

(۱۱) ” تحفۃ الاخیار ترجمہ مشارق الانوار سے منقول ہوا کہ قرآن وحدیث پڑھنا ، لوگوں کو وعظ و نصیحت کرنا، درود وکلمہ پڑھنا ، یہ سب ذکر میں داخل ہے اور ایسی مجلس ان فضائل کو جو حدیث مسلم (لایقعدقومیذکرون اللہ الاحفّتھم الملائکۃ)وغیرہا میں مذکور ، مشتمل اور خدا کا نام پاک تو ہزاروں بار ، اس مجلس میں لیا جاتا ہے تو اس کے مجلس ذکر الٰہی ہونے میں تردّد وتأمل کیا ہے “(صفحہ ۱۳۸،۱۳۹)

(۱۲) ” عنقریب آتا ہے کہ شکرپر اطلاق ذکر ، صحیح ہے اور مجلس شکر الٰہی کی ہے بمقابلہ نعمت ولادت باسعادت ، اس نظر سے بھی اسے مجلس ذکرر الٰہی کہنا بجا ہے “ (صفحہ ۱۳۹)

(۱۳) ” ذکر کے طُرُق (طریقے) محدود و متعین نہیں بلکہ اس کی کثرت مطلوب ہے ”واذکرواللہ کثیراً“(اور اللہ کا خوب ذکر کرو) اور ایک طریقہ اس کے طریقوں میں سے یہ ہے کہ ذکر ، فضائل ومحامد خاصانِ خدا کے ضمن میں ہو۔ خود پروردگار عالم نے اپنی مدح وذکر کو قرآن میں بھی ذکر ومدحت حضور کا متضمن کیا جس کا بیان (آیت کریمہ)”ھوالذی ارسل رسولہ بالھدیٰ وسبحٰن الذی اسریٰ“وغیرہا آیات سے گزرا۔کیا ان آیات میں خدا کا ذکر اور اس کی تعریف نہیں ؟ اور طُرُق ذکر (ذکر کے طریقوں) میں بدعت کو کیا مداخلت ؟ “(صفحہ ۱۳۹)

ان اقتباسات سے روشن ہو گیا کہ مجلس وعظ و میلاد ، خواہ کسی نام سے ہو وہ مجلس ذکر خدا ہے اور خاصان خدا کا ذکر ، ذکر خدا ہے ۔ ان کے فضائل ومناقب کا ذکر ، ذکر خدا ہے ۔ ان کے معجزات و کرامات کا ذکر ، ذکر خدا ہے ۔ اور یہ (واذکرواللہ کثیراً) کے خلاف نہیں بلکہ ذکر اللہ کے طریقے بہت ہیں، ان میں ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ ذکر الٰہی ، خاصان خدا کے فضائل ومحامد کے ضمن میں ہو یعنی اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ان محبوبوں

کو یہ یہ مرتبے عطا فرمائے یا انہیں اللہ کی عطا سے یہ یہ مرتبے ملے۔نیز قرآن وحدیث کا پڑھنا سننا ذکر خدا ہے ۔ وعظ ونصیحت کرنا سننا ذکر خدا ہے ۔ کلمہ ودرود پڑھنا سننا ذکر خدا ہے ۔ نعمت خداوندی پر شکر گزاری کی محفل منعقد کرنا ذکر خدا ہے ۔ بلکہ تمام طاعات ذکر خدا ہیں ۔ یہاں تک کہ اگر کوئی شخص ان مبارک مجلسوں (جلسوں) میں کسی دنیوی غرض سے شریک ہو وہ بھی نازل ہونے والی رحمت سے مستفیض ہوتا ہے پھر تقریروں میں الحمد للہ سے لے کر واٰخردعواناان الحمد للہ رب العٰلمین تک برابر بار بار اللہ ربّ العزت کا نام پاک آتا ہے بلکہ آج کل کے جلسوں میں (جن کو مولانا صاحب ، بدعت سیئہ بتا رہے ہیں) برابر سبحٰن اللہ ! سبحٰن اللہ کی صدائیں اور اللہ اکبر ! اللہ اکبر کے نعرے بھی بلند ہوتے ہیں تو پھر کس طرح یہ جلسے ذکر اللہ سے خارج ہو کر بدعت سیئہ میں داخل ہو سکتے ہیں اور پھر خود بھی تو آنجناب آج کل کے ان جلسوں میں خطاب فرماتے ہیں وہ اس بدعت سیئہ سے کیسے بچ جاتے ہیں:

”آواز دو انصـــاف کو ! انصـــاف کہـــاں ہے“

لطیفہ :۔ ایک طرف آنجناب ذکر خدا کی بات کرتے ہیں اور دوسری طرف یہ دیکھا گیا ہے کہ یہ اپنے خطاب میں نعرۂ تکبیر و رسالت سے روکتے ہیں اور سبحٰن اللہ کی صدائیں بھی بلند کراتے ہاں اس کی جگہ کلمۂ طیبہ کا ورد کرتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو کام یہ کریں وہ ٹھیک ہے اور دوسرے کریں تو یہ وحشت زدہ ہو جاتے ہیں ۔یہی سبب ہے کہ یہ سارے علما سے الگ تھلگ ہو گئے ہیں ،جلسے بھی اپنے الگ کر رہے ہیں اور کتابیں بھی اپنی الگ لکھ رہے ہیں۔ انہوں نے آج تک اپنی کسی کتاب پر کسی عالم سے نظر ثانی کرائی اور نہ ہی ان کے جلسوں میں عموماً کوئی دوسرا عالم بلایا جاتا ہے ۔ رات کے جلسوں میں شرکت بھی اسی لئے چھوڑ دی کہ اس میں دوسرے خطبا اور شعراء بھی مدعو ہوتے اور وہ ان کے نزدیک دنیادار اور ایسے جلسے دنیاداری۔اب بس گنتی کے وہی جلسے بچے کہ جن میں جناب کیلئے شریک ہوتے ہیں بس وہی جلسے دینداری ہیں اور یہ جناب کیلئے دیندار ہیں باقی دیگر علما دنیادار ہیں ، ان کا پیٹ تو جہنم میں بھرے گا (جیسا کہ ایک تقریر میں انہوں نے کہا ہے) اور اکثر جلسے محض دنیاداری ہیں ، ان سے دینداروں کو بچنا چاہیئے ۔ توبہ ہے یا الٰہی ۔

یہ خدا پرستی ہے یا خود پرستی اور شیطانی فریب قارئین فیصلہ فرمائیں ؟ بجا فرمایا ہے مفتی عبد الرحمٰن قادری صاحب نے اگرچہ تلخ ہے کہ :

”مولانا تطہیر کا خیال ہے کہ آج دین کا جو بھی کام ہو رہا ہے وہ صرف میری تقریروں اور تحریروں سے ہو رہا ہے ۔ باقی سارے علما بے کار ، سارے خطبا بے کار، سارے پیران عظام بے کار ہیں اور سب بد عمل ہیں“(سنی آواز ناگپور ماہ نومبر دسمبر۲۰۱۴صفحہ ۲۵)

قادری صاحب ! یہی بولی آج کل ، انہیں پسند کرنے والوں میں کچھ بول رہے ہیں اور ان میں زیادہ تر وہی ہیں جو یا تو آزاد خیال ہیں یا صلح کلی قسم کے ہیں یا وہابیوں سے گہرے مراسم رکھنے والے ہیں یا ان کے قریبی رشتہ دار ہیں یا علما بیزار ہیں۔ ایسے لوگ کھلم کھلا علماء کرام کی توہین کرتے پھررہے ہیں اور یہ کہتے پھر رہے ہیں کہ عالم باعمل تو بس ایک ہی ہے اور وہ مولانا تطہیر احمد ہیں باقی سب ایسے ہی ہیں اس میں یہ کمی ہے اور اس میں یہ برائی ہے اور یہ سب کچھ آنجناب کو بھی معلوم ہے مگر انہوں نے اس کے خلاف آج تک کوئی ایکشن نہیں لیا۔ ایکشن بھی کیوں لیں کہ انہیں کی تو بولی بول رہے ہے ۔

آخر میں ہم تمام علماء کرام اور خطباء عظام سے گزارش کرتے ہیں کہ بات بہت بڑھ گئی ہے ان کے خلاف ضرور ایکشن لیں اور وہ جو ان سے ابھی تک دوستی نبھارہے ہیں وہ زبان کھولیں کہ یہ دین سے دوستی کا وقت ہے اور تمہاری قوم کو ضرورت ہے ورنہ یہ جناب اپنا ایک نیا فرقہ تیار کر کے اپنے مجدد ہونے کا اعلان کرسکتے ہیں تیاری ہو چکی ہے بس وقت کا انتظار ہے ۔ بوسیلہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ، مولائے تعالیٰ ہم پر رحم فرمائے ۔آمین

بعض سنی نما قلم کاروں کی ایک فتنہ گر تحریک کا محاسبہ بنام

قسط اول

رضوی تعاقب

از: مولانا محمد خالد علی رضوی شمسی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہیدی کتاب

پھر نہ کہنا ہمیں خبر نہ ہوئی
ساقیا! اب بھی گر نظر نہ ہوئی

دنیائے اہل سنت میں کچھ نئے کچھ پُرانے قلمکاروں نے نئے نئے مسائل کھڑے کر کے بہت سارے حساس افراد کو اضطراب سے دوچار کر دیا ہے جس کے نتیجے میں اہل سنت کے قلم وقدم کے مثالی اتحاد کی دیوار میں جگہ جگہ شگاف نظر آنے لگا ہے۔

اکابر واسلاف اہل سنت کی تحقیق پر عدم اعتماد ان کے مقابل نئی بات کہنے کا شوق ،تشکیک کو تحقیق اور عدم علم کو علم عدم جاننا،افضل کو چھوڑ کر مفضول اور راجح کو چھوڑ کر مرجوح بلکہ مردود کو اختیار کرنا،برائی اور معاصی کے ارتکاب کو ہلکا جاننا بلکہ برائی کو سند جواز عطا کرنا فرقہ ہائے باطلہ کے مقابل احساس کمتری ،بزرگوں کا وہ عمل جو مسلمانوں کی شدید ضرورت ومصلحت کے تحت مشترکہ اجلاس میں اپنی مسلکی شان امتیاز کے ساتھ اہل سنت کی نمائندگی کے لئے تشریف لے جانے کو بزم اغیار میں اپنی شرکت ناؤنوش کی دلیل ٹھہرانا،دشمنان دین کی وکالت ،اپنے مذہبی جرائم کی بنیاد پر جو لوگ دائرے سے باہر کئے گئے تھے ان کو دوبارہ مسلمانوں کا پیشوا ثابت کرنا،اسلام وکفر م،ایمان ونفاق،صدق وکذب اور اندھیروں اجالوں کا اتحاد چاہنا اس طرح کشتئ ملت میں سوار ہو کر طوفانوں اور بجلیوں کو دعوت غرق وبرق دینا،انحراف کو انقلاب اور انتشار کو جمود ٹوٹنے سے تعبیر کرنا یہ اور اس طرح کی بہت سازشیں ہیں جس سے اہل سنت کے مخلص افراد فکر مند ہیں۔

ان عناصر کی ترکیب سے ایسا ناخدا ترس اور اسلام وسنیت سے بیگانہ ماحول برپا ہوا جس کے زیر اثر خود مسلمانوں میں اسلام وسنت کے خلاف کام کرنے والے ادارے اور افراد پیدا ہونے لگی۔

ایسے افراد تحقیق جدید کے نام پر دین وشریعت کی مخالفت کریں یا درایت حدیث (حدیث فہمی) کا نام لے کر ائمۂ مجتہدین ومحققین امت کے فتاووں کو مسترد کردیں ان سے کوئی پوچھنے والا نہیں کہ روایت ودرایت، علم وتحقیق ،دین ودیانت، تقویٰ وطہارت، دقت نظر اور فکر عالی کے حاملین جن کا دین ”پارۂ ناں“ نہیں اور امت صدیوں سے جن پر اعتماد کرتی ہے وہ کیوں قابل اعتبار نہیں ہیں۔

اور آپ جیسے لوگ جن کا مطمح نظر اور قلمی بازیگری کا ماحصل غیروں کی واہ واہی اور چند سکوں کا حصول ہے وہ کیوں قابل اعتبار ٹھہریں گی۔

رب تعالیٰ کا ارشاد ہی:

وکونوا مع الصادقین (اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ)

واصبر نفسک مع الذین یدعون ربھم بالغدٰۃ والعشی۔ ”اور اپنی جان کو مانوس رکھو ان کے ساتھ جو صبح وشام اپنے رب کو یاد کرتے ہیں“۔

اگر ایک طرف اسلاف کرام کی علمی شوکتوں سے عالم گونج رہا ہے تو دوسری طرف ان کی اخلاص وللٰہیت، خشیت الٰہی اور کثرت عبادت کے ذکر وتذکرے سے تاریخ گونج رہی ہے۔

اب ذرا سوچئے!

کہاں مردار دنیا پہ ٹوٹے پڑنے والے حیلہ ساز اور کہاں نگار خانۂ کونین میں اپنے محبوب کے جلووں کے تماشائی!

محبوبان بارگاہ اپنے حال واحوال سے اس حقیقت کا اعلان کرتے ہیں کہ

جائے خیال غیر کہ فُرصت نہیں ہمیں
ہیں جلوۂ نگار کی رعنائیوں میں ہم
نہ آنا دل میں اے فکر دو عالم
خیال یار یاں ٹھہرا ہوا ہی

اس لئے بزرگان دین کے عقائد واعمال کی تقلید سے ہٹ کر اہل سنت کو اور کوئی فکر و عمل قبول نہیں ہے دنیائے اہل سنت میں باہر سے درآمد کیا ہوا نظریہ جس پر بزرگان دین خصوصاً اعلیٰ حضرت امام احمد رضا ،حضور حجۃ الاسلام، تاجدار اہل سنت حضور مفتیٔ اعظم ہند، حضور محدث اعظم ہند کی مہر نہیں وہ ٹکسال باہر ہے۔

ہندوستان میں ان دنوں طرز سلف سے بیزار افراد کا برگشتہ ٹولہ عجب عجب طرح کی الحادی فکر کو اہل سنت کے درمیان رواج دینے کے لئے سنیت کی خاموش سطح آب پر مسلسل ڈھیلے پھینک رہا ہے اور بقول ڈاکٹر اقبال تیرے بحر کی موجوں میں اضطراب نہیں اس لئے اضطراب وہیجان پیدا کرنے کی کوشش کررہا ہے۔

اور دوسرا طبقہ غلط نظریات کی اشاعت سے کبیدہ خاطر جان توڑ کوشش کر رہا ہے کہ جماعت اہل سنت کا قدیم فکری پیمانہ حملہ آوروں کے دست برد سے بچ جائے۔ گویا

ملک الموت اڑے ہیں کہ میں جان لیکے ٹلوں
سر بسجدہ ہے مسیحا کہ میری بات رہے

ٹائی باندھنا، تصویر کشی کا جواز، ایک ہاتھ سے مصافحہ کا شگوفہ، مسئلہ کفائت، کلمہ کے اشتراک کا فتنہ، فتوائے ارتداد پر منفی اظہار خیال، بریلوی شدت پسندی اور تکفیری مہم جیسے بیان وخطاب وغیرہ منحرف فکر وخیال کے افراد کے ناپاک منصوبوں کا حصہ ہیں۔

کچھ لوگ کابینہ کے اندر ہیں اور کچھ لوگ باہر سے حمایت کررہے ہیں۔کوئی ابھی تک نقاب پوش ہے اور کوئی برافگندہ نقاب ہو چکاہے۔اس باب میں خصوصیت کے ساتھ امام احمد رضا کو نشانہ ضرور بنایاجاتا ہے۔

امام احمد رضا کے فضل وکمال اور ان کی علم و تحقیق کے قصر الحمراء پر مسلسل تیشہ زنی شروع ہے۔

کوئی دیوار توڑ رہا ہے کوئی گنبد ومینار کے درپے ہے کوئی نقش ونگار کھرچ رہا ہے کوئی جدید تعمیر کے نام پر عمارت کی شناخت ختم کردینا چاہتا ہے۔

ایسے عالم میں قلعہ کی حفاظتی فوج کا جنرل کمانڈر جو قلعہ پر حق وراثت بھی رکھتا ہے غنیموں غار تگروں کی سرکوبی کے بجائے غارت گروں کے کام(انہدام وتخریب) کو بامقصد مشن قرار دیتے ہوئے ان کو مستقبل میں مکمل کامیابی کی بشارت بھی دے رہاہے۔

اور مخلص نیاز مند جب عرض کرتے ہیں کہ حضور والا!یہ غنیم تعمیر کے پردے میں تخریب کا عمل کررہے ہیں تو جواب ارشاد ہوتا ہے چپ رہو!تم لوگوں کے پاس سوائے شور کرنے کے کوئی بامقصد مشن نہیں ہے۔ہائے افسوس!اب نیاز مند کس سے فریاد کریں۔

اللہ تعالیٰ سمجھ عطافرمائے،دوست کو دوست ہی سمجھنا دانائی ہے چاہے کسی نقطے پر اس سے کوئی معمولی اختلاف ہوجائے اور دشمن کو دشمن سمجھنے میں عافیت ہے چاہے وہ لاکھ ہمدردی جتائے۔

برتواضع ہائے دشمن تکیہ کردن بیجااست
پائے بوس سیل از پا افگند دیوار را

دنیا میں کوئی بھی تحریک، تنظیم مدرسہ یاادارہ ہو سب کاضابطہ ہوتا ہے جس کے گرد متعلق افراد کی کارکردگی قائم رہتی ہے، قرآن وحدیث اور صلحاء امت کے عمل سے مستفاد ومزین جماعت اہل سنت کا بھی ایک مستحکم ضابطے کی کوئی خلاف ورزی کرتا ہے تو جماعت کے ذمہ دار حضرات اس کو متنبہ کرتے ہیں کہ اپنے قلم وقدم کی سمت قبلہ درست فرمالیں۔

بہر خوشنودئ اغیار یگانوں کو نہ چھیڑ
اپنے ہی سر پر جو چلتی ہے وہ تلوار نہ بن
متحد عزم سے کر سدّ سکندر تعمیر
باہمی جنگ سے گرتی ہوئی دیوار نہ بن

یہ وقت کاالمیہ ہے کہ جن مدارس وجامعات کی لوح پیشانی مذہب اہلسنت یعنی مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت اور حمایت ودفاع سے مزین ہے،ان کے اسٹاف جب اپنے مدرسہ کے ضابطے کے خلاف کسی طرح کی کاروائی میں ملوث پائے جاتے ہیں یامخالفین اہل سنت کی تائید کر کے پر سکون ماحول میں ہیجان پیداکرتے ہیں اور ان کی بیجاحرکتوں کاشکوہ جب سربراہ ادارہ سے کیا جاتا ہے تو وہ یہ کہہ کر اپنی جان چھڑالیتا ہے کہ یہ ان کا ذاتی عمل ہے ادارے کو اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

سوال یہ ہے کہ خلاف دین خلاف مسلک کام کی تاویل جو ذاتی عمل سے کرتا ہے وہ ثابت کرے کہ ذاتی عمل پر شرعی مواخذہ نہیں ہوتا اور صرف اجتماعی عمل ہی شریعت

کے میزان میں تولا جاتا ہے۔

حضرت حافظ ملّت علیہ الرحمہ کے دور میں ظفرادیبی نے حسام الحرمین شریف کی تائید سے انکار کیا تو حضرت حافظ ملت علیہ الرحمہ نے اس کے انکار کو ذاتی عمل پر محمول نہ فرمایا بلکہ مذہب اہل سنت کے ضابطے کی خلاف ورزی محسوس کرتے ہوئے جامعہ اشرفیہ سے اس کو نکال دیا۔

کاش! آج حافظ ملت ہوتے تو کتنوں کے لئے دار ورسن تیار ہوتا مگر افسوس کہ الوادی خالیافاثعلب والیا کا دور ہے۔

اس دور بلاخیز میں بھی اللہ تعالیٰ کے کچھ مخصوص بندے موجود ہیں جو اپنی مخلصانہ کوششوں سے دین پاک مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت پر بلا خوف لومۃ ولائم کمر بستہ ہیں اور منحرف فکر وخیال کے افراد کو یہ بتاتے رہتے ہیں کہ ابھی آپ کے لئے میدان خالی نہیں ہے کہ جو چاہیں بکواس کریں اور اہل سنت کے افراد آپ کے سامنے تصویر دیوار ہوجائیں۔

مجاہدین اہل سنت کا قافلہ سالار سید السادات حضرت علامہ سید حسینی میاں صاحب کو خدا سلامت رکھے وہ اکثر وبیشتر ہر قدیم وجدید فتنے کی سرکوبی فرماتے رہتے ہیں، جو فتنہ اٹھتا ہے یا اٹھایاجاتا ہے وہ اپنی کاروائی کے نقطہ آغاز ہی پر آپ کے تصور سے لرزاں رہتا ہے۔ آپ کی نوک قلم کی شدید ضربات سے گمراہوں اور گمراہ گروں کی پیشانیاں لہولہان رہتی ہیں آپ کے سامنے دیر وکلیساوالے ہوں یا حرم کے نام نہاد تکیہ دار، ان کے فتنوں کا دندان شکن جواب دیکر ان کی پیشانیوں کا بل کھولتے ہیں۔ ہدیۃً عرض ہے۔ ع

یہ عزم بال وپر لئے چمن میں پھر رہاہے کون
نہ خوف برق وباد ہے نہ فکر سوز آشیاں

محمد خالد علی رضوی شمسیؔ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی رحمۃ اللہ علیہ اپنے خداداد علم وعرفان اور فضل وکمال کی وجہ سے روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی اور حضور سرور کائنات جان رحمت شان قدرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روشن معجزات میں سے ایک معجزہ ہیں۔ آپ نے اپنے قلم کی روشنائی سے تقدیس باری تعالیٰ، تعظیم انبیاء احترام اولیاء کے چراغوں کی لو تیزتر کردیا۔

آج جہاں بھر میں عظمت توحید اور تعظیم محبوبان خدا کی جو تحریک چل رہی ہے اس کے پیچھے امام احمد رضا کے عشق بیدار اور علم وتحقیق کی برکت کام کررہی ہے۔ بدعقیدوں اور بدمذہبوں نے اہلسنت کی خوش عقیدگی کی جنت میں بد عقیدگی کا جو شجر ممنوعہ لگانا چاہا آپ نے اپنے تیشہ قلم سے اس کو اکھاڑ پھینکا، اعلیٰ حضرت کے خلاف بدمذہبوں کا غوغا اہل سنت کے افراد سنتے ہی رہتے ہیں۔ مگر حیرت وافسوس کا مقام ہے کہ جو لوگ خود کو سنی کہتے ہیں اور سنی آباء واجداد کی اولاد ہیں، جن کے باپ دادا تا حیات مذہب اہل سنت وجماعت (مسلک اعلیٰ حضرت) کے خادم ومبلغ رہے اور جن کی خواجگی اور سجادگی کو اعلیٰ حضرت کی وجہ سے استحکام حاصل ہوا وہ لوگ بھی اعلیٰ حضرت کی علم وتحقیق پر اور مسلک اعلیٰ حضرت پر طرح طرح کے حیلے بہانے سے حملہ آور ہیں۔

اور کچھ ذمہ دار افراد سنی نما گور یلاؤں کا دفاع کررہے ہیں۔

کھلا مخالف اپنے دشمن کے خلاف کام کرے اور اس کے فضل وکمال کا اعتراف نہ کرے تو کوئی تعجب کی بات نہیں، مگر کوئی کسی کی عقیدت مندی کا دعویدار ہو کر جہاں بھر میں اس کی عظمتوں کی تشہیر کا مدعی ہو اور دوسرے طریقے سے اپنے ممدوح کو بے اثر کرے اور ناقابل اعتبار ٹھہرائے تو ایسے افراد کا ضرروشر بہت خطرناک نتائج کا حامل ہوتا ہے۔

جیسے کلمہ ونماز کی تبلیغ کی آڑ میں گمراہ فرقوں نے اسلام اور مسلمانوں کو جو نقصان پہونچایااور پہونچارہے ہیں اس کو کون نہیں جانتا۔

اعلیٰ حضرت کی مخالفت میں دوست بن کر دغا کرنے والے سنی نما افراد بھی آپ کی عظمتوں کی سدّ سکندری کو طرح طرح کے حیلے بہانے سے چاٹنے میں مصروف ہیں۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

سن لیں اعداء میں بگڑنے کا نہیں
وہ سلامت ہیں بنانے والی

بارگاہ رسالت میں استغاثہ پیش کررہے ہیں:

اک طرف اعداءِ دیں ایک طرف ہیں حاسدین
بندہ ہے تنہا شہا تم پہ کروڑوں درود

مولانا ضیاء القادری کا بارگاہ غوثیت مآب میں استغاثہ بھی اعلیٰ حضرت کے حسب حال ہے۔

عرض کرتے ہیں:

ایک میں تنہا اور دشمن صف بہ صف میرے لئے
آپ فرمادیں مریدی لاتخف میرے لئے
صرف دشمن ہی نہیں ہیں کوشش تخریب میں
دوستوں نے بھی اٹھایا ہے حلف میرے لئے

حضور سرکار بغداد کی شان جلالی کے تناظر میں اعلیٰ حضرت اپنے مخالفین سے مخاطب ہیں۔

میرے سیّاف کے خنجر سے تمہیں باک نہیں

اور دوسری جگہ عرض کرتے ہیں:

رضا کے سامنے کی تاب کس میں
فلک وار اس پر تیرا ظل ہے یا غوث

دنیاء اہل سنت کے جن حاسدین کا تیور اعلیٰ حضرت کے تعلق سے ٹھیک نہیں ہے وہ آنکھ کھول کر دیکھیں کہ اعلیٰ حضرت کے ہم عصر ان کے بڑے مخالفین ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکے بلکہ اعلیٰ حضرت کی مخالفت کر کے اپنی عاقبت بگاڑ لیا'' اور کس کا یارا ہے کہ خورشید کے آگے آئی'' کی ذلت کے ساتھ تاریخ کے اندھیرے غار میں چلے گئے'' اور آج قبر میں مر کے بھی چین سے سوتا نہیں مارا تیرا'' کے مکافات عمل سے دوچار ہوں گی۔

آج بھی ان بڑے مخالفین کی اولاد کے پاس حضور اعلیٰ حضرت کے خلاف پروپگنڈہ کرنے کے لئے مدارس مکاتب پریس میڈیا اور قلم وکتاب سب کچھ موجود ہے اور اعلیٰ حضرت کی مخالفت کے باب میں ان کو کوئی پردہ اور حجاب بھی نہیں ہے اس لئے کہ وہ کھلا دشمن ہیں جب ایسے لوگ اعلیٰ حضرت کی عظمت وشہرت اور ان کی مقبولیت پر کوئی بند نہ باندھ سکے تو اپنی کمین گاہوں میں اعلیٰ حضرت پر مشق ستم کرنے والے کس شمار میں ہیں۔

شمیم گل کو کیا روکے گی دیوار چمن ساقی

قدیم وجدید دانشکدوں میں آپ کے نام وکام کی دھوم بڑھتی جارہی ہے اور جن کو دیر سے خبر ہوئی ان پر ''خوردافسوس زمانیکہ گرفتار نہ بود'' کا عالم ہے۔

ابھی ماضی قریب کی بات ہے بہت طاقتور قسم کے لوگ اعلیٰ حضرت اور مسلک اعلیٰ حضرت پر آستینیں چڑھائے اور خنجر ابرو کھینچے ہوئے دوڑے تھے مگر خنجر ان کے جگر کے پار ہوگیا اور کشیدہ ابرو کی کمان ٹوٹ گئی۔

آج پھر ایک تازہ دم فوج اپنے ڈھول تاشے کے ساتھ میدان جنگ میں نقارۂ جنگ بجارہی ہے یا شہنائی گارہی ہے اور ان کے متحدہ محاذ میں کئی درگاہ ودرسگاہ کے لوگ ''مکتی باہنی کی شکل میں نظر آرہے ہیں''۔

ان کے سارے تانے بانے قصے افسانے کا مقصد ہے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کو بے اثر کرنا اور دنیائے سنیت ان کو اپنا مخلص دیدہ وردانائے راہ رہبر و رہنما جان کر جو اعتماد کرتی ہے اس اعتماد کو طرح طرح کے حیلے بہانے سے متزلزل کرنا۔

علم وتحقیق میں اعلیٰ حضرت کی مرکزیت اور یک قطبیت کو ختم کردینا تاکہ اہل سنت میں اپنے گمراہ کن خیالات کی آزادانہ اشاعت کرسکیں۔

اللہ تعالیٰ نے عالم اسلام وسنیت کے لئے اعلیٰ حضرت کو مینارۂ ہدایت اور پاسبان شریعت بنایا ہے آپ ہر گمراہ کی راہ کا ہمالہ ہیں اس لئے جو بھی اہل سنت کے عقائد واعمال کے خلاف کام کرنا چاہتا ہے پہلے اعلیٰ حضرت کو اپنے مکروفریب سے بے اثر کرنا چاہتا ہے۔

چراغ بجھادینے اور پاسبان ہٹادینے کا فائدہ کس کو ہوتا ہے سب جانتے ہیں۔اعلیٰ حضرت اور مسلک اعلیٰ حضرت (مسلک اہلسنت وجماعت) کے خلاف جو ٹیم تیار ہورہی ہے اس میں پرانے حاسدین بھی اپنا ''ٹریڈ مارک'' ظاہر کئے بغیر شامل ہوکر اپنے دل کی بھڑاس نکال رہے ہیں جس سے باخبر طبقہ بخوبی آگاہ ہے۔

تلخ حقیقت

ایران کے کچھ لوگ جنہوں نے اسلامی تلواروں کی ہیبت سے اسلام قبول کرلیا تھا اور صدق دل سے وہ مسلمان نہیں ہوئے تھے جب عبداللہ ابن سباء نے ان کے سامنے مذہب رفض کو رکھا تو وہ لوگ جن کے دلوں میں اللہ ورسول اور صحابہ سے غیظ بھرا ہوا تھا ان مسلمان نماافراد نے اس کے مذہب کو قبول کرنے میں اس لئے جلدی کیا کہ یہ تو بنام اسلام اچھا مذہب ہے خدا ورسول اور صحابہ کو گالیاں بھی

دیجئے اور مسلمان بھی کہے جایئے۔

"اسی طرز پر کچھ سنی نما افراد بھی ایک ایسا نظریہ پیش کرنے کا تجربہ کررہے ہیں جس میں اعلیٰ حضرت، حجۃ الاسلام اور دیگر اکابر اہل سنت کی تحقیقات وتعلیمات سے اختلاف بھی کیجئے اور ان پر جلسہ وسمینار کر کے اہلسنت میں اپنا اعتبار بھی قائم رکھئے۔ ہماری مخالفت پر کوئی گرفت کرے تو یہ کہنے کا موقع رہے کہ ہم نے اعلیٰ حضرت پر یہ کام کیا ہے اور اعلیٰ حضرت پر ہماراتحریری مواد بہت زیادہ ہیں ہم ان کے دشمن کیسے ہوگئے جیسے وہابی، دیوبندی افراد کی شرعی گرفت ہوتی ہے تو وہ بھی کہتے ہیں........ہم کلمہ ونماز کی تبلیغ کرتے ہیں ہم دشمن اسلام کیسے ہوگئے۔

دونوں طبقے کو میرا صرف ایک جواب ہے کہ کسی عمارت کی تزئین وآرائش کاخوب اہتمام کرنا اور اس کی بنیاد میں آہستہ آہستہ بارود بھرتے رہنا عمارت کے ساتھ وفاداری نہیں ہے۔

ایسے ہی اعلیٰ حضرت کے تعلق سے جلسہ وسمینار اور ان پر تحریری طومار کا دعویٰ اور وقفے وقفے سے ان کی تحقیقات وتعلیمات سے اختلاف ہرگز دین وسنیت سے وفاداری نہیں ہے۔

پہلے صلح کلی نماوہابی ہواکرتے تھے جو آج بھی موجود ہیں اب سنی نما صلح کلی پیداہوئے جووہابیہ سے اعتقادی اختلاف کو علمی اختلاف بتارہے ہیں اور اہل سنت کے اعتقاد وعمل سے انحراف کو انقلاب کہہ رہے ہیں۔

حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمہ کاایک حکمت مآب مقولہ ع

خطائے بزرگان گرفتن خطااست

کے صحیح مفہوم ومعنی کو سمجھے بغیر اس نظریئے کو مصنوعی بت کہہ کر بزرگوں سے اختلاف کاجواز ثابت کررہے ہیں۔

اور خود ان کے مبلغ علم وفہم کاعالم یہ ہے کہ اپنے ممدوح کو کوئی ابوالکلام آزاد لکھ رہاہے۔ کوئی اس کی تحریر کو دھمال کہہ رہاہے۔

کوئی نازک آبگینوں کو ٹھیس پہونچانے والا لکھ رہا ہے کوئی اپنے ممدوح کی اٹھان سے بڑے لوگوں کے خوفزدہ ہونے کا قول کررہاہے۔

میں اگر ان اصحاب قلم سے پوچھوں کہ ان جملوں میں تمہارے ممدوح کی مدح کیسے ہے تو تصویر دیوار نظر آئیں گی۔

کسی دینی شخصیت کی مثال کسی آزاد خیال فرد سے دینا اس دینی شخصیت کی تعریف نہیں ہے۔

کسی کے مضمون کو دھمال سے تعبیر کرنا تعریف نہیں ہے۔ کسی کی اٹھان سے بڑوں کاخائف ہونا بھی کوئی تعریف کی بات نہیں ہے۔

شاہ ولی اللہ صاحب کے خاندان میں اسمعیل دہلوی کی اٹھان سے خانوادے کے لوگ خوف زدہ تھے پھر ان کا خوف کتنا صحیح ثابت ہواجگ ظاہر ہے۔

ایک مولوی نے اپنے ممدوح کی تعریف میں لکھا:

ہمارے یہاں(اہل سنت میں)ایک سے ایک علماء فضلاء فقہاء موجود ہیں مگر ان میں انسان کم ہیں۔اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن

اپنے ممدوح کی تعریف میں جب تک علماء فضلاء فقہاء کے انسان ہونے کا انکار نہ کیا جائے اس وقت تک اپنے ممدوح کی تعریف کاحق ادانہ ہویہ کیسی مضمون نگاری ہے۔

خرد کانام جنوں رکھ دیا جنوں کاخرد

منحرف افراد کے ایک سرپرست اور ان کا قافلہ سالار اپنے ایک ممدوح کے بارے میں لکھتے ہیں:

ان کو اپنے آباء واجداد کی طرح ردّ وہابیہ سے خاصی دلچسپی تھی مگر علمی تحقیقی انداز سے وہ کام کرنا چاہتے تھی۔

سچ یہ ہے کہ وہ بدعقیدوں، بد مذہبوں کے کفری واتدادی جرائم کی سزا ہلکی کرنے کی وکالت کرتے تھی۔

اپنے ممدوح کے آباء واجداد کی اس سے بڑی توہین اور کیا ہوسکتی ہے کہ ان کی شان تحقیق کو بیان کرنے کے نام پر ان کے آباء کرام کی علمی شوکتوں کا نہایت نہایت چالاکی سے انکار کردیا جائے اور دنیا کو یہ بتایاجایئے کہ ہمارے عالم ربانی کے آباء کرام کا ردّ وہابیہ میں علمی وتحقیقی انداز نہیں تھا سو سال کے بعد اس خانوادے میں ایک عالم ربانی پیداہوئے جنہوں نے ردّ وہابیہ میں علمی وتحقیقی انداز اختیار فرمایا اور اپنے آباء کرام کے غیر علمی اور غیر تحقیقی انداز تخاطب کی اصلاح بھی فرمایا۔

مذکورہ بیان کے تناظر میں یہ بتانے کی کوشش ہے

کہ ہمارے ممدوح کے آباء کرام جو وہابیہ اوردیگر بدمذہبوں کو کافر، منافق، خبیث، خبثا، شقی، اشقیاء کہتے تھے ان کا انداز علمی وتحقیقی نہیں تھا اس کے مقابل ہمارے عالم ربانی صاحب بد مذہبوں بدعقیدوں کو امام، علامہ، شیخ اور شاہ سے یاد کرتے تھی''ان کا یہ انداز علمی اور تحقیقی تھا''۔اناللہ واناالیہ راجعون

قارئین کرام!یہ ہے تحریک اسلاف شناسی کی کرشمہ سازی ایسی صورت حال میں یہ کہنا صحیح ہے کہ یہ تحریک اس لئے شروع ہوئی ہے کہ ہمارے اسلاف کہاں کہاں غلطیاں کر کے دنیا سے تشریف لے گئے ہیں ان کی غلطیوں کی اصلاح کردی جائے اور آپ کو یہ بتاتا چلوں کہ کئی درگاہوں، درسگاہوں میں اسلاف کی غلطیوں کی اصلاح کاکام شروع بھی ہو چکاہے جس کی کچھ تفصیلات آپ کو اس کتاب میں بھی مل جائیں گی۔

آپ حیرت کے ساتھ یہ حقیقت بھی ملاحظہ کریں کہ اسی عالم ربانی کے بارے میں ایک صاحب نے لکھا کہ :

انہوں نے خطائے بزرگاں گرفتن خطااست کے مصنوعی بت کو پاش پاش کردیا تھا۔

بدمذہبوں سے اہل سنت کااختلاف اعتقادی اختلاف ہے ائمہ دین کے علمی اختلاف سے اس کو دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔

ان کے اعتقادی اختلاف کو علمی اختلاف سے تعبیر کرنے کا فائدہ سرتاسر بدعقیدوں کو پہونچے گا اور زمانہ حال میں کچھ سنی نما افراد اس نقطے پر بہت محنت سے کام کررہے ہیں۔

کھلافریب کارد

جدید نقطۂ نظر کے حامی اہلسنت سے بدعقیدوں کے اختلاف کو بحکم حدیث اختلاف امتی رحمۃ کی قبیل سے ثابت کرنا چاہتے ہیں اور یہ کھلا فریب ہے اہل سنت سے بدعقیدوں وہابیوں کااختلاف ہر گز رحمت نہیں ہے۔

حضرت علامہ فضل رسول بدایونی علیہ الرحمہ اپنی کتاب(بوارق محمدیہ)میں ارشاد فرماتے ہیں جس کا خلاصہ درج ہے۔

اختلاف امت رحمت وہ اختلاف ہے جو ائمہ مجتہدین اور علماء صالحین کے درمیان واقع ہوا اور یہ باتیں(اختلاف ائمہ)ان کے عملیات واحکام میں ہیں عقائد میں نہیں ہیں اور اہل سنت سے بدعقیدوں کااختلاف عقائد میں ہے اس لئے یہ اختلاف وہ اختلاف ہر گز نہیں ہے جسے حدیث پاک میں رحمت سے تعبیر فرمایا گیا۔(خلاصہ بوارق محمدیہ)

اپنے باپ داداکی دینی عزت وشہرت اور عوام اہل سنت میں ان کی مقبولیت کے حوالے سے عظمت رفتہ کی تلاش اور ان کے دینی مزاج سے ہم آہنگ نہ ہونا بلکہ اس کو غلط سمجھناان کی ارواح طیبات کو روحانی اذیت پہنچانے کے مترادف ہے۔

باپ کاعلم نہ بیٹے کو اگر ازبر ہو
پھر پسر قابل میراث پدر کیونکر ہو

جن کے نزدیک حضرت احمد رضا بھی امام ہیں اور ابن تیمیہ شقی بھی امام ہے۔حضرت فضل رسول بدایونی بھی علامہ ہیں اور داؤد ظاہری جیسا گمراہ بھی علامہ ہے۔حضرت غوث اعظم بھی شاہ جیلاں ہیں اور اسماعیل دہلوی جیسا ملعون بھی شاہ ہے۔

اہل سنت کو ایسا محقق نہیں چاہیئے۔

ایک آزاد خیال نے دوسرے آزاد خیال سے کہا:

کسی ایک شخصیت(اعلیٰ حضرت)کولے کرہماری جماعت میں جیسی حساسیت اور جذباتیت ہے وہ دنیا کی کسی جماعت میں نظر نہیں آتی آخر اس کی وجہ کیا ہے۔

دوسرے نے جواب دیا:

اس کی حساسیت ہی بے مثال نہیں بلکہ اس کی ایک قطبیت بھی بے مثال ہے۔

اس کا ایک ہی مداواہے کہ گھرکامدار کسی ایک ہی ستون پر نہ رہے بلکہ اس میں کئی ستونوں کا اضافہ کردیا جائے تو اہل خانہ کی اس ستون کے تئیں حساسیت وجذبائیت خود بخود ختم ہوجائے گی جیسا کہ دوسرے گھروں کا حال ہے اور ان ستونوں کو کہیں باہر سے لانے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ گھرکے گودام میں وافر تعداد میں موجود ہیں۔

سوال وجواب کی صورت میں درون خانہ کایہ قیمتی راز زبان پر کیسے آگیا وہ تو راز دار جانیں۔مگر ان سادہ جملوں میں انتشار وافتراق اور لامرکزیت کاکیسا زہر بھراہوا ہے وہ حساس آدمی پر پوشیدہ نہیں ہے کسی جماعت یا تنظیم میں جو روح رواں ہوتا ہے وہ اپنے کارناموں سے دل ودماغ پر چھایارہتا ہے۔اس کے تعلق سے اس کے ماننے والوں اور اس

کی خدمات کا اعتراف کرنے والوں کی حساسیت اور جذباتیت بے معنی نہیں ہوتی۔

جس طرح امام مصلائے امامت پر ہوتو اس کے تعلق سے مقتدیوں کی حساسیت ایک ضروری امر ہے۔

ایسے ہی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا عرب وعجم ، حل وحرم اور خصوصاً برصغیر ہندوپاک میں اہل سنت کے امام ہیں اہل سنت کے عوام وخواص یہ سمجھتے ہیں کہ سنی عقائد واعمال کی حفاظت کے ساتھ احقاق حق اور ابطال باطل کے باب میں اعلیٰ حضرت معیار حق اور برہان حق ہیں۔

اعداء دین اور حاسدین نے ان کو تشکیک کے گھیرے میں لے لیا اور ان پر اہل سنت کو جو اعتماد ہے وہ متزلزل ہوگیا تو ایسی صورت میں خود اپنے ایمانی وجود کے لئے خطرہ پیداہوجائے گا اس لئے ان کے تعلق سے اہل سنت کی حساسیت اور جذباتیت بے معنی اور بے وجہ نہیں ہے۔

جس شخصیت کی خدمات کادائرہ جتنا وسیع ہوگا اس کے تعلق سے حساسیت اور جذباتیت بھی اتنی ہی وسیع ہوگی۔

اعلیٰ حضرت کی خدمات کادائرہ کتنا وسیع ہوتاجارہا ہے ان کے مخالفین کو بھی معلوم ہے۔

حالت جنگ میں کسی محاذ پر فوج کی کثرت اور سامان جنگ کی بہتات سے کوئی یہ نتیجہ نکالے کہ ملک کے سربراہ کو یااس کے عوام کو"دیگر سرحدوں کی حفاظت کاخیال نہیں ہے"تو ایسا سوچنا حماقت ہے۔

دشمن کی طرف سے درپیش خطرات کے پیش نظر کسی محاذ پر فوج اور سامان جنگ کی کثرت بالکل دانشمندانہ عمل ہے اس لئے کہ جہاں خطرات زیادہ وہاں حفاظت کی تدابیر زیادہ اصول جنگ کابہت اہم سبق ہے۔

حضور اعلیٰ حضرت نے بہت سارے قدیم وجدید فتنوں کی سرکوبی فرمایا اور کفر وبدعقیدگی کو اپنے قلم کے خنجر خونخوار برق بار سے تڑپا تڑپا کرواصل جہنم کیا اور اپنے قلم کی نوک سے صحرائے نجد کے دیوانوں کی پیشانیوں کا بل کھول دیاان کے مخالفین ہمیشہ ان کو نشانے پر رکھتے ہیں۔اس لئے مخلص ارباب اہل سنت اعلیٰ حضرت کے تعلق سے بہت حساس رہتے ہیں۔

عام اہل سنت کا یہ مبارک خیال لائق صداحترام اور قابل صد مبارک باد ہے کہ:

اعلیٰ حضرت نے ہمارے دین کا دفاع کیا۔ہم اعلیٰ حضرت کادفاع کریں گی۔

ہمیں آگاہ فرمایا فریب اہل باطل سے
مسلمانوں پہ احسان وکرم احمد رضا کا ہے

زیر تبصرہ مکالمے میں اعلیٰ حضرت کے تعلق سے اہل سنت کی حساسیت کو ختم کرنا حملہ آوروں کے لئے راستہ صاف کرنا ہے ظاہر ہے کہ کسی چیز کی حفاظت ودفاع کے تعلق سے جب حساسیت وجذباتیت ختم ہوجائے گی تو اس کے خلاف دشمن کی یلغار کو کیسے روکاجاسکتا ہے۔

کسی جماعت یا تنظیم کی ایک قطبیت(مرکزیت) لائق ستائش فکر ہے مگر زمانہ حال میں سرگشتہ ٹولہ اہل سنت کی حساسیت وجذباتیت کو بہت خفیہ طریقے سے ختم کر کے دشمنان اہل سنت کے لئے راستہ صاف کرنا چاہتا ہے اور الفاظ کی جادوگری کے پردے میں بہت خطرناک بازی گری میں مصروف ہے۔

اہل سنت کی یک قطبیت کے تحت یہ بتانے کی کوشش ہورہی ہے کہ دنیائے سنیت میں صرف اعلیٰ حضرت ہیں اور ان کے علاوہ کوئی نہیں ہے جبکہ یہ سرتاسر جھوٹ ہے۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

کیسے آقاؤں کابندہ ہوں رضا
بول بالے میرے سرکاروں کی

محبوبان بارگاہ الٰہی اعلیٰ حضرت سے پہلے کے ہوں یااعلیٰ حضرت کی حیات ظاہری کے بعد کے ہوں اہل سنت سب کااحترام کرتے ہیں اور سب کو راہ ہدایت کاگوہر شب چراغ جانتے ہیں کوئی بھی محبوب بارگاہ گھرکے گودام میں نہیں ہے۔

اور گھر کے گودام میں جو پڑے ہیں وہ قابل کار نہیں جیسے ابن تیمیہ ،داؤدظاہری،ابن عبدالوہاب،اسمٰعیل دہلوی وغیرہ گمراہ بددین۔

اہل سنت کی طرز وروش سے بیزار لوگ گودام کے ناکارہ اور ٹیڑھے میڑھے سنگ وخشت سے ایک نیا کعبہ نیاحرم تعمیر کرنا چاہتے ہیں۔جہاں جمرات کو رجم(سنگسار)کرنے کے بجائے ان کو بوسہ دینا کارثواب ہو۔ (بقیہ آئندہ)

توحید و شرک کا شرعی تحقیقی بیان

ز قلم : فاضل محقق مفتی سردار احمد رضا مشرف القادری پرنسپل کنزالایمان اکیڈمی میلسی خلف اکبر علامہ محمد حسن علی رضوی بریلوی

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد!

شرک کیا ہے ......؟ مشرک کون ہے.....؟ آج تک غیر مقلدین وہابیہ از اکابر تا اصاغر شرک کا قرار واقعی اصلی معنی ومفہوم سمجھنے سے عاجز وقاصر نظر آتے ہیں یہی وجہ ہے کہ غیر مقلدین وہابیہ شرک کے خود ساختہ اور من گھڑت معنی ومفہوم کی بناء پر اپنی کتب معتبرہ اور تقریر وبیان میں اہل حق اہل جنت اہل سنت وجماعت پر شرک کے انتہائی سنگین اتہامات والزامات عائد کر کے اپنی جہالت وبے علمی اور قرآن وسنت سے دوری کا نقد ثبوت فراہم کررہے ہیں ان کے چاہنے سے سمجھنے سے ، کہنے سے کبھی بھی کوئی سنی مسلمان ہرگز ہرگز قطعاً حتماً مشرک نہیں ہو سکتا یہ ان حضرات کے محض خام خیالی وافتراء پردازی ہے در حقیقت یہ حضرات شرک شرک اور مشرک مشرک کا شور مچا کر اپنی گستاخیوں اور بے ادبیوں پر پردہ ڈالنا چاہتے ہیں، آیئے .....! ہم شرک کا قرار واقعی معنی ومفہوم ہدیۂ قارئین کرتے ہیں تاکہ احقاق حق ابطال باطل ہوجائے اور عامة الناس غیر مقلدین وہابیہ کی عیاریوں اور فریب کاریوں سے مامون ومحفوظ رہتے ہوئے اپنے عقیدہ ومسلک کا تحفظ ودفاع کر سکیں ۔

توحید وشرک کا لغوی اور شرعی معنی ومفہوم

حضرات محترم شرک توحید کی ضد ہے مناسب یہ ہے کہ شرک سے پہلے توحید کا مختصر اور جامع معنی ومفہوم بیان کردیا جائے ۔ علامہ میر سید شریف جرجانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں **التوحید فی اللغة الحکم بان الشئی واحد والعلم بانہ واحد** (التعریفات ص ۵۱) یعنی لغت میں توحید کا معنی یہ ہے کہ کسی شئے کو ایک جان کر اس پر یہ حکم لگانا کہ وہ ایک ہے ۔ اور اصطلاح شریعت میں توحید کا معنی ومفہوم یہ ہے کہ **اعتقاد عدم الشریک فی الالوھیة وخواصھا** (شرح مقاصد ج ۲ ص ۶۴) یعنی الوہیت اور اس کے خواص میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کے شریک نہ ہونے کا اعتقاد رکھنا۔ الوہیت سے مراد وجود کا واجب ہونا ہے اور خواص الوہیت سے مراد وہ امور ہیں جو اس پر متفرع ہوتے ہیں یعنی اجسام کا خالق ہونا ، جہان کا مدبر ہونا، عبادت کا مستحق ہونا (حاشیہ سیالکوٹی علی الخیالی) لغت میں شرک کا معنی ہے حصہ یا ساجھا لہٰذا شریک کے معنی ہیں حصہ دار یا ساجھی (ملخصًا) (المنجد ص ۵۲۴) شرک دو طرح کا ہے (۱) شرک اصغر اس سے مراد ریاء اور نفاق ہے شرک اصغر کے مرتکب کو شرعاً مومنین سے خارج نہیں کیا جاتا اور محض ریاء کی وجہ سے اسے مشرک کہنا صحیح نہیں ہے (۲) شرک اکبر جس کے مرتکب کو مشرک کہا جاتا ہے جب مطلقاً شرک کا لفظ بولا جائے تو اس سے مراد شرک اکبر ہی ہوتا ہے ۔

اصطلاح شریعت میں شرک اکبر کا معنی ہے **اعتقاد الشریک فی الالوھیة وخواصھا** (ترجمہ) یعنی الوہیت یا اس کے خواص میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کے شریک ہونے کا اعتقاد رکھنا۔اس تعریف کا معنی ومفہوم یہ ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی واجب الوجود اور اپنی ذات وکمالات میں کسی دوسرے سے بے نیاز اور مستقل بالذات ہے اور وہی عبادت کا مستحق ہے اور کوئی نہیں ۔لہٰذا اگر کوئی شخص کسی دوسرے کو اللہ کے سوا واجب الوجود مانے یا اس کی ذات وصفات میں غنی بالذات جانے یا اس کے مستحق عبادت ہونے کا عقیدہ رکھے تو یہ شرک ہوگا اور ایسا عقیدہ رکھنے والا مشرک ہوگا۔

فاضل اجل علامہ سعد الدین تفتازانی علیہ الرحمہ شرک کی تعریف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں "**الاشراک ھواثبات الشریک فی الالوھیة بمعنی وجوب الوجود کما للمجوس او بمعنی استحقاق العبادة کما لعبدة الاصنام**" یعنی شرک یہ ہے کہ الوہیت میں واجب الوجود ہونے کے معنی میں (غیر خدا کو) شریک ماننا جیسا کہ مجوسیوں کا عقیدہ ہے یا لائق عبادت ہونے کے معنی میں شریک ماننا جیسا کہ بت پرستوں کا عقیدہ ہے ۔ (شرح العقائد النسفیہ ص ۷۷)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں شرک سہ قسم است دروجود ودر خالقیت ودرعبادت ، یعنی شرک کی تین قسمیں ہیں (۱) غیر خدا کو جواب الوجود ماننا، (۲) غیر خدا کو خالق جاننا (۳) غیر خدا کو لائق عبادت سمجھنا (اشعة اللمعات ۷۲۱)

مجدد اعظم اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمة اللہ علیہ فرماتے ہیں آدمی حقیقةً کسی بات سے مشرک نہیں ہوتا جب تک غیر خدا کو معبود یا مستقل بالذات وواجب الوجود نہ جانے ۔(فتاویٰ رضویہ ۱۳۱۲۱)

کتب وہابیہ میں شرک کا معنی ومفہوم رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرنا شرک ہے

(الدرالنضید ص۳۶)۔شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم سے استغاثہ کرنا شیطانی فعل ہے اور شرک ہے (کشف الشبہات ص۵۷)۔نماز میں سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف خیال لے جانے والا مشرک ہے(صراط مستقیم ص۸۶)۔ جو قیامت کے دن سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا وکیل وسفارشی سمجھے وہ ابو جہل کے برابر مشرک ہے ۔(تقویۃ الایمان ص۶) نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا قبہ شرک والحاد کا بہت بڑا وسیلہ اور اسلام کو مٹانے کا ذریعہ ہے (فتح المجید شرح کتاب التوحید ص ۲۰۸ ،۲۱۵)۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ کا قصد کرکے زیارت کرنا جاجائز اور شرک ہے۔(رسالہ سماع موتی ص۱۱۹، الدرالنضید ص۶۰)سرکار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارنا ، شفیع المذنبین سمجھنا ، ختم پڑھنا، صورت مبارکہ اور قبر شریف کا تصور کرنا ، حاجت روا، صاحب تصرف مختار ، جملہ صفات کو باعطاء الٰہی ماننا شرک ہے ، شرک بھی ابو جہل جیسا (کتاب التوحید ص۱۷۵)۔علی بخش ، حسین بخش ، پیر بخش اور غلام محی الدین وغلام معین الدین نام رکھنا شرک (تقویۃ الایمان ص۳)۔ کسی نبی یا ولی کے مزارات کی زیارت کیلئے سفر کرنا ان کے مزار پر شامیانہ کھڑا کرنا، روشنی کرنا ، فرش بچھانا ،جھاڑو دینا ، لوگوں کو پانی پلانا ، ان کے لئے وضو اور غسل کا انتظام کرنا شرک ہے ۔(تقویۃ الایمان ص۷)۔تقلید شرک ہے (سراج محمدی ص۱۲)نیز علامہ شامی قدس سرہ السامی ناقل ہیں کہ "بس وہی (وہابیہ) مسلمان ہیں اور جو ان کے مذہب پر نہیں سب مشرک ہیں" (رد المحتار ۳۳۹۳)

وغیرذالک من الخرافات والھفوات والھذلیات والاھانات مندجہ بالا کتب میں غیر مقلدین وہابیہ نے اپنے ذہنی اختراع کی وجہ سے جن امور کو شرکیہ قرار دیا ہے وہ یہ ہیں(۱) سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم شرک ہے (۲) سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے استغاثہ شرک (۳)سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا قبہ شرک (۴) روضۂ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی قصداً زیارت کرنا شرک (۵) سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو پکار نا شرک (۶) سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو شفیع المذنبین سمجھنا شرک (۷) سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم صورت مبارکہ کا تصور کرنا شرک (۸) سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم قبر شریف کا تصور کرنا شرک (۹) سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو حاجت روا ماننا شرک (۱۰) صاحب تصرف مختار ماننا شرک (۱۱) آئمہ اربعہ کی تقلید شرک (۱۲) ختم پڑھنا شرک (ملخصا)۔ نعوذ باللہ تعالیٰ من ذلک

قارئین کرام قرآن وحدیث صحابہ کرام تابعین کرام تبع تابعین کرام ائمہ دین اولیاء کاملین مفسرین کرام محدثین کرام رضی اللہ عنہم کے ارشادات وفرمودات کی روشنی میں شرک کی جو جامع ومانع تعریف اور جو قرار واقعی اصلی حقیقی شرعی معنی و مفہوم امام اجل علامہ سعد الدین تفتازانی ، شیخ محقق علی الاطلاق شیخ عبد الحق دہلوی ، مجدد اعظم اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی وغیرہم رضی اللہ عنہم نے متعین فرمایا ہے ان کی روشنی میں معمولات اہل سنت وجماعت کو ہرگز ہرگز شرک قرار نہیں دیا جاسکتا اہل حق اہل سنت وجماعت پر شرک کے اتہامات والزامات محض جہالت وبے علمی خام خیالی وافتراء پردازی کے ساتھ ساتھ لوگوں میں انتہائی تشدد اور تعصب اور فتنہ وشر پھیلانے کی ناکام مذموم کوشش ہیں۔

اکابر وہابیہ کا اقرار واعتراف جرم

غیر مقلدین وہابیہ کے مستند عالم عطاء اللہ حنیف بھوجیانی ناقل ہیں کہ مولوی اسماعیل قتیل نے تقویۃ الایمان لکھنے کے بعد کہا اس میں بعض جگہ تیز لفظ آ گئے ہیں ، بعض جگہ تشدد بھی ،اشاعت سے شورش ضرور ہوگی ، مگر لڑبھڑ کر خود ٹھیک ہو جائیں گے ، ملخصا(اکمل البیان ص۱۴)۔ غیر مقلد وہابی مولوی وحید الزماں لکھتا ہے ہمارے بعض متاخرین "اسماعیل دہلوی" محمد بن عبدالوہاب نجدی نے شرک کے معاملے بہت تشدد کیا ہے اسلام کے دائرہ کو بہت تنگ کردیا ہے۔ مکروہ،حرام امور کو بھی شرک قراردے دیا ہے وہ دین میں سخت گالی اور تشدد کرنے والے تھے۔ (ہدایۃ المہدی ص ۲۶)

غیر مقلد وہابیہ کے مستند عالم میر ابراہیم سیالکوٹی لکھتے ہیں: "جماعت اہل حدیث" اپنے ناقص القلم ،اور غیر محتاط نام نہاد علمائی کی تحریروں اور تقریروں سے دھوکہ نہ کھائے کیونکہ بعض توپرانے خارجی اور بے علم محض اور پرانے کانگریسی ہیں، مسلمانوں میں خصوصاً اہل حدیث میں تعصب پیدا کرنا چاہتے ہیں۔(احیاء المیت ص ۳۶)۔

لیجئے جناب ! غیر مقلدین وہابیہ نے اپنے ذہنی اختراع اور جہالت ولاعلمی کی وجہ سے اور لوگوں میں تشدد وتعصب اور فتنہ وشرپھیلانے اور لوگوں کو آپس میں لڑانے کیلئے جن امور کو شرکیہ قرار دے کر اہل حق اہل سنت وجماعت کو مشرک ٹھہرایا تھا قبل اس سے کہ ہم اُن جملہ امور کو قرآن وحدیث صحابہ کرام تابعین کرام ،تبع تابعین کرام، ائمہ دین متین اولیائے کاملین مفرین ومحدثین کے اقوال وارشادات وفرمودات پر مشتمل دلائل وشواہد براہین کے مجمع البحرین سے ثابت کرتے غیر مقلدین وہابیہ بقلم خود ہی اقرار واعتراف جرم کرگئے نمبردار ملاحظہ ہوں۔

(۱)بعض جگہ تیز لفظ آگئے ہیں (۲)بعض جگہ تشدد بھی(۳)اشاعت سے شورش ضرورہوگی(۴) لڑ بھڑ کر خود ٹھیک ہو جائیں گے(۵)اسماعیل دہلوی،محمد بن عبد الوہاب نجدی نے شرک کے معاملہ میں بہت تشدد کیا(۶)اسلام کے دائرے کو بہت تنگ کر دیا ہے (۷)مکروہ وحرام امور کوبھی شرک قرار دے دیا (۸)وہ (یعنی مولوی اسماعیل دہلوی اور محمد بن عبدالوہاب)دین میں سخت غالی اور تشدد کرنے والے تھے (۹)غیر مقلدین وہابیہ میں ناقص العلم

ہیں(۱۰) غیر محتاط بھی ہیں (۱۱) بزعم خود عالم بن کر تحریر وتقریر سے دھوکہ دیتے ہیں (۱۲) غیر مقلدین وہابیہ میں خارجی کانگریسی محض بے علم بزعم خود عالم بھی ہیں (۱۳) ایسے بزعم خود عالم مسلمانوں میں خاص کر غیر مقلدین وہابیہ میں تعصب پیدا کرنا چاہتے ہیں۔

والفضل ما شهدت به الاعداء

گر ہمیں مکتب و ہمیں ملا — کارِ طفلاں تمام خواہد شد

سنی مشرک نہیں ہو سکتا

پچھلی گفتگو سے ثابت ہو گیا کہ اگر غیر مقلدین وہابیہ اپنی جہالت ولا علمی خام خیالی وافتراء پردازی سے شرک کے خود ساختہ وتراشیدہ معنی ومفہوم کے اعتبار سے اہل سنت وجماعت کو مشرک قرار دیتے ہیں تو غیر مقلدین وہابیہ کے ایسا چاہنے یا کہنے یا لکھنے سے در حقیقت سنی مسلمان کا کچھ نہیں بگڑ تا بفضلہ تعالیٰ سنی مسلمان شرک کے قرار واقعی اصلی حقیقی شرعی معنی ومفہوم کے اعتبار سے ہر گز ہرگز مشرک نہیں ہو سکتا کیونکہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

امتی امة مرحومة تدخل قبورها بذنوبها وتخرج من قبورها لا ذنوب عليها تمحص عنها باستغفار المومنين لها(شرح الصدور ص ۸۲۱)**وفی روایة"امتی هذه امة مرحومة"**(مشکوٰۃ ص ۰۶۴، ابوداؤد ۲۳۲/۲)(بالفاظ متقاربہ ابن ماجہ ص۳۱۷، سنن دارمی ۲۴/۱، تحفۃ الاحوذی ۳۲۳/۶)ترجمہ : میری امت ،امت مرحومہ ہے یہ اپنی قبروں میں گناہ لے کر جاتی ہے اور قبروں سے نکلے گی تو ان پر کوئی گناہ نہ ہوگا۔کیونکہ مومنین کے استغفار کی وجہ سے ان کے گناہ مٹ جائیں گے ۔ اور ایک دوسری روایت میں ہے "میری یہ امت امت مرحومہ ہے"۔

بتایا جائے کہ اگر امت مصطفویہ میں شرک کرنے والے تو مرحومہ کا کیا معنی؟ کیا مشرک مرحوم ومغفور ہوتا ہے ؟ ہرگز نہیں جنہیں سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مرحومہ فرما چکے تم انہیں مشرک قرار دے رہے ہو بلکہ تحقیق حق یہ ہے کہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تو شرک اور اس کے خوف کی بھی نفی فرما چکے ہیں ، ارشاد فرماتے ہیں " واللہ ما اخاف علیکم ان تشرکوا بعدی"(بخاری شریف ۱۷۱/۱)(مسلم شریف ۰۵۲/۲)(مسند احمد بن حنبل ۳۵۱/۴)(بالفاظ متقاربہ مسلم ۰۵۲/۲ ، المعجم الکبیر ۹۷۲/۱۷، بیہقی ۱۴/۴، الآحاد والمثانی ۵۴/۵)

شرک کی تہمت لگانے والے شرک کے حق دار

صحیح العقیدہ سنی مسلمانوں پر شرک کے اتہامات والزامات لگانے والے غیر مقلدین وہابیہ خود شرک کے حق دار بن گئے۔چنانچہ ایک صحیح حدیث ملاحظہ ہو **عن حذیفة بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان مما الخوف علیکم رجل قرأ القرآن حتی اذا رویت بهجته علیه وکان رداء الاسلام اعتراه الی ماشاءالله انسلخ منه نبذه وراء ظهره وسعی علی جاره بالسیف ورماه بالشرک قال قلت یا نبی الله ایهما اولی بالشرک المرمی او الرامی قال بل الرامی**،(هذا اسناد جید)

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے تم پر اس شخص کاڈر ہے جو قرآن پڑھے گا جب اس پر قرآن کی رونق آجائے گی اور اسلام کی چادر اس نے اوڑھ لی ہوگی پھر وہ اسلام کی چادر سے بالکل صاف نکل جائے گا اور اسے پس پشت ڈال دے گا اور اپنے پڑوسی پر تلوار چلانا شروع کردے گا اور اسے شرک سے متہم ومنسوب کردے گا (یعنی مشرک ٹھہرائے گا)حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے پوچھا اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم شرک کا زیادہ حق دار کون ہے ؟ شرک کی تہمت لگا یا ہوا یا شرک کی تہمت لگانے والا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شرک کی تہمت لگانے والا شرک کا زیادہ حق دار ہے ، یہ سند جید ہے۔

اب بھی اگر کوئی شرک کا فتویٰ لگا تا ہے تو وہ اپنی عادت سے مجبور ہے بلکہ اس سے سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزہ کا اظہار ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیوں پہلے ایسے لوگوں کی خبر دی تھی۔

غیر مقلدین وہابیہ کیلئے لمحہ فکریہ

جن امور خیر (عقائد ومعمولات اہل سنت وجماعت) کو غیر مقلدین وہابیہ خود ساختہ وتراشیدہ معنی ومفہوم کی بنا پر شرکیہ قرار دے کر اہل سنت وجماعت کو مشرک قرار دیتے ہیں بفضلہ تعالیٰ وہابیہ کے چاہنے یا کہنے لکھنے سے سنی مسلمان تو مشرک ہو نہیں سکتا البتہ غیر مقلدین وہابیہ ان امور خیر کو شرکیہ قرار دینے کی وجہ سے خود گستاخ وبے ادب ضرور ٹھہریں گے تعجب ہے غیر مقلدین وہابیہ کو خود ساختہ وتراشیدہ شرک کی فکر تو ہے مگر اپنی گستاخیوں اور بے ادبیوں کی قطعاً فکر نہیں ہے۔

نوٹ: وہ امور خیر (عقائد ومعمولات اہل سنت وجماعت)جن کو غیر مقلدین وہابیہ شرک سے تعبیر کرتے ہیں ہم نے ان جملہ امور خیر وعقائد ومعمولات اہل سنت کو بالترتیب قرآن وحدیث وآثار ، صحابہ کرام وتابعین کرام تبع تابعین کرام ائمہ دین متین اولیاء کاملین مفسرین ومحدثین رضی اللہ عنہم کے اقوال وارشاد وفرمودات پر مشتمل دلائل وشواہد وبراہین کے مجمع البحرین سے ثابت کر کے اپنے الگ الگ رسائل اور پمفلٹوں میں شائع کردیا ہے تفصیل کیلئے ان کا مطالعہ کریں ، اس ایک پمفلٹ میں جملہ دلائل وشواہد بیان کرنا مشکل ہے۔

ملحقہ مدارس میں رشوت کی گرم بازاری پر

مختصر تبصرہ

از : حضرت مولانا مفتی ضمیم احمد رضوی مصباحی ، مہتمم دارالعلوم احمدیہ بغدادیہ (ناگپور)

محترم قارئین ! السلام علیکم رحمۃ اللہ برکاتہ

یہ کوئی باضابطہ مقالہ یا مضمون نہیں ہے بلکہ ماہ دسمبر کے ماہنامہ کنزالایمان میں مولانا فہیم احمد ثقلینی ازہری صاحب کا ملحقہ مدارس میں رشوت کی گرم بازاری کے تعلق سے ایک گرانقدر اور وقیع مضمون چھپا ہے جس پر مختصر تبصرہ ہے۔

مولانا موصوف لکھتے ہیں ''اللہ تعالیٰ نے مسلمانان ہند پر اپنا خاص فضل وکرم فرمایا کہ انہیں مدرسہ بورڈ کی شکل میں نعمت غیر مترقبہ عطا فرمائی ہے ''چند سطور کے بعد رقم طراز ہیں '' آج کل مدرسہ بورڈ سے ملحق اور منظور مدارس میں بدعنوانی ، خیانت اور رشوت خوری مختلف انداز میں ہورہی ہے۔

یقینا مدرسہ بورڈ اللہ عز وجل کا خاص فضل وکرم اور نعمت غیر مترقبہ ہے ، اور یہ بھی بالکل صحیح اور درست اور کھری بات ہے کہ اکثر ملحق اور منظور مدارس میں وہ خرابیاں کچھ کمی بیشی کے ساتھ کہیں نہ کہیں موجود ہیں اللہ عز وجل ہمارے حال زار پر رحم فرمائے اور عالم غیب سے اصلاح حال کے اسباب پیدا فرمائے اور مدارس کی شفافیت کے لئے مشائخ کرام، علمائے عظام ، خطبائے اسلام ، اساطین ملت ، اربابان فکر ونظر ، اور موثر شخصیات کو مل جل کر اپنی سی سعی بروئے کار لانے کی پاک توفیق عطا فرمائے ۔

لیکن چند سطور کے بعد مولانا موصوف لکھتے ہیں ''اگر کسی خانقاہ میں چند خواتین نظر آجائیں تو مسلک کا ڈھنڈورہ پیٹنے والے آسمان سر پر اٹھا لیتے ہیں اور ایسی زہر افشانی کرتے ہیں کہ بس الامان الحفیظ''۔

مولانا موصوف کے خط کشیدہ جملے دھیان سے پڑھنے کے بعد ان کی بارگاہ ناز میں چند معروضات پیش ہیں جو صرف اس کم علم ، کم فہم کے ہی نہیں بلکہ ہر حساس قاری کے معروضات ہیں۔

(۱) مسلک کا ڈھنڈورہ پیٹنے کا کیا مطلب ہے ؟

(۲) کیا خواتین کے لئے احکام شرع بیان کرنا آسمان سر پر اٹھانا ہے ؟

(۳) اگر منبر رسول سے اصلاح حال کی تھوڑی سی کوشش زہر افشانی ہے تو اس زہر کا تریاق کیا ہے ؟

(۴) آپ کا مضمون اصلاح حال کی کوشش ہے یا افراتفری اور افتراق وانتشار کی موجودہ فضا کو مزید زہر آلود کرنا ہے ؟

کچھ اور آگے جا کر مولانا تحریر فرماتے ہیں '' نیم برہنہ لباس پہنے ہوئے ، خوبرو ، نوجوان لڑکیوں کو سامنے بیٹھا کر ان کے فارم بھرنا، باربار اس کے فوٹو کی زیارت کرنا اپنے ہاتھ سے فوٹو لینا''

خط کشیدہ جملے پر کچھ معروضات پیش ہیں ۔

(۱) وہ لڑکیاں کیسا لباس پہنے ہیں ، خوبرو ہیں ، نوجوان ہیں ، باربار ان کے فوٹو کی زیارت ہو رہی ہے وغیرہ وغیرہ یہ معلومات آپ تک کیسے پہونچیں معلومات کا ذریعہ کیا ہے؟

(۲) اگر صرف سنی سنائی باتیں ہیں تو ان کا اعتبار کر لینا آپ کو کس حد تک زیب دیتا ہے ؟

(۳) اگر آپ نے اپنی نگاہوں سے یہ سب دیکھا بھالا تو آپ سے بھی کچھ شرعاً مواخذہ ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(۴) آپ نے اپنے زمانے کے مصلح اعظم ہوتے ہوئے ان کی روک تھام اور سد باب کے لئے زمین پر کچھ کیا بھی یا نہیں یا صرف کاغذ پر گرجنے برسنے کے بعد چادر تان کر سو گئے ؟

ایک جگہ مولانا اپنے دل کا بخار کچھ یوں نکالتے ہیں خود ساختہ فرضی مسلک کا ڈھنڈورہ پیٹنے والے ایسے مواقع پر کیوں خاموش ہو جاتے ہیں ؟زحمت نہ ہو تو مولانا سے چند امور کی وضاحت طلب کر لی جائے ۔

(۱) کیا کوئی ایسی علمی اور عملی عبقری شخصیت جس نے گمراہوں ، بددینوں اور بد عقیدوں کے خلاف جہاد بالقلم کر کے عقائد واعمال کے تحفظ کا نمایاں کارنامہ انجام دیا ہو ان کی طرف مسلک کی نسبت ہو سکتی ہے یا نہیں ؟

(۲) قرآن کریم کے اندر صراط الذین انعمت علیہم وارد ہے جس کا ترجمہ ہے ان کا راستہ جن پر تیراانعام ہوا اور جن پر اللہ عز وجل کا انعام ہوا وہ کون قدسی صفات نفوس ہیں تو دوسرے موقع پر قرآن کریم نے اس کی وضاحت کردی ''من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین ''وہ انبیاء ،صدیقین ، شہداء ، اور صالحین کا راستہ ہے اس سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ صالحین کی طرف بھی راستہ کی نسبت ہو سکتی ہے یہ آپ کے نزدیک مسلم ہے یا نہیں ؟

(۳) اگر مسلک کی نسبت کسی دوسری عظیم عبقری شخصیت کی طرف کی جائے تو کیا کسی ذمہ دار علمی اور عملی شخصیت نے ایسا بولنے ، یا لکھنے سے منع کیا ہے؟

(۴) اگر ۔اگر ، مگر کا سلسلہ شروع ہو تو ایک طویل سلسلہ شروع ہو جائیگا مسلک خواجہ اجمیری کیوں نہیں ، مسلک سرکار بغداد کیوں نہیں ، مسلک شیخ حماد کیوں نہیں ، مسلک جنید بغدادی کیوں نہیں ، مسلک امام اعظم کیوں نہیں ، کیا ، کیوں ، اور کس لئے کا یہ لمبا سلسلہ اپنی توانائی برباد کرنا ہے یا نہیں ؟

(۵) کیا جو قبول عام مولیٰ تبارک تعالیٰ نے مذکورۃ الصدر مشائخ کرام کے اس عاشق شیدا کو عطا فرمایا تحریر وتقریر سے اس قبول عام کے خلاف نبرد آزما ہونا ، محاذ آراء ہونا صحیح اور درست ہے ؟

مولیٰ تبارک وتعالیٰ ہمارے افکار ونظریات ، آراء وخیالات ، خطابات اور نگار شات کو خلوص وللہیت کی دولت لا زوال سے آراستہ فرمائے ۔آمین

یٰسین ندوی مصباحی کا مکمل بائیکاٹ ہی واحد شرعی حل

از: شہزادۂ سراج ملت، مولانا سید محمد ہاشمی رضوی، پھول گلی، ممبئی ۳

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

رضا سے جلوگے تو جل جاؤ گے تم
رضا سے ملوگے تو کھل جاؤ گے تم
یہ ہے اعلیٰ حضرت کی عظمت کا سکہ
جو چلتا رہے گا کھنکتے کھنکتے

'عرفانِ مذہب ومسلک' جیسی غیر عرفانی وگمراہ کن کتاب کے مصنف فتنہ گروں کے سر خیل، سازشیوں کے میر کارواں، رئیس الاشرار، نام نہاد رئیس القلم، نا عاقبت اندیش، عقل و بصیرت سے بے بہرہ یعنی ندوی یٰسین اختر مصباحی جو رضویات اور خانوادۂ رضویہ کی مخالفت میں اپنے لشکر کے ساتھ میدانِ عمل میں کود پڑے ہیں۔ یہ اب ان دِنوں مفتی ہونے کے زعم میں ہر ہفتہ نئی نئی لایعنی تحریر کے ذریعہ توبہ ورجوع کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ نہ جلسہ نہ جلوس، نہ فاتحہ نہ کوئی دعوت ہر جگہ سے پھٹکار کے شکار، اب سیمینار بھی نہ ہونے کی فکر میں بیچارے اس قدر پریشان ہوچکے ہیں کہ بیان سے باہر ہے۔

آج کے دور میں نااہلوں اور شہرت پرست مریضوں نے اچھاحل نکالاہے کہ کسی بڑی شخصیت پر تنقید کروشہرت مل ہی جائے گی۔ اس فارمولے پر خبط الحواس قلم کار ندوی یاسین اختر صحیح معنوں میں عمل کرتے ہوئے کبھی سرکار تاج الشریعہ توکبھی دیگر علمائے حق پر توبہ ورجوع کا مفت کافتویٰ تحریراًعام کرتے نظر آرہے ہیں۔ صلح کلیت کی عالمگیر تحریک 'دعوت الیاسی' کے برانڈ ایمبسڈر کے طورپر ہندوستان میں مقرر ندوی یٰسین اختر مصباحی جو ہر ہفتہ ایک نئی تحریر لکھ کر نیٹ کے ذریعہ عام کر رہے ہیں۔ لیکن یہ سرکار اعلیٰ حضرت کی پھٹکار ہی کہئے اس عقل سے پیدل قلم کار پر کہ کوئی اس کے ندویت نواز مضامین کو اہمیت ہی نہیں دے رہاہے۔

یٰسین اختر ندوی لکھتے ہیں کہ:"عرفانِ مذہب ومسلک 'شائع ہونے کے بعد اسے رفتہ رفتہ بعض افراد نے تحریراًوتقریراًایک گرم موضوع اور سنگین مسئلہ بنایااور جذباتیت وعجلت پسندی میں'عرفان'کے خلاف لکھتے اور بولتے ہوئے ان سے ایسی شرعی غلطی سرزدہوگئی جس سے توبہ ورجوع ان کے اوپرلازم ہوگیا"۔ دھواں آگ کے بغیر نہیں اٹھتا، اس کتاب میں یقیناً شرعی خامیاں ہیں، جس کے بنیاد پراس کتاب کے منظرعام پر آتے ہی اہلسنّت کے درمیان ایک خلجان برپاہوگیااورایک اضطرابی کیفیت طاری ہوگئی، اکابرعلماء نے اس کتاب سے برأت کااظہار کیا، بہتوں نے تواس کتاب کوغیر عرفانی اورایمان سوزکتاب قرار دیا، اس کے خلاف درجنوں مضامین منظر عام پر آئے، کئی کتابیں لکھی گئیں جس میں ان کے 'عرفان' کے پرانچے اڑادیئے گئے اور شرعی گرفت بھی کی گئی۔ مگر واہ رے ڈھٹائی کہ ان کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا!اور وہ اس کتاب کومزیداضافہ کے ساتھ شائع کراکر امت میں انتشار وافتراق کی مذموم کوشش کر رہے ہیں۔

۳رجمادی الاولیٰ ۱۴۳۵ھ مطابق ۵ رمارچ ۲۰۱۴ء کے ایک پرچہ میں جس کاعنوان 'جماعت اہلسنت کافتنۂ کبیر' ہے لکھتے ہیں کہ:

"جن صغیروکبیرمولویوں نے "عرفانِ مذہب ومسلک" کے خلاف تحریراًوتقریراًکوئی بھی شرعی الزام عائد

کیاہے۔ وہ بقیدصفحہ وسطر اس شرعی غلطی کی واضح نشان دہی کرکے اس کی حرمت وضلالت یاجو بھی شرعی حیثیت ہواس کی تعیین کریں۔اگرواقعتاً ایسی کوئی شرعی غلطی ثابت ہوگی توبلاتکلف وبلاتاخیرمیں اس سے رجوع وتوبہ واستغفار کر کے ’عرفانِ مذہب ومسلک‘کے آنے والے ایڈیشن (جو تقریباتین سو صفحات پر مشتمل ہے اور ہفتہ عشرہ میں حوالۂ پریس کیاجانے والاہے)میں اصلاح کرنے کے ساتھ ایک رجوع نامہ ، سنی مجلات ورسائل میں بھی بغرض اشاعت ارسال کردوں گا“۔اس کے علاوہ بھی کئی مضامین میں انہوں نے اس طرح کے خیالات کااظہار کیاہے۔مگر ہائے رے ہٹ دھرمی اور انانیت کہ بارہا شرعی خامیوں کے نشاندہی کی گئی باضابطہ کئی کتابیں منظر عام پر آگئیں ان میں چندکتابیں یہ ہیں:

(۱)آئینۂ صلح کلیت مصنف :انیس عالم سیوانی۔(۲)مذہب ومسلک کاحقیقی عرفان مصنف:مفتی شمشادرضوی، بدایوں (۳)ابراق بریلی مصنف:مولاناشہاب الدین ، دہلی۔ (۴) تفتیش مصنف:غلام مصطفیٰ قادری(۵)مسلکِ حق مصنف:مفتی اختر حسین علیمی۔

پھر بھی شرعی غلطی کی واضح نشاندہی کے تقاضے!!!اب اسے سوائے اس کے اورکیاکہاجائے کہ یہ بصارت کے ساتھ بصیرت نہ ہونے کایہ نتیجہ ہے۔

ع دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

انہیں توچاہئے کہ اپنی خامیوں کودیکھ کر فوراًرجوع کرتے تاکہ دارین کے خسرا ونقصان کاسامنانہ کرناپڑے ،مگر اسے ان کی حرماں نصیب ہی کہئے کہ بجائے اپنے اندر اصلاح لانے اور اپنی خامیوں پر غور کرنے کے دوسروں سے توبہ اور رجوع کامطالبہ کر رہے ہیں ’الٹے چور کوتوال کوڈانٹے‘ مثل اس جگہ بالکل درست ہے۔اورحقیقت تویہ ہے کہ۔۔

ع اللہ اگر توفیق نہ دے انسان کے بس کی بات نہیں۔

۱۵؍اکتوبر۲۰۱۴ء کے لکھے گئے مضمون میں وہ لکھتے ہیں کہ:”تقریباًدس ماہ سے باربارکے تحریری مطالبہ کے باوجودکسی نے بھی ’عرفانِ مذہب ومسلک ‘ کے خلاف عائدکردہ شرعی الزام کاکوئی ثبوت اب تک پیش نہیں کیااس لئے ایسے افراد کے لئے توبہ و رجوع ہی اب واحد شرعی حل ہے “۔جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اپنی خامیوں کوپسِ پشت رکھ کر دوسروں پر بے بنیادالزام عائد کرناان کی فطرت ہے ، ان کی ہر شرعی غلطی کومع ثبوت شرعی واضح کردیاگیاہے۔

سرکار اعلیٰ حضرت کایہ شعر کہ:

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب
اس بُرے مذہب پہ لعنت کیجئے

یقیناایک پیغام،ایک مزاج ، درس اور عقیدہ دیتاہے کہ جس مذہب میں تعظیم حبیب شرک ہے وہ مذہب براہے اور اس بُرے مذہب پر لعنت بھیجتے رہنا۔اس لئے ہم وفادارانِ مصطفیٰ گستاخان رسالت کی مذمت کرتے ہوئے ہمہ وقت لعنت بھیجتے رہتے ہیں ۔ لیکن یاسین اخترندوی مصباحی کویہ بھی ہضم نہیں ہوتا، اسی سے ان کی اصلیت یعنی صلح کلیت کااندازہ لگایاجاسکتاہے۔اس لئے وفادارانِ مسلک اعلیٰ حضرت پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ ہر اس شخص کارد اپنے اوپر فرض کرلیں جوگستاخانِ رسول کے ردّ سے نفرت کااظہار کرتے ہیں۔یاد رہے جب جب سرکار امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کاتذکرہ ہوگا،یزید کوبراکہاجائے گا۔اسی طرح جب جب عظمت مصطفیٰ پر بیان کیاجائے گا،ان وہابیوں کے عقائد خبیثہ کوبیان کرکے ان کوکافر ومرتد بتاکر اپنے سنی مسلمانوں کوآگاہ کیاجاتارہے گا۔الحمدللہ وہابیوں کوکافرومرتد کہناہماراوظیفہ ہے۔ان بدمذہبوں پر شدت قرآن کا دیا ہوا مزاج ہے اور ایمان والوں کی پہچان ہے۔ اب جواس عقیدے سے روکے گاوہ بھی اسی زمرے میں شامل ہوگا۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اہلسنّت وجماعت کو ایسے شاطر قلمکار وں کے شر سے محفوظ ومامون رکھے۔

رضااکیڈمی کے روح رواں الحاج محمدسعیدنوری

صاحب کے اس مشورے پر 'کہ اب بہتر ہے کہ مل بیٹھ کر 'عرفانِ مذہب ومسلک 'کامسئلہ حل کرلیاجائے۔یٰسین اختر ندوی جواباً تحریر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:"چوں کہ حضرت سید محمداویس مصطفیٰ میاں قادری بلگرامی، موجودہ بعض اختلافات کے سلسلے میں تصفیہ ومصالحت کی کوشش کرچکے ہیں ، اس لئے نہایت مناسب ہوگا کہ علماء ومقتیانِ اہلسنّت کی نشست بلگرام شریف میں رکھی جائے جوہم سب کاصدیوں تک دینی وعلمی وروحانی مرکز رہا ہے"۔

جواباًمیں عرض کروں گاکہ:

'عرفان مذہب ومسلک 'لکھ کرجماعت اہلسنت میں انتشار پھیلانے والے یٰسین اخترندوی مصباحی مسلک اعلیٰ حضرت کومذعومہ مسلک قرار دینے والے یٰسین اخترندوی مصباحی علماء کی شان میں توہین کرنے والے یٰسین اخترندوی مصباحی وہابیوں کے رد پر ناراضگی کااظہار کرتے ہوئے سنی علمائے کرام کو نشانہ بنانےوالے یٰسین اخترندوی مصباحی بلکہ یوں کہئے کہ سارے فتنوں کے جڑ یٰسین اخترندوی مصباحی اس کے باوجود مصالحت کے لئے ہمیں بلگرام شریف آنے کامشورہ دے رہے ہیں!!!!مجرم وہ ہیں۔ وہ خودبریلی شریف آئیں اور وہاں آکر علماء ومقتیانِ اہلسنت کی موجودگی میں تصفیہ ومصالحت کی کوشش کریں اور حضور تاج الشریعہ بحیثیت فیصل ہوں ۔

نیزمیں رضااکیڈمی کے روح رواں محترم الحاج محمدسعید نوری صاحب سے گذارش کروں گاکہ وہ ایسے ،نااہل ،ندویت نوازاور صلح کلیت کے برانڈ ایمبسڈر یاسین اختر ندوی مصباحی سے کسی طرح کی کوئی بات بالکل نہ کریں اور نہ ہی کسی طرح کی تصفیہ،اورمصالحت ومفاہمت کی نشست کاکہیں اہتمام کریں۔اس لئے کہ جماعت اہلسنت میں ان کی کوئی وقعت نہیں رہ گئی ۔ان کے قلم سے نکلنے والے جملوں سے رضویت اور مسلک اعلیٰ حضرت سے بیزاری کاثبوت ملتاہے۔ان کی اوقات ہی یہ ہے کہ ان کوبالکل دودھ سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دیاجائے۔ یہ بالکل کسی طرح سے بات چیت کے قابل نہیں۔ہاں اگران سے بات ہو بھی تو اس شرط پر کہ وہ پہلے اپنی شیطانی ایمان سوزتحریرسے رجوع کریں اور چلتی ٹرین پر اپنی مفت کے مفتی کی تحقیق سے برأت کااظہارکریں پھر کوئی نشست ہوگی۔بغیراس کے ان جیسے ضمیرفروشوں سے کوئی بات نہ ہو،یہی ایک صحیح شرعی حل ہے۔

میں تمام علمائے اہلسنّت سے مؤدبانہ گزارش کروں گاکہ وہ ایسے مسلک بیزار اور مرکزاہلسنت بریلی شریف کے غدار لوگوں کابالکل بائیکاٹ کریں،اسی طرح جس طرح سے ابھی جاری ہے اور مجھے یقین ہے کہ جب تک بائیکاٹ جاری رہے گااس وقت تک اہلسنّت میں امن وامان باقی رہے گا۔اس لئے کہ اہلسنّت میں انتشار پھیلانے والے یہی چند مفاد پرست افراد ہیں۔

اور مجھے یقین ہے کہ جس کے دل میں واقعی ملت کادرد ہے وہ یٰسین ندوی مصباحی کے خرافاتی مضامین کوپڑھ کر یہ کہے بغیرنہ رہے گایقینااہلسنّت میں پیداشدہ اختلاف کے جراثیم ان ہی جیسے شریروں کی دین ہے۔مولیٰ تعالیٰ ایسے نازک دور میں ہمارے ایمان وعقیدے کی حفاظت فرمائے اور مسلک اہلسنّت یعنی مسلک اعلیٰ حضرت کا بول بالا کرے اور اہلسنت کوہر طرح کے شر اور شریروں سے محفوظ وومامون فرمائے۔

حَسْبُنَااللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْل،نِعْمَ الْمَولیٰ وَنِعْمَ النَّصِیر۔وَمَاتوفِیقِی اِلَّا بِاللہ۔وھُوَالْمُعِین وَالْمُسْتَعانُ وَعَلَیْہِ التُّکلان۔

***

فقہی اختلاف اور جدید نظریہ

از: مولانا طارق انور مصباحی، کیرالا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ خدا کے یہاں مفتی فتویٰ دینے کا ذمہ دار ہو گا یا وہ بھی جو فتویٰ پر عمل کرے؟۔بینوا توجروا

الجواب: اگر وہ مفتی قابل فتویٰ نہیں۔ یا عامہ مسلمین شہر دربارۂ فتویٰ اس پر اعتماد نہیں کرتے۔ یا فتویٰ ایسا غلط ہے جس کی صریح غلطی مستفتی پر ظاہر ہے۔ یا عالم معتمد و مستند نے اس کے اغلاط ظاہر کر دیئے۔ یا فتویٰ واقعات پر نہیں ہے۔ اور اس میں مفتی نے اصل واقعہ چھپایا اور غلط رخ دکھایا۔ تو مفتی اور اس پر عمل کرنے والا دونوں ماخوذ و گرفتار ہیں۔ ورنہ جب تک حق واضح نہ ہو، جاہل پر وبال نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۲۸۴ ۔ رضا اکیڈمی ممبئی)۔ امام اہل سنت نے فرمایا۔ "بے تحقیق مسئلہ کا جواب دینا حرام ہے"۔ (فتاویٰ رضویہ ج۱۴ ص۶۱۲)

اقول: عہد حاضر میں فقہاء معتمدین کی تعداد حد درجہ کم ہے۔ فقہی قابلیت جو عصر ماقبل میں تھی، آج مفقود ہے۔ مذکورہ بالا عبارت سے واضح ہو گیا کہ اگر کسی مسئلہ کی خطا واضح ہو گئی۔ تو اس پر عمل کرنے والا بھی گنہگار ہو گا۔ آج کل جدید فقہی اختلافی مسائل سے متعلق یہ کہا جاتا ہے۔ علماء زمانہ کے دو قول ہیں۔ دونوں میں سے کسی پر عمل ہو سکتا ہے۔ واضح رہے جس فقیہ کے قول پر قوی دلائل کے ساتھ سوالات قائم کئے گئے۔ یا راجح دلیلوں سے اس کا قول رد کر دیا گیا۔ تو اب دو صورتیں ہیں۔ یا تو قائل اول اپنے قول سے رجوع کرے۔ یا دیگر فقہاء کے دلائل کا علمی رد اور سوالات کا صحیح جواب دے۔ اور ایسے قول پر عمل کرنے والوں کا حکم فتاویٰ رضویہ کی عبارت سے ظاہر ہو گیا۔ واضح رہے کہ مجتہد کو اپنے ظن غالب اور اجتہاد پر عمل کا حکم ہے۔ لیکن فقہاء طبقہ سابعہ یعنی ناقلین فتویٰ کیلئے ایسا حکم نہیں کہ وہ اپنی تحقیق پر ہی عمل کریں خواہ وہ خطا ہو یا صواب۔ ان کیلئے (فَسْءَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ) کا حکم ہے۔ فقہاء کو اس کا علم ہے۔

رجوع کا حکم

سوال: جو صاحب جھوٹا مسئلہ بیان کریں، ان کے واسطے شرع شریف کا کیا حکم ہے؟

الجواب: جھوٹا مسئلہ بیان کرنا سخت شدید کبیرہ ہے۔ اگر قصداً ہے تو شریعت پر افتراء ہے۔ اور شریعت پر افتراء اللہ عزوجل پر افتراء ہے۔ اور اللہ عزوجل فرماتا ہے (اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ) وہ جو اللہ پر جھوٹا افتراء کرتے ہیں، فلاح نہ پائیں گے۔ اور اگر بے علمی سے ہے تو جاہل پر سخت حرام ہے کہ فتویٰ دے۔ حدیث میں ہے۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں (مَنْ اَفْتٰى بِغَيْرِ عِلْمٍ لَعَنَتْهُ مَلٰٓئِكَةُ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ) جو بغیر علم کے فتویٰ دے، اس پر آسمان وزمین کے فرشتے لعنت کرتے ہیں۔ ہاں، اگر عالم سے اتفاقاً سہواً واقع ہوا اور اس نے اپنی طرف سے بے احتیاطی نہ کی۔ اور غلط جواب صادر ہوا۔ تو مواخذہ نہیں۔ مگر فرض ہے کہ مطلع ہوتے ہی فوراً اپنی خطا ظاہر کرے۔ اس پر اصرار کرے گا تو پہلی شق یعنی افتراء میں آئے گا۔ (فتاویٰ رضویہ ج۹ نصف اخیر ص۲۷۵)

عرف وعادات کالحاظ

(۱) علامہ شامی نے لکھا (ان جمود المفتی او القاضی علی ظاہر المنقول مع ترک العرف و القرائن الواضحة و الجھل باحوال الناس یلزم منه تضییع حقوق کثیرة و ظلم خلق کثیرین) (شرح عقود رسم المفتی ص ۴۲)۔(۲) (فی القنیة۔ لیس للمفتی و لا للقاضی ان یحکما علی ظاہر المذھب و یترکا العرف) (شرح عقود رسم المفتی ص ۴۲)۔(۳) علامہ شامی نے لکھا (قد قالوا۔ و من جھل باھل زمانه فھو جاھل) (شرح عقود رسم المفتی ص۴۱) (۴) امام احمد رضا نے لکھا (من لم یعرف اہل زمانہ ولم یراع فی القتیا حال مکانہ فہو جاہل مبطل فی قولہ وبیانہ) (فتاویٰ رضویہ ج۲۱ ص۴۱۲۔ جدید) (ت) جو شخص اپنے اہل زمانہ کو نہ پہچانے اور فتویٰ میں اپنے علاقہ کے حال کالحاظ نہ کرے، وہ لاعلم ہے۔ اور اس کا قول وبیان باطل ہے۔

تحقیق مسائل جدیدہ

فقیہ وغیر فقیہ: عہد حاضر میں تمام فقہاء طبقہ سابعہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور بہت سے مفتی وفقیہ کہلانے والے فقہاء کی فہرست سے خارج ہیں۔ نقل فتاویٰ و تحقیق مسائل جدیدہ ہر دو کیلئے مشکل شرائط ہیں۔ (۱) علامہ شامی نے لکھا (و التحقیق ان المفتی فی الوقائع لا بد له من ضرب اجتھاد و معرفة باحوال الناس) (شرح عقود رسم المفتی ص۴۱)

(ت) تحقیق یہ ہے کہ واقعات (وحوادث جدیدہ) کے بارے میں فتویٰ دینے والے کیلئے ایک قسم کا اجتہاد اور لوگوں کے احوال کی معرفت ضروری ہے۔

اقول: علامہ شامی کی قید "ضرب من الاجتہاد" سے صاف ظاہر ہے کہ مسائل جدیدہ کی تحقیق کا حق ہر ایک کو نہیں۔ عہد حاضر میں طبقہ سابعہ کے فقہاء متقنین ہی اس کے اہل ہیں۔ نو واردین کا یہ منصب نہیں۔ عصر حاضر کی فقہی مجلسوں میں اس شرط کی کماحقہ رعایت نہیں کی جا رہی

ہے۔جس کے سبب یکے بعددیگرے مسائل جدیدہ مختلف فیہ ہوتے جارہے ہیں۔ رب تعالیٰ ہمیں راہ صواب کی ہدایت عطافرمائے۔آمین

ہدایت وتنقید

اقول:اگرکسی فقیہ سے خطاصادرہو۔اس کی رہنمائی ضروری ہے۔لیکن ہدایت کے شرائط ملحوظ رہیں۔

(۱)اما م اہل سنت نے خطبہ کے درمیان آمین وغیرہ بولنے سے متعلق فرمایا۔"علماء محتاطین توایسے مسائل اجتہادیہ میں انکار بھی ضروری وواجب نہیں جانتے۔نہ کہ **عیاذًاباللہ نوبت تابہ تضلیل واکفار**"۔(فتاویٰ رضویہ ج ۸ص۴۸۴۔جدید)۔(۲)اما م اہل سنت نے فرمایا۔"جہاں اختلافات فرعیہ ہوں جیسے باہم حنفیہ وشافعیہ وغیرہما فرق اہل سنت میں ۔ وہاں ہرگزایک دوسرے کوبُراکہنا جائز نہیں"۔(الملفوظ ج۱ص۴۶۔قادری کتاب گھر بریلی)

(۳)اما م اہل سنت نے فرمایا۔"اے عزیز!اس زمانہ فتن میں لوگوں کواحکام شرع پرسخت جرأت ہے۔خصوصاً ان مسائل میں جنہیں حوادث جدیدہ سے تعلق ونسبت ہے۔جیسے تاربرقی وغیرہ۔سمجھتے ہیں کہ کتب ائمہ دین میں ان کاحکم نہ نکلے گا جومخالفت شرع کاہم پرالزام چلے گا ۔مگرنہ جاناکہ علماء دین شکراللہ تعالیٰ مساعیہم الجمیلۃ نے کوئی حرف ان عزیزوں کے اجتہاد کواٹھا نہیں رکھاہے۔تصریحاً تلویحاً تفریعاً تاصیلاً سب کچھ فرمادیاہے۔ زیادہ علم اسے ہے۔جسے زیادہ فہم ہے۔اورانشاء اللہ العزیززمانہ ان بندگان خداسے خالی نہ ہوگا جومشکل کی تسہیل ،معضل کی تحصیل،صعب کی تذلیل،مجمل کی تفصیل کے ماہرہوں۔بحرسے در،صدف سے گہر،بذر سے درخت ،درخت سے ثمر نکالنے پرباذن اللہ تعالیٰ قادرہوں"۔(فتاویٰ رضویہ ج۴ص۵۲۶)۔ (۴)اما م اہل سنت نے فرمایا۔"آجکل درسی کتابیں پڑھنے پڑھانے سے آدمی فقہ کے دروازے میں بھی داخل نہیں ہوتا۔نہ کہ واعظ جسے سوائے طلاقت لسان کوئی لیاقت جہاں درکار نہیں"۔(فتاویٰ رضویہ ج۴ص۵۶۵)۔ (۴) اما م اہل سنت نے فرمایا۔"علم دین فقہ وحدیث ہے۔منطق وفلسفہ کے جاننے والے علماء نہیں۔یہ امور متعلق بہ فقہ ہیں۔توجوفقہ میں زیادہ ہو،وہی بڑاعالم دین ہے۔اگرچہ دوسرا حدیث وتفسیرسے زیادہ اشتغال رکھتا ہو۔پھر بھی عالم دین نہ ہوگا مگر سنی المذہب۔کہ فاسدالعقیدہ جہل مرکب میں گرفتار۔جوجہل بسیط سے ہزار درجہ بدتر خصوصاً غیر مقلدین کہ فقہ وفتویٰ میں ان پراعتماد توایساہے جیسے چور کوپاسبان بنانا"۔(فتاویٰ رضویہ ج۴ص۵۷۲)۔

انطباق مسائل جدیدہ

طبقہ سابعہ: عہد حاضر میں نہ کوئی مجتہد مطلق ہے اور نہ ہی کوئی مجتہد فی المذہب۔بلکہ کوئی مجتہد فی المسائل بھی نہیں۔تمام فقہاء طبقہ سابعہ یعنی ناقلین فتویٰ ہیں الاماشاء اللہ ۔نئے مسائل کا سلسلہ روز بروز بڑھتا جا رہاہے۔ ان حوادثات جدیدہ کے حل کی کیا صورت ہے؟ ۔علماء اسلام نے مسائل جدیدہ کے حل کی شکلیں کتابوں میں لکھا ہے۔بعض شکلیں ذیل میں تحریر کی جاتی ہیں۔انہی اصولوں کی روشنی میں عہد حاضر کے فقہاء جدید مسائل کے حل کی کوشش کرتے ہیں۔اوروہی اقدام کرے جوجزئیات فقہیہ وقواعد و اصول فقہ کا ماہرہو۔(۱)امام زرکشی نے لکھا(**والحق ان الفقیہ الفطن القَیَّاسَ کالمجتہدفی العامی،لاالناقل فقط**) (البحرالمحیط ج۶ ص۲۰۷)(ت)اور حق یہ ہے کہ قیاس پر قدرت رکھنے والا ذہین فقیہ عام افراد کے حق میں مجتہد کی طرح ہے۔ نہ کہ صرف اقوال فقہیہ نقل کرنے والا۔

اقول:جو محض ناقل ہو، وہ مسائل جدیدہ میں کوئی فیصلہ نہ دے سکے گا ۔ہاں وہ فقیہ جو گرچہ درجہ اجتہاد پر فائز نہیں ہے لیکن احکام کو احکام پر قیاس کر لیتا ہے تو وہ حکم قدیم اور حادثہ جدیدہ میں وجہ مناسبت تلاش کر کے حکم کا تعین کر لیتا ہے اور وہ فقہی ضرورت کی تکمیل میں مجتہد کے قائم مقام ہے۔(۲)علامہ شامی نے سوال مذکورہ بالا کا طویل جواب دیا ہے۔ بوجہ ضرورت اسے نقل کیا جاتا ہے۔ اس میں انہوں نے بتایاہے کہ جتنے بھی جدید مسائل ہوا کرتے ہیں، فقہ کی کتابوں سے ان مسائل کا جواب دیا جا سکتا ہے ۔فقہ کی کتابوں میں یاتو وہ مسئلہ بعینہٖ مذکور ہوگا یا کوئی ایسا قاعدہ کلیہ ہوگا جو اس مسئلہ جدیدہ کو شامل ہوگا۔

(قال فی أخرالحاوی القد سی۔ومتٰی لم یوجد فی المسئلة عن ابی حنیفة روایة، یوخذ بظاهر قول ابی یوسف ثم بظاهرقول محمد ثم بظاهرقول زفروالحسن وغیرهم۔ الاکبرفالاکبر۔هکذا الٰی أخرمن کان من کبارالاصحاب۔واذالم یوجدفی الحادثةعن واحدمنهم جواب ظاهروتکلم فیه المشائخ المتأخرون قولاً واحدًا یوخذ به۔فان اختلفوا یوخذ بقول الاکثرین مما اعتمد علیه الکبار المعروفون کابی حفص وابی جعفر وابی اللیث والطحاوی وغیرهم فیعتمدعلیه۔وان لم یوجد منهم جواب البتة نَصًّا۔ینظرالمفتی فیهانظر تأمل وتدبر واجتهاد لیجد فیهامایقرب الی الخروج عن العهدةولایتکلم فیهاجزافًالمنصبه وحرمته ولیخش اللّٰہ تعالٰی و یراقبه فانه امرعظیم لایتجاسرعلیه الا کل جاهل شقی۔انتهی۔وفی الخانیة۔وان کانت المسئلة فی غیر ظاهرالروایة ان کانت توافق اصول اصحابنا یعمل بها۔فان لم یجد لها روایة عن اصحابنا۔واتفق فیهاالمتأخرون علٰی شیء،یعمل به۔وان اختلفوایجتهد ویفتی بماهوصواب عنده۔وان کان المفتی مقلدًاغیر مجتهد،یاخذبقول من هو افقه الناس عنده ویضیف الجواب الیه۔فان کان افقه الناس عنده فی مصرأخر،یرجع الیه بالکتاب ویکتب الجواب ولایجازف خوفًامن الافتراءعلی اللّٰہ تعالٰی بتحریم الحلال وضده۔انتهٰی۔قلت۔وقوله(وان کان المفتی مقلدًا غیر مجتهد الخ)یفید ان المقلد المحض لیس له ان یفتی فیمالم یجدفیه نصًّاعن احد۔ویؤیده مافی البحر عن التاتر خانیة۔وان اختلف المتأخرون،اخذبقول واحدفلولم یجدمن المتأخرین،یجتهد برایه اذا کان یعرف وجوه الفقه و یشاور اهله ۔ انتهٰی۔فقوله(اذا کان

يعرف الخ)دليل علٰى ان من لم يعرف ذلک بل قرأ كتابًا او اكثر و فهمه وصار له اهلية المراجعة و الوقوف علٰى موضع الحادثة من كتاب مشهور معتمد، اذا لم يجد تلک الحادثة في كتاب، ليس له ان يفتي فيها برأيه بل عليه ان يقول لا ادري۔ كما قال من هو اجل منه قدرًا من مجتهدي الصحابة و من بعدهم۔ بل من ايد بالوحي ﷺ۔ و الغالب ان عدم و جدانه النص لقلة اطلاعه او عدم معرفته بموضع المسئلة المذكورة فيه۔ اذ قل ما تقع حادثة الا و لها ذكر في كتاب المذهب۔ اما بعينها او بذكر قاعدة كلية تشملها۔ و لا يكتفي بو جود نظيرها مما يقاربها فانه لا يامن ان يكون بين حادثته و ما و جده فرق، لا يصل اليه فهمه۔ فكم من مسئلة فرقوا بينها و بين نظيرتها حتّٰى الفوا كتب الفروق لذلک۔ و لو وُكِّلَ الامرُ الٰى افهامنا، لم ندرک الفرق بينهما۔ بل قال العلامة ابن نجيم في الفوائد الزينية۔ لا يحل الافتاء من القواعد و الضوابط۔ و انما على المفتي حكاية النقل الصريح كما صرحوا به۔ انتهٰى ۔ و قال ايضًا۔ ان المقرر في الاربعة المذاهب ان قواعد الفقه اكثرية، لا كلية۔ انتهٰى۔ نقله البيري۔ فعلٰى من لم يجد نقلًا صريحًا ان يتوقف في الجواب او يسأل من هو اعلم منه و لو في بلدة اخرٰى كما يعلم مما نقلناه عن الخانية۔ وفي الظهيرية۔ و ان لم يكن من اهل الاجتهاد لا يحل له ان يفتي الا بطريق الحكاية فيحكي ما يحفظ من اقوال الفقهاء۔ انتهٰى۔ نعم، قد توجد حوادث عرفية غير مخالفة للنصوص الشرعية فيفتي المفتي بها)(شرح عقود رسم المفتی ص۲۸) (ت) "الحاوی القدسی" کے اخیر میں لکھا کہ جب مسئلہ میں حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے کوئی روایت نہ پائی جائے تو امام ابو یوسف کے ظاہر الروایہ قول کو لیا جائے گا، پھر امام محمد، پھر امام زفر بن ہذیل و امام حسن بن زیاد لؤلؤ وغیرہم کے ظاہر الروایہ قول کو لیا جائے گا۔ الا کبر فالا کبر کے اعتبار سے ۔اسی طرح امام ابو حنیفہ کے اکابرین اصحاب میں سے آخر تک (یہ سلسلہ چلا جائے گا) ۔اور جب حادثہ کے بارے میں ان میں سے کسی سے ظاہری جواب نہ پایا جائے ۔او ر اس بارے میں متاخرین مشائخ نے ایک قول (متفقہ فیصلہ) کیا ہوتو اسے اختیار کیا جائے گا۔ اور اگر مشائخ متاخرین کا اس حادثہ کے بارے میں مختلف جواب ہو تو اکثر یت کے قول کو لیا جائے گا جس پر مشہور اکابرین جیسے امام ابو حفص ،امام ابو جعفر، ابو اللیث سمرقندی ،امام طحاوی وغیرہم نے اعتماد کیا ہو پس اسی جواب پر اعتماد کیا جائے گا ۔اوراگر صراحتًا ان علماء سے کوئی جواب بالکل نہ پایا جائے تو مفتی اس بارے میں تامل و تدبر اور اجتہاد کی نظر کے ساتھ غور و فکر کرے گا تا کہ اس بارے میں کوئی ایسا جواب پالے جو ذمہ داری سے عہدہ بر آ ہو نے کے قریب ہو(یعنی کوئی ایسا جواب صحیح اس کے ذہن میں رونما ہو جو اس کے افتاء کی ذمہ داری کو پوری کردے)۔ اور اس حادثہ کے بارے میں اٹکل اور اندازے سے کلام نہ کرے اپنے منصب اور اپنے وقار کا لحاظ کرتے ہوئے۔اور اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور حق اللہ کی حفاظت کرے ۔اس لئے کہ یہ(اجتہاد بلا و جود شرائط اور شرعیات میں اٹکل اوراندازے سے بات کرنا) ایک بڑا معاملہ ہے۔ جاہل بدبخت کے علاوہ کوئی اس کی جرأت نہیں کرتا(جیسا کہ آج کل بد بخت جاہل وہابیہ بلا وجود شرائط، اجتہاد پر کمر بستہ ہو کر خود کو جرم عظیم میں ڈال چکے ہیں)

فتاویٰ تاتارخانیہ میں ہے۔ اگر مسئلہ غیر ظاہر الروایہ میں ہو اور وہ ہمارے اصحاب احناف کے اصول کے مطابق ہو تو اس پر عمل کیا جائے گا ۔اوراگر ہمارے اصحاب احناف کی کوئی روایت اس کے لئے نہ پائی جائے اور اس بارے میں متاخرین کسی حکم پر متفق ہوں تو اس پر عمل کیا جائے گا۔ اور اگر متاخرین کا اس بارے میں اختلاف ہو تو مفتی اجتہاد کرے گا اور اس امر کا فتویٰ دے گا جو اس کے نزدیک صحیح ہے ۔اور اگر مفتی مقلد و غیر مجتہد ہو تو اس کے قول کو اختیار کرے گا جو اس کے نزدیک لوگوں میں زیادہ فقیہ ہو۔ اور جواب کو اسی کی طرف منسوب کرے گا ۔پس اگر اس کی نظر میں لوگوں میں سب سے زیادہ فقہ جاننے والا شخص دوسرے شہر میں ہوتو خط کے ذریعہ اس کی طرف رجوع کرے اور(اس کے حسب ہدایت) جواب لکھے اور اٹکل اور اندازے سے کلام نہ کرے، حلال کو حرام اور حرام کو حلال قرار دے کر رب تعالیٰ پر افتراء پر دازی کا خوف کرتے ہوئے (تاتارخانیہ کی عبارت ختم ہوئی)

علامہ سید ابن عابدین شامی نے کہا کہ صاحب تاتارخانیہ کا قول "وان کان المفتی مقلدًا غیر مجتہد الخ" یہ عبارت بتا رہی ہے کہ مقلد محض کیلئے اس بارے میں فتویٰ دینے کا حق نہیں ہے جس بارے میں وہ کسی فقیہ سے نص(صریح قول)نہ پائے۔ اور اسی مفہوم کی تائید کرتا ہے جو کچھ "البحر الرائق" میں تاتارخانیہ کے حوالے سے ہے کہ اگر متاخرین کا اختلاف ہو جائے تو کسی ایک فقیہ کے قول کو اختیار کرے۔ پس اگر متاخرین سے کوئی قول نہ پائے تو اپنی رائے سے اجتہاد کرے جب کہ وہ اصول و قواعد فقہیہ کی معرفت رکھتا ہو اور اہل فقہ سے مشاورت کرے(البحر الرائق کی عبارت ختم ہوئی)

ابن عابدین شامی نے لکھا۔پس صاحب بحر الرائق کا قول "اذا کان یعرف الخ" دلیل ہے اس بات پر کہ جو اصول و قواعد فقہیہ کی معرفت نہ رکھتا ہو بلکہ ایک یا بہت سی کتابیں پڑھا اور اس کو سمجھا اور اسے کسی مشہور معتمد کتاب میں موضع حادثہ پر واقفیت اور (اس کی طرف) رجوع کرنے کی اہلیت ہو گئی تو جب وہ اس حادثہ کو کتاب میں نہ پائے تو اسے یہ حق نہیں کہ اس حادثہ جدیدہ کے بارے میں اپنی رائے سے فتویٰ دے بلکہ اس پر ضروری ہے کہ وہ کہے کہ میں نہیں جانتا ہوں جیسا کہ "لاادری" اس نے کہاجو اس سے مرتبہ میں بڑھ کر ہے یعنی مجتہدین صحابہ اور ان کے مابعد کے مجتہدین بلکہ جن کی تائید وحی کے ذریعے کی گئی یعنی حضرت سرکار مصطفی ﷺ(پھر بعد میں بطور وحی آپ ﷺ کو اس کا علم دیا گیا)۔اور غالب تر یہی

ہے کہ مفتی کا نص (قول صریح) کو نہ پانا اس کی قلت اطلاع یا اس جگہ کی معرفت نہ ہونے کی وجہ سے ہے جہاں اس مسئلہ کو ذکر کیا گیا ہو۔ اس لئے کہ بہت کم ایسا حادثہ واقع ہوتا ہے مگر یہ کہ اس کا ذکر مذہب کی کتابوں میں ہوتا ہے۔ یا تو اس مسئلہ کا بعینہٖ ذکر ہوتا ہے یا ایسا قاعدہ کلیہ مذکور ہوتا ہے جو اس مسئلہ کو شامل ہو۔ اور کسی ایسی نظیر (مماثل) کا وجود کافی نہیں ہوگا جو اس کے قریب ہو۔ اس لئے کہ اس (خدشہ) سے امن نہیں کہ اس حادثہ اور پائی جانے والی نظیر کے درمیان کوئی ایسا فرق ہو جس تک اس کا ذہن نہ پہونچ پارہا ہو۔ پس بہت سے ایسے مسئلے ہیں کہ اس کے اور اس کی نظیر کے درمیان فقہاء نے فرق کیا۔ یہاں تک کہ اس کے بیان کیلئے علماء نے ''کتاب الفروق'' لکھا۔ اور اگر معاملہ ہمارے ذہنوں کے سپرد کردیا جائے تو ہم ان دونوں کے درمیان فرق نہ کرسکیں گے۔ بلکہ علامہ ابن نجیم مصری نے ''فوائد زینیہ'' میں کہا کہ قواعد و ضوابط سے (عام مفتی کو) فتویٰ دینا جائز نہیں۔ اور مفتی پر نقل صریح کی حکایت ضروری ہے جیسا کہ علماء نے اس کی تصریح کر دی ہے (فوائد زینیہ کی عبارت ختم ہوئی)

اور **علامہ ابن نجیم** نے یہ بھی کہا کہ مذاہب اربعہ میں یہ ثابت شدہ ہے کہ فقہ کے قواعد اکثری ہیں، کلی نہیں (فوائد زینیہ کی عبارت ختم ہوئی۔ اسے ابراہیم بیری نے نقل کیا ہے)۔ پس جو نقل صریح کو نہ پائے اس پر جواب میں توقف کرنا ضروری ہے۔ یا اس سے دریافت کرے جو اس سے زیادہ علم والا ہو، گرچہ دوسرے شہر میں ہو۔ ایسا ہی معلوم ہوتا ہے اس عبارت سے جو ہم نے ''تاتار خانیہ'' سے نقل کی ہے۔ اور ''ظہیریہ'' میں ہے کہ اگر مفتی اہل اجتہاد میں سے نہیں ہے تو اس کیلئے فتویٰ دینا حلال نہیں مگر حکایت کے طریقے پر۔ پس فقہاء کے جو اقوال اسے محفوظ ہیں، اسے وہ بیان کرے گا (ظہیریہ کی عبارت ختم ہوئی)ہاں، بہت سے عرفی حوادث پائے جاتے ہیں کہ وہ نصوص شرعیہ (صریح احکام فقہیہ) کے مخالف نہیں ہوتے ہیں۔ پس مفتی ان حوادثات ظاہرہ کے بارے میں فتویٰ دے گا۔

اقول: آج کل جو مفتیان کرام نئے مسائل کی تحقیق کر رہے ہیں، وہ اہل اجتہاد تو نہیں ہیں لیکن وہ مسئلہ ثابتہ اور حادثہ نازلہ کے درمیان ایک صحیح مناسبت کو ظاہر کر کے مسئلہ مستنبطہ کے حکم کو حادثہ جدیدہ پر منطبق کرتے ہیں اور خطاء کے وہم کو دور کرنے کیلئے ان پر مشاورت لازم ہے۔ اس لئے آج کل مجلس فقہی اور فقہی سیمینار کا انعقاد ہوتا رہتا ہے اور دلیل کے ذریعہ حکم کو ثابت کرنا ان مفتیان کرام کی قدرت سے باہر ہے۔ پس ثابت ہوا کہ فقہاء ناقلین کا وظیفہ حوادث نازلہ کے سلسلے میں صرف حکم کا انطباق ہے۔ یعنی مناسبت صحیحہ پائے جانے کے وقت مسئلہ فقہیہ قدیمہ کا حکم حادثہ جدیدہ کیلئے ثابت کریں اور دیگر فقہاء سے مشاورت کریں۔

ہر زمانے میں فقہاء کا وجود

عادت الٰہیہ: عادت الٰہیہ اس طرح جاری ہے کہ ہر زمانے میں ضرورت کے مطابق فقہاء اور علماء کا وجود ہوتا رہا۔ جب امت مسلمہ کو مجتہد مطلق کی حاجت تھی، اللہ تعالیٰ نے مجتہدین کو پیدا فرمایا۔ اب جب کہ مذہب اسلام میں فقہی جزئیات کی تخریج وتدوین، اس کے اصول وضوابط کی توضیح وتشریح ائمہ مجتہدین کے ذریعہ ہوچکی تو اب کسی مجتہد مطلق کی ضرورت نہیں۔ بعض حوادث جدیدہ اور نوپید مسائل کے حل کیلئے مجتہد مطلق کی ضرورت نہیں۔ بلکہ ماہر فقہاء ان مسائل کے حل کیلئے کافی ہیں۔ اور حسب ضرورت رب تعالیٰ کی جانب سے ایسے فقہاء کا سلسلہ جاری ہے۔

امام محمد بن علی بن محمد حصنی علاء الدین حصکفی (۱۰۲۵ء۔۱۰۸۸ء) نے رقم فرمایا (**فَاِنْ قُلْتَ۔ قدیکون اقوالًا بلا ترجیح وقد یختلفون فی التصحیح؟۔ قُلْتُ۔ یُعْمَلُ بمثل ما عملوا من اعتبار تغیر العرف واحوال الناس۔ وما هو الاوفق وما ظهر علیه التعامل وما قوی وجهه۔ ولا یخلوا الوجود عمن یمیز هذا حقیقةً۔ لا ظنًّا۔ وعلٰی من لم یمیز ان یرجع لمن یمیز لبرأة ذمه۔ فنسأل اللّٰه التوفیق والقبول بجاه الرسول** ﷺ) (الدرالمختار مع ردالمحتار ج۱ص۸۲)(ت) پس اگر تم اعتراض کرو کہ (فقہ کی کتابوں میں) کبھی فقہاء کے اقوال بلا ترجیح پائے جاتے ہیں۔ اور کبھی فقہاء تصحیح میں اختلاف کرتے ہیں۔ میں جواب دوں گا کہ (ان اقوال پر) ویسے ہی عمل کیا جائے گا جیسا کہ ان لوگوں نے عمل کیا یعنی تغیر عرف اور لوگوں کے احوال کے بدل جانے کا اعتبار کرتے ہوئے اور اس کا اعتبار کرتے ہوئے جو اہل زمانہ کے زیادہ موافق ہے اور جس پر تعامل مسلمین ظاہر ہے اور جس کی دلیل قوی ہے (ان سب احوال کا اعتبار کرتے ہوئے فقیہ ایک مسئلہ کو دوسرے پر ترجیح دے گا)۔ اور زمانہ حقیقی طور پر اس فقیہ سے خالی نہیں ہوگا جو اس کو ممتاز کردے، نہ کہ ظنی طور پر (یعنی یہ امر یقینی وقطعی ہے کہ ہر زمانے میں ایسے فقہاء ہوں گے جو عمل کے اعتبار سے راجح ومرجوح مسائل کو ایک دوسرے سے ممتاز کردیں گے۔ اور ایسے فقیہ کا وجود ظنی نہیں بلکہ یقینی ہے) اور جو تمیز نہ کرسکے، اسے اپنی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کیلئے اہل تمیز کی طرف رجوع کرنا ہے۔ پس ہم حرمت رسول ﷺ کے طفیل رب تعالیٰ سے توفیق اور قبولیت طلب کرتے ہیں۔

اقول: مسائل جدیدہ میں فقیہ کو افقہ کی جانب رجوع کا حکم۔ عصر حاضر میں رجوع آسان اور مطلوب شرع بھی۔ نیز یہ حکم فقہاء کے باہمی تعلقات کی بہتری اور اضافہ علم کا ایک عمدہ طریقہ۔ حکم شرع خالی از حکمت نہیں۔

قول مرجوح پر فتوٰی دینا جائز نہیں

قول مرجوح کا حکم: عصر حاضر کے فقہاء کیلئے بھی وہی قانون ہے جو فقہاء ما قبل کیلئے تھا۔ آج کل عوام الناس نے یہ سمجھ لیا کہ ہم کسی قول پر بھی عمل کرلیں، شریعت پر عمل ہوگیا۔ یہ خیال غلط ہے۔

قول مرجوح پر نہ فتویٰ دینے کی اجازت، نہ ہی عمل کی اجازت۔ بعد ترجیح دو متضاد اقوال میں سے ایک راجح اور دوسرا مرجوح ہوتا ہے۔ اولاً حکم تحریر کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد اسباب ترجیح رقم کئے جائیں گے۔ علامہ شامی نے لکھا۔ (قولہ فنسأل اللہ التوفیق) ای الی اتباع الراجح عند الائمۃ ومایوصل الی براءۃ الذمۃ۔ فان ہذا المقام اصعب مایکون علی من اُبْتُلِیَ بالقضاء والافتاء) (رد المحتار ج ۱ ص ۱۹۵) (ت) امام حصکفی کا قول کہ ہم اللہ سے توفیق طلب کرتے ہیں۔ یعنی ائمہ کے یہاں راجح قول کے اتباع کی اور اس کی جو بری الذمہ ہونے تک پہونچادے۔ اس لئے کہ یہ مقام مشکل ترین ہے اس کیلئے جو قاضی اور مفتی بنایا گیا۔

اقول: اقتباس مرقومہ بالا کا صریح مفہوم یہی ہے کہ مفتی و قاضی کو راجح قول پر فتویٰ وفیصلہ دینا ہے۔

مذہب احناف: (۱) (ان الواجب علی من اراد ان یعمل لنفسہ اویفتی غیرہ ان یتبع القول الذی رجحہ علماء مذہبہ فلایجوز لہ العمل او الافتاء بالمرجوح) (شرح عقود رسم المفتی ص ۱۰) (ت) جو اپنے لئے عمل کرنا چاہے یا غیر کو فتویٰ دینا چاہے۔ اس کیلئے اس قول کا تتبع واجب ہے جسے علماء نے راجح قرار دیا ہو۔ پس اس کیلئے مرجوح پر عمل کرنا یا فتویٰ دینا جائز نہیں۔ (۲) (قال الامام المحقق العلامۃ قاسم بن قطلوبغا فی اول کتابہ تصحیح القدوری۔۔۔ والمرجوح فی مقابلۃ الراجح بمنزلۃ العدم والترجیح بغیر مرجح فی المتقابلات ممنوع) (شرح عقود رسم المفتی ص ۱۱)

(ت) امام قاسم بن قطلوبغا (۸۰۲ء۔ ۸۷۹ء) نے اپنی کتاب "تصحیح قدوری" کے ابتدائی حصہ میں فرمایا۔ مرجوح، راجح کے مقابلہ میں عدم کی منزل میں ہے۔ اور مقابل اقوال میں بلا مرجح، ترجیح دینا ممنوع ہے۔ (۳) (قدمنا اول الشرح عن العلامۃ قاسم ان الحکم والفتیا بماہو مرجوح خلاف الاجماع وان المرجوح فی مقابلۃ الراجح بمنزلۃ العدم والترجیح بغیر مرجح فی المتقابلات ممنوع۔ وان من یکتفی بان یکون فتواہ او عملہ موافقًا لقول او وجہ فی المسئلۃ ویعمل بما شاء من الاقوال والوجوہ من غیر نظر فی الترجیح فقد جہل وخرق الاجماع۔ انتہی۔ وقدمنا ہناک نحوہ عن فتاوی العلامۃ ابن حجر) (شرح عقود رسم المفتی ص ۴۸) (ت) ہم نے شرح عقود کے شروع میں علامہ قاسم کے حوالہ سے لکھا کہ مرجوح پر کا حکم لگانا اور اس پر فتویٰ دینا اجماع کے خلاف ہے۔ اور راجح کے مقابلہ میں مرجوح عدم کی منزل میں ہے۔ اور متقابلات میں ترجیح بلا مرجح ممنوع ہے۔ اور جو اس پر اکتفاء کرے کہ اس کا فتویٰ یا عمل کسی قول یا مسئلہ کی کسی وجہ سے موافق ہو اور ترجیح پر نظر کئے بغیر اقوال ووجوہ میں سے جس پر چاہے، عمل کرے۔ تو اس نے نادانی کی اور اجماع کی مخالفت کی۔ علامہ قاسم کی عبارت ختم ہوئی۔ اور ہم نے وہاں اسی طرح کا قول فتاویٰ ابن حجر سے پیش کر چکے ہیں۔

(۴) علامہ شامی نے لکھا (مذہب الحنفیۃ المنع عن المرجوح حتی لنفسہ۔ لکون المرجوح صار منسوخًا) (شرح عقود رسم المفتی ص ۴۹)

(ت) احناف کا مذہب مرجوح (پر عمل) سے ممانعت ہے یہاں تک کہ اپنے لئے بھی۔ مرجوح کے منسوخ ہو جانے کے سبب (یعنی مرجوح منسوخ کی منزل میں ہے)

مذہب مالکیہ: (۱) (قال الباجی ۔۔۔ و اما الحکم والفتیا بماہو مرجوح فخلاف الاجماع) (شرح عقود رسم المفتی ص ۱۱)

(ت) ابوالولید باجی (۴۰۳ء۔ ۴۷۴ء) نے کہا۔ قول مرجوح کا حکم دینا اور فتویٰ دینا خلافِ اجماع ہے۔

(۲) (کلام القرافی دال علی ان المجتہد والمقلد لایحل لہما الحکم والافتاء بغیر الراجح لانہ اتباع للہوٰی وہو حرام اجماعًا) (شرح عقود رسم المفتی ص ۱۰) (ت) امام احمد بن ادریس قرافی مالکی (۶۲۶ھ۔ ۶۸۴ھ) کا کلام اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ مجتہد اور مقلد کیلئے مرجوح کا حکم دینا اور فتویٰ دینا حلال نہیں ہے۔ اس لئے کہ یہ اتباع نفس ہے۔ اور بالاجماع حرام ہے۔

مذہب شوافع: (۱) (قال الامام ابو عمرو فی أداب المفتی۔ اعلم ان من یکتفی بان یکون فتواہ او عملہ موافقًا لقول او وجہ فی المسئلۃ و یعمل بما شاء من الاقوال والوجوہ من غیر نظر فی الترجیح۔ فقد جہل وخرق الاجماع) (شرح عقود رسم المفتی ص ۱۱)

(ت) حافظ ابن صلاح (۵۷۷ء۔ ۶۴۳ء) نے "آداب المفتی" میں کہا۔ جان لو کہ جو اس پر اکتفاء کرتا ہو کہ اس کا فتویٰ یا عمل کسی قول یا مسئلہ کی کسی وجہ کے موافق ہو۔ اور ترجیح پر نظر کئے بغیر اقوال ووجوہ میں سے جس پر چاہے، عمل کرے۔ تو وہ جہالت کی راہ لیا اور اجماع کی مخالفت کیا۔ (۲) حافظ ابن صلاح نے لکھا (اعلم ان من یکتفی بان یکون فی فتواہ او عملہ موافقًا لقول او وجہ فی المسئلۃ ویعمل بما شاء من الاقوال او الوجوہ من غیر نظر فی الترجیح ولایقید بہ۔ فقد جہل وخرق الاجماع) (ادب المفتی والمستفتی ص ۶۳۔ عالم الکتب بیروت)

مذہب حنابلہ: احمد بن حمدان نمری حرانی حنبلی (۶۰۳ء۔ ۶۹۵ء) نے لکھا (من یکتفی بان یکون فی فتیاہ او عملہ موافق لقول او وجہ فی المسئلۃ ویعمل بما شاء من الاقوال او الاوجہ من غیر نظر فی الترجیح ولا یقتدی بہ۔ فقد جہل وخرق الاجماع) (صفۃ الفتوٰی و المفتی و المستفتی ص ۴۱۔ المکتب الاسلامی بیروت) (ت) جو اس پر اکتفاء کرتا ہو کہ وہ اپنے فتویٰ یا عمل میں کسی قول یا مسئلہ کی کسی وجہ کے موافق ہو۔ اور ترجیح پر نظر کئے بغیر اقوال ووجوہ میں سے جس پر چاہے، عمل کرے۔ اور ترجیح کا اتباع نہ کرے۔ تو وہ جہالت کی راہ لیا اور اجماع کی مخالفت کیا۔

اقول: فقہاء مذاہب اربعہ کے حوالے سے ثابت ہوگیا کہ قول مرجوح، عدم کی منزل میں ہے۔ اور قول مرجوح پر عمل کرنا و فتویٰ دینا خلاف اجماع ہے۔ اقوال متقابلہ میں اولاً ترجیح دی جائے۔ بعدہٗ عمل وفتویٰ۔

مسلک اعلیٰ حضرت پر اعتراض فکری آوارگی کا شاخسانہ

از: مختار عالم رضوی، دلشاد پور، بہار

بسمہٖ تعالیٰ

قارئین ماہنامہ کنزالایمان شمارہ اکتوبر ۲۰۱۴ء کے ذہن میں یہ بات محفوظ ہوگی کہ " فقہی احکام ومسائل" کے کالم کے تحت " مسلک اعلیٰ حضرت "کا نعرہ لگانے یا لگوانے کے تعلق سے ایک پُر فریب ،متضاد مستفتی تحریر شائع ہوئی ہے۔ مستفتی کا حال تو واضح ہے کہ ذہن ودماغ کے اعتبار سے بڑا ہی متین وسنجیدہ اور مسئلہ کے تعلق سے شافی حل کا طلب گار ہے۔ مستفتی نے یہ کہکر " آخر علمائے اکابر نے مسلک اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی طرف ہی کیوں منسوب کیا؟ اپنی صاف گوئی کا پتہ دیا کہ مسلک اعلیٰ حضرت کے اطلاق واستعمال کو رواج اکابر علماء کی طرف سے ملا ہے۔ البتہ مفتی صاحب نے اس کا کوئی رد نہیں فرمایا ابتداءً تو یہ کہا کہ یہ مسئلہ صرف تعبیر کا ہے ورنہ مسلک اعلیٰ حضرت اور مسلک اہلسنت میں کائی فرق نہیں"۔ لیکن آگے چل کر تفصیلی جواب کے تحت جس غیظ وغضب اور دلی بغض وعناد کا اظہار کیا ہے اس سے عام قاری پر بھی یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ مفتی موصوف کے نزدیک مسئلہ صرف تعبیر کا نہیں بلکہ اس لفظ کے اطلاق کے جواز کا ہے پھر آپ نے وہ گل کھلایا کہ الامان والحفیظ۔

ویسے یہ تحریر جس فرضی مفتی کی طرف منسوب ہے کہ اس کی علمی لیاقت قابل رحم بھی ہے اور قابل افسوس بھی ، بس اتنا کہا جاسکتا ہے کہ فاتحہ پڑھکر اس کیلئے مغفرت کی دعاء کردی جائے۔ اس سے پہلے بھی اس فرضی مفتی کے بھائی اور والد نے ایک ہینڈبل نکال کر امام احمد رضا قدس سرہٗ پر اسماعیل دہلوی کی تکفیر کلامی سے کف لسان کی وجہ پر حکم کفر لگانے کی ناپاک جسارت کی تھی۔ اس وقت کے علاقائی مقتدر علماء نے باپ، بیٹے کی اچھی خبر گیری کی تھی اور آج تک باپ بیٹے ۱۷ سوالوں کے جواب سے عاجز ہیں۔ کسی غیر مقلد نے کہا تھا کے ہم تو ایسا مسلک اختیار کرتے ہیں جس میں کبھی حنفی کے مطابق عمل ہوتا ہے، کبھی شافعی کے مطابق، کبھی حنبلی کے مطابق اور کبھی مالکی کے مطابق، اور چاروں امام برحق ہیں تو اس لحاظ سے ہم زیادہ حق پر عمل کرنے والے ہوئے۔ ٹھیک اسی طرح یہ چھپا رستم بھی کبھی رضوی، کبھی برکاتی، کبھی اشرفی، اور کبھی رشیدی بن جاتا ہے اور ہر طرف سے خوب نذرانے وصول کرلیتا ہے۔ فرضی مفتی نے اپنے نام کے ساتھ آخر میں "اشرفی" لکھا ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ طریقت میں سلسلے تو چارہی ہیں ۔(۱) قادری (۲) نقشبندی (۳) چشتی (۴) سہروردی۔ یہ پانچواں کہاں سے آیا؟ مسلک اعلیٰ حضرت پر کچھ لکھنے سے پہلے اپنے نام کے لاحقہ کی صفائی دے دینی چاہیئے تھی تاکہ قارئین سمجھتے کہ یہ جو کہتے ہیں اس کے مطابق عمل بھی کرتے ہیں مگر افسوس کہ قول کچھ ہے اور عمل کچھ اور۔ مسلک اعلیٰ حضرت کا نعرہ لگانے والے اختلاف وانتشار نہیں پھیلاتے ۔اختلاف وانتشار تو وہ پیدا کرتے ہیں جو مسلک اعلیٰ حضرت کا نعرہ لگانے کو منع کرتے ہیں۔ اور یہ منع کرنے والے فرضی مفتی یا انہیں کی طرح ان کا خفیہ حمایتی ہے۔ جس آبادی کا یہ فرضی مفتی رہنے والا ہے ابھی سال گذشتہ ایک جلسہ کے موقع پر اس کے والد اور اس کے خفیہ حمایتی نے مقررین وشعراء سے کہلوایا کہ مسلک اعلیٰ حضرت کا نعرہ نہ لگنے پائے۔ مقررین نے اسی عنوان پر تقریر کردی اور مسلک اعلیٰ حضرت کا خوب نعرہ لگا اور جلسہ کامیاب ہوا۔ کوئی انتشار ہوا نہ فتنہ وفساد۔ البتہ فتنہ کا سد باب ضرور ہوگیا۔

مفتی کے بیان وتحریر میں تضاد: مفتی موصوف نے لکھا: "امام احمد رضا تمام سنیوں کے امام ہیں نہ کہ فریق واحد کے اس لئے کسی سنی مدرسہ کا تعلیم یافتہ ہویا خواہ کسی سنی سلسلے کے خانوادے کے بزرگ سے مرید ہو وہ سنی بریلوی فکرونظر کا ہے جس کی پہچان اہلسنت وجماعت سے ہے"۔ (کنزالایمان ،دہلی رص ۱۶ شمارہ :اکتوبر ۲۰۱۴ء)

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب وہ سنی بریلوی فکر ونظر کا ہے تو یہ نام صحابہ کے زمانہ میں نہ تھا؟ یا ان مشائخ کے زمانے میں تھا جن کا ذکر آپ نے کیا ہے؟ اس کے باوجود بریلوی فکر ونظر اہلسنت وجماعت کا ہم معنیٰ اور ہم شناخت ہے تو پھر "مسلک اعلیٰ حضرت""مسلک اہلسنت " کا ہم معنیٰ کیوں کر نہ ہوا؟ آخر وجہ فارق کیا ہے؟ جبکہ آپ کی ذکر کردہ فہرست کے مطابق یہ نام نہ تو اعلیٰ حضرت کے زمانہ میں تھا نہ ان کے تلامذہ کے زمانے میں۔ یہ ذہنی خلجان اور دل کا بخار نہیں تو کیا ہے؟۔

دوسری جگہ لکھتے ہیں: "سواد اعظم مسلک اہلسنت وجماعت کے دوسرے نام (مسلک اعلیٰ حضرت) کی تشہیر کرنا اہلسنت وجماعت کے اوپر کھلی زیادتی ہے"۔(کنزالایمان ،دہلی/ص ۶۰ شمارہ :اکتوبر ۲۰۱۴ء)

موصوف اوپر لکھ چکے کہ یہ صرف لفظی تعبیر کا فرق ہے، بریلوی فکر ونظر اہلسنت کے نظریہ کے مترادف ہے ۔ اور اب لکھ دیا کہ " مسلک اعلیٰ حضرت" کا نعرہ لگانا اہلسنت وجماعت پر کھلی ہوئی زیادتی ہےسم عوام اہلسنت تو اسے زیادتی نہ کبھی سمجھتے ہیں اور نہ کبھی سمجھیں گے مگر مفتی صاحب یہ سمجھتے ہیں کہ ان پر زیادتی ہوتی ہے۔ ظلم ہوتا ہے۔ اتنا مظلوم تو میں نے آج تک نہیں دیکھا۔

مفتی موصوف نے تو یہاں تک لکھ دیا کہ "مسلک اعلیٰ حضرت لکھنا کہنا راہ راست سے بھٹک جانا ہے" رقمطراز ہیں: "جن لوگوں نے مؤمنین صالحین کے راستے سے اپنے لئے الگ راستہ بنانے کی کوشش کی وہ لوگ بھٹک گئے"۔(کنزالایمان ،دہلی/ص ۱۶ شمارہ :اکتوبر ۲۰۱۴ء)

قارئین دیکھ رہے ہیں کہ مفتی صاحب کتنے مخبوط الحواس ہیں کبھی اس کو جائز ، کبھی لفظی نزاع، کبھی ناجائز اور کبھی گمراہی بھی قرار دیتے ہیں۔ آخر ان سے کوئی پوچھے کہ آج تک کسی نے خواہ وہ اجتہادی شان ہی کیوں نہ رکھتے ہوں اپنے لئے یا اپنے ماننے والوں کیلئے رضوی، اشرفی برکاتی رشیدی، عبیدی وغیرہ لکھنے کا کام کیا یا اسے ضروری قرار دیا تو جو لوگ اپنے نام کے ساتھ آخر میں اشرفی وغیرہ بشمول مفتی موصوف لگاتے ہیں وہ راہ راست پر رہتے ہیں یا بھٹک جاتے ہیں؟فیصلہ سنائیں اور ساتھ ہی اپنا کنزالایمان والا فتویٰ بھی ملاحظہ فرمالیں۔ دور کیوں جائیں خود ماہنامہ "کنزالایمان " میں سرورق جن سواداعظم اہلسنت وجماعت کے نام مذکورہیں،اخیر میں یہ لکھا ہے۔ "کے مسلک حق وصداقت کا نقیب وترجمان"

اب مفتی موصوف بتائیں کہ مذکورہ سواداعظم کی طرف منسوب " مسلک حق وصداقت" کا لقب رسول اکرم ﷺ اور آپ کے اصحاب یا تابعین ومجتہدین میں کس نے دیا اور بہارشریعت ،طحطاوی علی الدرجن میں چاروں اماموں میں سے کسی ایک کی پیروی کولازم قرا دیا ہے ۔ یہ "مسلک حق وصداقت" جو مزکورہ اشخاص کی طرف منسوب ہے اس سے الگ ہے۔یا۔دونوں ایک ہی ہیں؟۔

تعجب ہے مفتی موصوف پردہ خود"کنزالایمان" کے سرورق کا حوالہ دیکر یہ لکھتے ہیں: "ماہنامہ کنزالایمان دہلی کے صفحۂ اول پر سواداعظم اہلسنت وجماعت کے ماہیر علمائے ہند کے عنوان کے تحت ۔۔۔۔ مسلک اہسنت وجماعت پر قائم رکھنے اور چلانے کی سعیٔ بلیغ فرماتے ہیں جن کی شناخت اورتشخص تقریباً گذشتہ چودہ سو سال سے آج تک قائم ہے"۔(کنزالایمان ،دہلی/ص ۱۸ شمارہ :اکتوبر ۲۰۱۴ء)

بڑاتعجب خیز منظر ہے۔ ایک طرف تو " کنزالایمان دہلی" کے صفحۂ اول کا حوالہ دیا جارہا ہے جس میں ایک کی طرف نہیں بلکہ چنداکابر کی طرف مسلک کا انتساب ہے اور صاف لکھا ہے "ان کے مسلک حق وصداقت" اور نتیجہ کے طور پر یہ بتایا جارہا ہے کہ یہ حضرات اسی قدیم اصطلاح پر قائم اور اسی پرعامل رہے اور نئی اصطلاح کی ضرورت نہیں سمجھی۔ آخر "کنزالایمان" کے صفحۂ اول پر ان اکابرکے مسلک کے ذکر کی کیا ضرورت تھی اور کس نے مسلک کو ان کی طرف منسوب کرنے کی خطرناک جسارت کی؟ کنزالایمان والے بقول مفتی اسی اصطلاح قدیم " اہلسنت وجماعت" کا ذکر کرتے اور لکھتے۔ اور " کنزالایمان" کے ایڈیڑکو صاف صاف مفتی صاحب سے یہ کبھی پوچھنا چاہیئے تھا کہ میری اس اصطلاح جدید پر کون سا حکم شرعی نافذہوتا ہے۔ عدم جواز کا۔یا۔ ضلالت وگمرہی کا؟۔

یہ تو تھی مفتی موصوف کی تضاد بیانی جسے آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ قارئین اچھی طرح یہ سمجھ گئے ہیں کہ مفتی موصوف اور اس کا خفیہ حمایتی بغض اعلیٰ حضرت سے دوچار ہے اوراس مرض کا علاج بڑا مشکل ہے۔ ممکن ہے کسی ادیبی یا خلیلی کے پاس اس کی دواء ہو مگر وہ دواء ازالۂ مرض کے لئے نہیں بلکہ ازدیاد مرض کیلئے ہوگی۔ ع

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دواء کی۔

مسلک اعلیٰ حضرت کا نعرہ علمائے محققین کی نظر میں: قارئین ! ابتک تو بات مفتی موصوف کی غلط توجیہہ اور فساد ذہنی کی چال رہی تھی اب ذرا آئیے اور ملاحظہ فرمائیے کہ اساطین ملت نے کس طرح مسلک اعلیٰ حضرت کہنے اور لکھنے کو نہ صرف یہ کہ جائز بلکہ بعض مصلحتوں کے پیش نظر واجب وضروری بھی قرار دیا ہے۔ بحرالعلوم مفتی عبدالمنان علیہ الرحمۃ کی شخصیت علمی حوالہ کے محتاج تعارف نہیں۔ وہ موجودہ دور کے علماء کیلئے معتمد اور ان کا قول سند کی حیثیت رکھتا ہے وہ خاص "مسلک اعلیٰ حضرت" کے تعلق سے فرماتے ہیں کہ : "ہر دور میں جب جب باطل نے حق کے ساتھ خلط ملط کی کوشش کی ہے تو امتیاز کیلئے کسی فرد یا شخص کی طرف مسلک ومذہب کو منسوب کرکے حق وباطل میں فرق وامتیاز پیدا کیا گیا ہے"۔ وہ رقمطراز ہیں۔

" یہ شروع سے ہوتا آیا ہے کہ باطل نے جب جب حق میں آمیزش کی کوشش کی ہے تو حق کو باطل سے ممتاز کرنے کیلئے کسی شخص یا اشخاص یا اعمال کو حق کی علامت قرار دیا گیا اور مسلک ومذہب کو ان کی طرف منسوب کیا گیا۔یہ طریقہ ابتداء سے آج تک جاری ہے اور آئندہ بھی جاری رہے گا"۔ (مجلہ پیغام رضا،ص:۱۴۱: مارچ۲۰۰۷ء)

حضرت بحرالعلوم نے "مسلک اعلیٰ حضرت" پر اعتراض کرنے والوں کو جاہل اور نفس پرست اور فسادی تک کہا ہے۔ وہ یوں خانہ فرسائی فرماتے ہیں: "حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف مسلک کی نسبت کرنے کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے دین اسلام اور مذہب حق اہلسنت وجماعت کیلئے غیر معمولی جدوجہد فرمائی جیسا کہ اوپر تفصیل سے ہم بتا چکے ہیں۔ اس کے خلاف جو لوگ آواز اٹھاتے ہیں یاتو لاعلمی کی بنا پر یا جان بوجھ کر ازاراہ نفسانیت وفساد ہے اللہ تعالیٰ انھیں ہدایت دے آمین! (فتاویٰ بحرالعلوم،ج:۶،ص: ۴۰۳)

مفتی موصوف کے قول کے برخلاف مسلک کو ائمۃ اربعہ اور امام ابومنصور ماتریدی اور امام ابوالحسن اشعری کے علاوہ دوسرے اشخاص کی طرف بھی منسوب کیا گیا ہے۔ اس تعلق سے تفصیلی بحث کرتے ہوئے بحرالعلوم یوں راقم ہیں :

"ہمیں افسوس ہے کہ آپ کے مقرر صاحب نے تصوف کی مشہور ومعروف کتاب کشف المحجوب بھی نہیں دیکھی اس کے صفحہ ۱۷ پر حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھا ہے کہ حضرت داتا صاحب تصوف و طریقت میں جنیدی مسلک کے متبع تھے"۔ (فتاویٰ بحرالعلوم،جلد:۶،ص:۱۵۸)

فقیہہ ملت مفتی جلال الدین امجدی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ : "مسلک اعلیٰ حضرت " کہنے سے روکنے والا بدمذہب یا حاسد ہے"۔ وہ اپنے ایک فتویٰ میں تحریر فرماتے ہیں:"اس زمانہ میں مسلک اعلیٰ حضرت ہی کہنا ضروری ہوگا اور اس سے روکنے والا بد مذہب ہوگا یا حاسد"۔ (فتاویٰ فقیہہ ملت،ج:۲،ص:۴۳۰)

ذرا مفتی صاحب مرض بغض وحسد سے باہر آئیں اور شیخ الاسلام مولانا مدنی میاں کی درج ذیل تحریر پڑھیں اور علم کے اعتبار سے اپنی بے علمی پر ماتم کریں۔ شیخ الاسلام راقم ہیں:"میں مشرباً اشرفی وطناً کچھوچھوی ہونے کے باوجود اپنے آپ کو بریلوی کہتے ہوئے فخر محسوس کرتا ہوں، موجودہ دور میں جس طرح سے لفظ بریلوی سے سنیت کی تصدیق ہوتی ہے اسی طرح سے مسلک اعلیٰ حضرت سے مذہب امام اعظم کی صحیح ترجمانہ ہوتی ہے"۔ (کنزالایمان ،دہلی، مارچ ۲۰۱۰ء)

مفتی نظام الدین صاحب رضوی ، صدر شعبۂ افتاء جامعہ اشرفیہ مبارکپور نے مسلک کو اہلسنت کا مترادف اور اس کے اطلاق کو جائز قرار دیا۔ وہ رقمطراز ہیں: "اعلیٰ حضرت کا لفظ سنیت کی شناخت ہے، پہچان ہے، عرف عام میں اہلسنت کا مترادف ہے اسلئے مسلک اعلیٰ حضرت کا معنی ہے مسلک اہلسنت جس کا اطلاق بلاشبہ جائز ہے"۔ (ماہنامہ اشرفیہ ،

ص ر۸:جولائی۲۰۰۳ء)

مسلک اعلیٰ حضرت پر اعتراض کرنے والوں کے تعلق سے حضرت مفتی صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ ایسے لوگوں کا مقصد صرف اعلیٰ حضرت کی شان گھٹانے کی کوشش ہے اور کچھ نہیں۔ وہ اپنے ایک فتویٰ میں بڑے واضح طریقہ سے لکھتے ہیں۔

"ہمارے جو بھائی کسی ذاتی رنجش اور باہمی چپقلش کی وجہ سے اعلیٰ حضرت کی شان گھٹانے میں لگے ہوئے ہیں تھوڑی دیر کیلئے خالی الذہن ہوکر ٹھنڈے دل سے سوچیں کہ بدمذہبوں سے امتیاز کیلئے کون سا جامع اور مختصر لفظ انتخاب کیا جائے؟ ہمیں یقین ہے کہ وہ اسی نتیجہ پر پہونچیں گے کہ مسلک اعلیٰ حضرت کے لفظ سے زیادہ موزوں کوئی لفظ نہیں کیونکہ سنیت کا شعار یہی لفظ ہے، اہلسنت کی شناخت یہی کلمہ ہے، بد مذہبوں سے امتیاز اسی کا خاصہ ہے بلکہ حق یہ ہے کہ تمام اہلسنت کا اس پر اتفاق تھا چندبرس پہلے باہمی اختلاف کے نتیجہ میں کچھ کرم فرماؤں نے اسے سوالیہ نشان بنانے کی کوشش کی جوبے دلیل ہونے کی وجہ سے سابقہ اتفاق میں رخنہ انداز نہیں ہوسکتا"۔ (ماہنامہ اشرفیہ ر ص:۹ جولائی ۲۰۰۳ء)

محقق مسائل جدیدہ نے مسلک اعلیٰ حضرت کو سنیت کا شعار ،اہلسنت کی شناخت ،اور بدمذہبوں سے امتیاز اسی کا خلاصہ بتایا اور مسلک اعلیٰ حضرت کے اطلاق کے جواز پر اہلسنت کا اتفاق بتایا۔پر افسوس وہ بھی آج کل اسکے خلاف نظر آتے ہیں۔ جبکہ "کنزالایمان" میں مفتی مسکن نے مسلک اعلیٰ حضرت کو مسلک اہلسنت پر اضافہ ،زیادہ اور ظلم تک قرار دیا۔ میری طرح عام قارئین اس بات پر حیرت زدہ ہیں کہ ایسے کم فہموں اور لاعلموں کو قلم کاغذ پکڑنے کا حق کہاں سے مل گیا۔ جس کی زندگی عوام میں افتراق وانتشار پیدا کرنے اور علماء پر طعن کرنے میں گذری اس کی زبان سے اتحاد واتفاق کی بات اچھی نہیں لگتی۔

مفتی موصوف حالاوزمانہ سے بے خبر اور بقول علماء جاہل ہے: اسم افتاء میں یہ متحقق ہے کہ مفتی کو زمانہ اور اہل زمانہ کے حالات سے باخبر ہونا ضروری ہے۔ اور جو زمانہ اور اہل زمانہ کے حالات سے بے خبر ہوا سے جاہل تک کہا گیا ہے۔ ایک عامی بھی یہ بات اچھی طرح جانتا ہے کہ بدمذہب مثلاً وہابیہ ودیابنہ بارہاتقریر وتحریر میں اپنے کو متبع مسلک اہلسنت وجماعت کہتے اور لکھتے ہیں: اب بتائیے کہ یہاں امتیاز کیسے پیدا ہوگا؟بحرالعلوم مفتی عبدالمنان وفقیہ ملت مفتی جلال الدین و دیگر علمائے اہلسنت فرماتے رہے ہیں کہ "بد مذہبوں سے امتیاز مسلک اعلیٰ حضرت کے لفظ سے ہوگا اور یہ بے چارہ نان شبینہ کا محتاج ،زامانہ اور حالات زمانہ سے بے خبر ،نام نہاد مفتی مسلک اہلسنت پر زیادتی کی رٹ لگائے بیٹھا ہے۔ کاش اللہ عزوجل اسے عقل سلیم کا ذرابھی حصہ عطا فرماتا تو ایسی بے بنیاد اور خلاف واقع باتیں لکھنے کی جرأت وجسارت ہرگزنہ کرتا۔

کیا اس فرضی مفتی میں اتنی ہمت ہے کہ کہہ دے کہ اکابرین اہلسنت نے "مسلک اعلیٰ حضرت" کے اطلاق واستعمال کو صحیح قراردے کر سنیوں کو اہلسنت سے غافل کردیا؟ اہلسنت پر ظلم و زیادتی کی ہے؟ اور کیا یہ حضرات اسلاف کی روش سے ہٹ کر اپنے اور قوم کیلئے ایک نئے راہ کی تلاش میں حیران وسرگرداں اور جادۂ حق سے منحرف ہیں؟ ہے ہمت اس مفتی میں تو لکھ دے پھر اس کے بعد نتائج کا سامنا کرنے کیلئے اپنے آپ کو تیار رکھے۔ ہر ایرے غیرے اور سبزی فروش کو مفتی جیسے اہم اور ذمہ دار لقب سے ملقب نہیں کرنا چاہیئے اور ایسے سرپھرے کی تحریر کو کسی ذمہ دار ماہنا مہ کے فقہی احکام ومسائل کے کالم میں جگہ نہیں دی جانی چاہیئے ورنہ علم کا مذاق بن کررہ جائے گا۔

الحاصل ! اس کے پیچھے جو بھی مکروہ اور بدنما چہرہ چھپا ہے وہ یقیناً بغض اعلیٰ حضرت میں گرفتار ہے اور کہیں نہ کہیں فکری آوارگی اس کے اوپر حاوی ومسلط ہے۔ اللہ عزوجل ایسے مفسدین کے فساد سے عام مسلمین کو محفوظ ومامون رکھے۔ آمین۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

سرکار اعلیٰ حضرت اور ان کا عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم

از : ابو محامد غزالی ناگپوری، متعلم دارالعلوم غریب نواز آلہ آباد (یوپی)

سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ علیہ وسلم کی ۱۰ شوال المکرم بروز (شنبہ) ۱۲۷۲ھ ۱۵ جون ۱۸۵۶ء کو محلہ ذخیرہ شہر بریلی شریف میں ولادت باسعادت ہوئی ۔ سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان کا پیدائشی نام محمد رکھا گیا۔اور آپ کی والدہ ماجدہ آپ کو پیار سے امّن میاں کہا کرتی تھیں ۔ اور آپ کے والد محترم آپ کو احمد میاں کہہ کر پکارا کرتے تھے ۔ سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا تاریخی نام المختار رکھا گیا اور بڑی خوشی کی بات یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنا سن ولادت قرآن کریمہ کی آیت مقدسہ ''اُلٰٓءِکَ کَتَبَ فِیۡ قُلُوۡبِهِمُ الۡاِیۡمَانَ وَاَیَّدَهُمۡ بِرُوۡحٍ مِّنۡهُ'' سے استخراج کیا۔

سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی زندگی بہت بے مثال گذری ہے چودھویں صدی کے مجدد اعظم کا ہم اہلسنت وجماعت پر احسان عظیم ہے کہ انہوں نے سنیوں کے قلوب میں عشق مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کا چراغ روشن کیا، اور اپنے شمشیر قلم سے دیوبندیت ، وہابیت ، قادیانیت ، گمراہیت ، صلح کلیت وغیرہ میں زلزلہ برپا کردیا ۔اور اہلسنت واہل بطلان کے مابین خط امتیاز کھینچ کر رکھ دیا۔

چودہویں صدی کے وہ عظیم الشان شہرۂ آفاق عالم دین ، مفتی شرع متین اور مجدد اعظم ہیں جن کا شمار آئمہ اعلام میں ہوتا ہے ۔ جنہوں نے اپنی زندگی کی آخری سانس تک عقائد اسلام کی پاسبانی کی ہے ۔ اور اسلام کے خلاف اٹھتے ہوئے فتنوں اور الحاد وبے دینی کی گرم بازاری کو اپنی حکمت عملی سے ہمیشہ کیلئے سرد فرمادیا ۔ع

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تاامروز
چراغ مصطفوی سے شرارے یوہی

یہ ایک سچائی اور حقیقت ہے کہ حق وصداقت پر قائم رہنے والے علمبردار ہر دور میں پوری قوت ایمانی کے ساتھ عشق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا چراغ سینے میں روشن فرما کر باطل طاقتوں کی سرکوبی کرتے رہے ہیں۔

امام احمد رضا ناموس رسالت کے ایسے پاسبان تھے کہ جنہوں نے اپنے سیف قلم سے جہاد فرماتے ہوئے ہر فتنے کو کیفر کردار تک پہونچایا۔ اور ان کے تابوت میں آخری کیل ٹھونک دی ۔اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پاک من رأ ی منکم منکراً قلیغیرہ بید ہٖ الیٰ آخرہٖکا آخری سانس تک مصداق بنے رہے۔

سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی نابغہ ٔ روزگار شخصیت اپنی ذاتی خوبیوں اور باطنی محاسن اور علمی و عملی فضل وکمال میں بے مثال گذری ہے وہ اپنے عصر میں تمام علوم اسلامیہ بلکہ جملہ علوم عقلیہ کے امام مانے گئے ۔ مگر ان میں جو سب سے بڑی خوبی نمایاں ہو کر چہاردانگ عالم میں مشہور ومعروف ہوئی ۔ وہ عشق رسول پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم ہے ۔خود فرماتے ہیں کہ ع

اے عشق تیرے صدقے جلنے سے چھٹے سستے
جو آگ بجھادے گی وہ آگ لگائی ہے

یہاں تک کہ دنیائے فانی سے روپوش ہوتے ہیں تو اس حق الیقین کے ساتھ کہ ع

لحد میں عشق رخ شہ کا داغ لیکے چلی
اندھیری رات سونی تھی چراغ لیکے چلی

جہاں امام اہلسنت علیہ الرحمہ نے قلم کے ذریعہ عالم اسلام کے مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت فرمائی ہے وہیں پر ساتھ ہی ساتھ دلوں کی دنیا کو بھی بدل دی ہی۔ امام ہمام نے جس پر توجہ ڈالی ،اسکا قلب مبتدل کردیا۔اور اس کے دل میں مصطفٰے جان رحمت ، شفیع بزم ہدایت کا چراغ روشن کر دیا ۔ جس پر نگاہ مرکوز کی اس کے دل میں عشق رسول بھر دیا۔

جہاں میرے اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے تصانیف وتقاریر فرماتے ہیں وہیں وہ علم کے بھی ایک بحر ناپیداکنار تھے ۔ حقیقت تو یہ ہے کہ چودھویں صدی کے مجدد اعظم افقہ الاسلام اور علم وعمل، کشف وکرامت کے ایسے مظہر تھے ۔ جس سے عرب وعجم نے ضیا پائی ،اسی آفتاب تجدیددین کی روشنی کرہ ارض پر پھیل گئی ۔ اس آفتاب حق نے جس پر توجہ فرمائی تو وہ درخشندہ تابندہ ہو کر چمکا۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے جب اپنے لخت جگر حامد رضا پر نظر لطیف ڈالی تو وہ حجۃ الاسلام بن کر چمکے ۔ چودھویں صدی کے مجدد اعظم نے جب اپنے نور نظر دل کا ٹکڑا سرکار مصطفٰے رضا خاں پر نظر عمیق ڈالی تو وہ دنیائے سنیت میں مفتی اعظم ہند بن کر چمکے ۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی شخصیت ایک ایسی ہمہ گیر شخصیت تھی جو کشف وکرامت میں بھی بے مثال تھی۔

امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی ایک ایسے عاشق رسول ہیں جنہوں نے اپنا ہرہرلحہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی میں گذارا اور جملہ اہل ایمان کو ہروقت عشق مصطفٰے کا پیغام دیا۔ سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان عشق رسول کا پیکر تھے اور انکا دل محبت رسول کا گنجینہ تھا۔امام احمدرضا نے اگر علم حاصل کیا تو عشق مصطفٰے ہی میں حاصل کیا امام احمد رضا نے قرآن کریم کی تفسیر کی ،تو عشق رسول کا پیکر بنکر ،امام اہلسنت نے مسند افتاء پر بیٹھے تو عشق رسول ہی میں شرابور ہو کر ، گویا کہ امام اہلسنت ہروقت عشق رسول ہی میں مگن رہے اس بات سے اندازہ ہو ہی جائیگا کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کتنی محبت تھی اعلیٰ حضرت نے دنیا والوں سے کہا کہ اے دنیاوالو ! مجھکو مصطفٰے جان رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنی محبت ہے اتنی محبت ہے کہ اس کا کوئی اندازہ نہیں لگا سکتا اور میں صدق دل سے کہتا ہوں کہ اگر تم میرے دل کے دو ٹکڑے کردو تو خدا کی قسم ایک جانب لکھا ہوگا لاالہ الا اللہ جل جلالہ اوردوسری جانب لکھا ہوگا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے لوگوں تک یہی تو پیغام پہونچایا ہے کہ اے لوگو!حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے رہو ان کی تعظیم وتکریم بجا لاتے رہو اسی میں بھلائی ہے اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ذریعۂ نجات ہے ۔ سرکار اعلیٰ حضرت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قدر عشق ومحبت تھی کہ اعلیٰ حضرت کا جب وصال ہونے لگا تو فرمایا کہ جب میرا انتقال ہوجائے تو میری قبر گہری کھدوانا اور اتنی گہری کرنا کہ میں کھڑا ہو سکوں اسکی وجہ کیا ہے تو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے فرمایا جب میں قبر میں لیٹا رہوں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں حضور کی تعظیم کیلئے کھڑا ہو جاؤں اور درود وسلام پیش کروں۔

یہ ہے امام اہلسنت قدس سرہ کا عشق رسول کہ امام اہلسنت نے حضور سے کتنی محبت کی ہے یہی وجہ ہے کہ آج پوری دنیا اعلیٰ حضرت کو یاد کرتی ہے ۔اور پوری دنیا میں ان کا چرچا ہے ۔امام اہلسنت قدس سرہ کا نام پوری دنیا میں ایسے ہی نہیں ہوگیا۔ یا کسی انٹرنیٹ کے ذریعہ اعلیٰ حضرت مشہور نہیں ہوئے اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے اخبار واشتہار چسپاں کروا کر دنیا والو! میرا نام احمد رضا ہے مجھکو یاد کرو ۔ نہیں ایسا نہیں یہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا صلہ ہے کہ اعلیٰ حضرت کا نام پوری دنیا جانتی ہے ۔ سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے ایک ایک پل عشق رسول میں بتایا اور اپنے ایک ایک وقت کو اہم جانا اور اپنی زندگی عبادت وریاضت میں گذاری ۔اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم تمام سنیوں کو اللہ ورسول کی محبت میں زندگی گذارنے کی توفیق عطا فرمائے دعا ہے کہ ہم تمام سینوں کو اللہ ورسول کی محبت میں زندگی گذارنے کی توفیق عطا فرمائے اور اعلیٰ حضرت کے پیغامات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ۔

کتبہ : ابو محامد غزالی
متعلم دارالعلوم غریب نواز آلہٰ اباد